

سرکارِ نامہ

Sarkar Namah:
Master's Book

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Bismillahir Rahmaan-ir-Raheem:

In the Name of Allah, The Most Gracious and The Most Merciful.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

Allah Humma, Salli 'Ala Sayyidina, Wa Maulana Muhammadin,

Wa'ala Aali Sayyidina, Wa Maulana Muhammadin, Wa Baarik Wasallim:

O Allah! May you bestow upon our Lord and Master, Hazrat Muhammad ﷺ

and upon the progeny of our Lord and Master, Hazrat Muhammad ﷺ, your Grace and Peace.

سرکار نامہ

(نسخہ ۱.۵)

Sarkar Namah:

Master's Book (Edition 1.5)

سوانح حیات حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب، المعروف حضرت بابا غوث محمد یوسف شاہ تاجی۔

A Biography of Hazrat Maulana Abdul Kareem Shah Sahib RA. Popularly known as Hazrat Baba Ghous Muhammad Yousuf Shah Taji RA.

اصل کتاب کے مُصَنَّف: حضرت کنور اصغر علی خان یوسفی، المعروف حضرت بابا البیلے شاہ یوسفی۔

Author of Original Book: Hazrat Kuñwar Asghar Ali Khañ RA. Popularly known as Hazrat Baba Albeyle Shah Yousufi RA.

ترجمہ و توسیع: مآب، حضرت بابا شاہ محمود یوسفی۔

Translation and Expansion Inspired by: His Reverence, Hazrat Baba Shah Mehmood Yousufi.

Copyright © 2022-2092 by Adam Gheli. All rights reserved. No part of this publication may be reproduced, distributed or transmitted in any form or by any means, including photocopying, recording, or other electronic, or mechanical methods, without the prior written permission of the publisher, except in the case of brief reference embodied in critical reviews and certain other noncommercial uses permitted by copyright law. Neither the author nor the publisher assumes any responsibility or liability whatsoever on behalf of the consumer or reader of this material. Any perceived slight of any individual or organization is purely unintentional. The resources in this book are provided for informational purposes only and should not be used to replace the specialized training and professional judgment of a health care or mental health care professional. Neither the author nor the publisher can be held responsible for the use of the information provided within this book. Please, always consult a trained professional before making any decision regarding treatment of yourself or others. The publishers will consider it an act of plagiarism if “wrongful appropriation” or “stealing and publication” of the authors “language, thoughts, ideas, or expressions” and the representation of them as ones own original work. The publisher has been granted full authority to pursue any copyright violations against the author and to legally defend the authors intellectual property. To get more information regarding the copyrights, please contact U.S. Copyright Office at 101 Independence Ave. S.E. Washington, D.C. 20559-6000, call phone number (202) 707-3000, or send publisher email to sarkarnamah@silsilayousufi.com.

حقِ نقل و اشاعت، بطورِ ناشر، ۲۰۹۲ - ۲۰۲۲ تک فقط آدم گھیلی کو ہے۔ جملہ حقوقِ نقل محفوظ ہیں۔ اس سوانح حیات کا کوئی جُز، کسی بھی شکل میں، یا کسی بھی طریقے سے، بشمول نقل تصویر (فوٹو کاپی)، تدوین (ریکارڈنگ)، یا دیگر برقیاتی (الیکٹرانک)، یا مشینی (مکینیکل) ذرائع سے، بغیر ناشر کی سابقہ تحریری اجازت کے، دوبارہ نقل، تقسیم، یا ترسیل نہیں کیا جاسکتا ہے، سوائے اس صورت میں کہ جب مُختصر حوالہ درکار ہو، اور وہ بھی بحیثیت غیر-تجارتی (نان کمرشل) ہو، جہاں حکومتی قانونِ نقل و اشاعت اجازت دیں۔ نا مُصنف اور نا ہی ناشر، کسی بھی صورت میں، اس کتاب کے صارف، یا قاری کی طرف سے ذمہ داری یا جواب دہی کا فرض و قرض خود پر لیتے ہیں۔ کسی بھی فرد یا تنظیم کے بارے میں کوئی بھی محسوس کردہ اہانت سراسر غیرِ ارادی ہے۔ اس کتاب میں مہیا کی گئی معلومات محض آگاہی فراہم کرنے کے قُصد سے ہیں، اور انکو جسمانی یا نفسیاتی طبیب کی خصوصی تربیت اور پیشہ ورانہ فیصلے کو تبدیل کرنے میں استعمال نہیں کیا جانا چاہیئے۔ اس کتاب میں فراہم کردہ آگاہی اور معلومات کے طرزِ استعمال میں نا تو مُصنف اور نا ہی ناشر ذمہ دار، یا جوابدہ ہونگے۔ براہِ کرم، اپنے یا دوسروں کے علاج کے لیئے، کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیشہ خاص تربیت یافتہ پیشہ ور سے رجوع کریں۔ اگر مصنف کے ”کلمات، خیالات، نظریات، یا تاثرات“ کی ”غیر منصفانہ تخصیص“ یا ”ناجائز استعمال“ اور انکو غلط شخص سے منسلک کرتے ہوئے اصل ظاہر کرنے پر ناشر اسے ”ادبی سرقہ“ کے طور پر سمجھیں گے۔ ناشر کو مصنف کی لکھی اس کتاب کے نقل و اشاعت کی کسی بھی خلاف ورزی کا تعاقب کرنے پر اور مصنف کی دانشورانہ املاک کی حفاظت کرنے پر قانون کی حدود میں رہ کر دفاع کرنے کا پورا اختیار ہے۔ براہِ کرم، حقِ نقل و اشاعت کے سلسلے میں مزید معلومات کیلئے U.S. Copyright Office at 101 Independence Ave. S.E. Washington, D.C. 20559-6000 پر رابطہ کریں، فون نمبر ۳۰۰۰ - ۷۰۷ (۲۰۲) پر کال کریں، یا ناشر کو sarkarnamah@silsilayousufi.com پر ای - میل کریں۔

Table of Contents

فہرست مضامین

1. Foreword	4	۴	۱۔ تمہید
2. Masters of Yousufi Silsila	5	۵	۶۔ سلسلہ یوسفی کے مشائخ
3. Introduction	13	۱۳	۳۔ تعارف
4. Name	16	۱۶	۴۔ نام
5. Place of Birth	17	۱۷	۵۔ وطن و پیدائش
6. Honorary Distinction Award	19	۱۹	۶۔ دستارِ فضیلت
7. Oath of Initiation	25	۲۵	۷۔ بیعت
8. Sarkar’s Audience with Baba Sahib	29	۲۹	۸۔ سرکار کی بابا صاحب میں حاضری
9. Stay at Baawri Stepwell	33	۳۳	۹۔ باوری میں قیام
10. State of Divine Absorption	36	۳۶	۱۰۔ عالمِ جذب
11. Travels to Propagate and Promote	43	۴۳	۱۱۔ سفر برائے تبلیغ و اشاعت
12. Bouquet of Holy Remembrances	45	۴۵	۱۲۔ گلدستہ شریف
13. Sarkar’s Etiquette	65	۶۵	۱۳۔ سرکار کے اخلاق
14. Concealment (of Divine Secrets)	74	۷۴	۱۴۔ اخفا
15. Training the Disciples	109	۱۰۹	۱۵۔ مُریدین کی تربیت
16. Need for a Master	123	۱۲۳	۱۶۔ ضرورتِ شیخ
17. Essence of the Master	132	۱۳۲	۱۸۔ ذاتِ شیخ
18. Patience and Reliance (on Allah Alone)	140	۱۴۰	۱۸۔ صبر و توکل
19. Acceptance and Surrender (to Allah’s Will)	143	۱۴۳	۱۹۔ تسلیم و رضا
20. Temperament	147	۱۴۷	۲۰۔ مزاج
21. Tajabad Shareef	157	۱۵۷	۲۱۔ تاج آباد شریف
22. Ajmer Shareef	162	۱۶۲	۲۲۔ اجمیر شریف
23. Ailment	167	۱۶۷	۲۳۔ علالت
24. Sayings	169	۱۶۹	۲۴۔ ملفوظات

1. Foreword

This is a brief introduction to *Sarkar Namah* and, in particular, to the lives and relationships among our very own four Great Saints that are highlighted in this biographical account. They are all Guardians and Pillars of our Spiritual Lineage (Silsila), in this case known as the *Yousufi Silsila*.

Here, we go back only four spiritual generations of the *Yousufi Silsila*, starting with Hazrat Syed Muhammad Baba Tajuddin RA (Rahmat'Allah Aleih); followed by his Spiritual Successor (Jaan-Nasheen) Hazrat Ghous Muhammad Baba Yousuf Shah Taji RA; then his Jaan-Nasheen, Hazrat Baba Albeyle Shah Yousufi RA and lastly, his Jaan-Nasheen, Hazrat Baba Shah Mehmood Yousufi.

They are the four stalwarts of the *Yousufi Silsila*; a Spiritual Lineage that goes all the way back, connected through a series of spiritual links, to Our Beloved Lord and Master, Prophet Muhammad ﷺ; an unbroken chain of Saints of the *Chishtiyah* and *Qadriyah* Sufi Orders.

To help make the Urdu Text and the English Translation clear and unambiguous, minimal explanatory content has been added, (within brackets). Certain words have been *italicized* and some are in **bold** print to signal emphasis. It is imperative to emphasize that all original content has been maintained in its entirety.

یہ سرکار نامہ کا اور خاص طور پر ہمارے اپنے چار عظیم اولیاء کے مابین کی زندگیوں اور رشتوں کا ایک مختصر تعارف ہے، جو اس سوانح حیات میں نمایاں کیئے گئے ہیں۔ یہ سب ہمارے سلسلہ (روحانی نسب) کے سرپرست اور ستون ہیں، اور یوسفی سلسلہ کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

یہاں، ہم حضرت سید محمد بابا تاج الدین سے آغاز کر کے یوسفی سلسلہ کی صرف چار روحانی پشتیں پیچھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے روحانی جانشین حضرت غوث محمد بابا یوسف شاہ تاجی؛ پھر اُن کے جانشین حضرت بابا البیلے شاہ یوسفی، اور سب سے آخر میں اُن کے جانشین حضرت بابا شاہ محمود یوسفی۔

یہ چاروں یوسفی سلسلہ کے مشائخِ عظام ہیں؛ ایک روحانی نسب جو پیچھے جا کر، ہمارے پیارے آقا اور مولا حضرت محمد ﷺ سے روحانی روابط کے سلسلے کے ذریعے جڑا ہوا ہے؛ جو کہ چشتیہ اور قادریہ سلسلہ کے اولیاء کا ایک ناشکستہ سلسلہ ہے۔

اردو متن اور انگریزی کے ترجمے کو نمایاں اور مُحکم بنانے میں مدد کے لیے، بہت مختصر سے وضاحتی الفاظ (قوسین کے اندر) شامل کیئے گئے ہیں۔ کچھ الفاظ کو ترچھ حروف (اٹالکس) میں کیا گیا ہے اور کچھ زور بیان دینے کے لیے بولڈ پرنٹ میں ہیں۔ اس بات پر تاکید کرنا لازم ہے کہ تمام اصل متن کو مکمل طور پر اسکی اصل حالت میں برقرار رکھا گیا ہے۔

القاب: ”تاج الاولیاء، تاج الملت و دین، شہنشاہ ہفت اقلیم، جلوہ گاہ جمالِ لم یزلی، حضرت سید محمد بابا تاج الدین اولیاءؒ۔“

اس کتاب سرکار نامہ میں بابا تاج الدینؒ کو اکثر بابا صاحبؒ کہا گیا ہے۔ بابا تاج الدینؒ حضرت غوث محمد بابا یوسف شاہ تاجیؒ کے حتمی شیخ اور رہنما ہیں۔

بابا صاحبؒ کی پیدائش مدراس میں ہوئی اور انہوں نے اپنی جوانی کی بیشتر زندگی ناگپور میں گزاری۔ بابا صاحبؒ کی اولیاء کرام کے جیسی صفات اُن کے بچپن کے دنوں سے ہی عیاں تھیں۔ جب آپکی ملاقات ایک صوفی بزرگ حضرت عبداللہ شاہ قادریؒ سے ہوئی، تو آپکی ان صلاحیتوں کو مزید پروان ملی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ان پیر بزرگ نے اُس وقت کے نوجوان بابا صاحبؒ کو کچھ خشک میوہ جات چبا کر کھانے کو دیئے۔ اس عمل کے تحت، روحانی استغراق کی ایک ایسی کیفیت نے جنم لیا جو کہ جاری و ساری رہی اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کی شدت



2. Hazrat Baba Tajuddin Auliya RA

Reverent Salutation: “*Tajul Auliya, Tajul Millate Wa-Deen, Shahenshahe Haft Aqleem, Jawlah Gahe Jamale Lam Yazli, Hazrat Syed Muhammad Baba Tajuddin Auliya RA.*”

(“Crowning Glory of the Saints, the Muslim Community and Islam as a whole, Vanguard of all the Seven Spiritual Dimensions, Manifested Image of Allah the Immortal, His Grace Syed Muhammad Baba Tajuddin Auliya RA”).

In this Book, *Sarkar Namah*, Baba Tajuddin RA has often been referred to as Baba Sahib RA. He is the ultimate Sufi Master and Guide of Hazrat Ghous Muhammad Baba Yousuf Shah Taji RA.

Born in Madras, Baba Sahib RA lived most of his adult life in Nagpur. The latent saint-like qualities of Baba Sahib RA were evident from his early childhood days. These potentialities blossomed greatly after his meeting with a Sufi Saint, **Hazrat Abdullah Shah Qadri RA**. It is narrated that this Sufi Saint chewed some dry fruits and then gave it

میں بھی اضافہ ہوا۔

بابا صاحبؒ کی بعد کی زندگی میں اُن کے ساتھ ایک اور معجزاتی واقعہ پیش آیا۔ متعدد بار حضرت داؤد مکیؑ کے مزار پر حاضری میں سے ایک بار قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے اُنہوں نے تین بار غیبی آواز سُنی، جس میں اُنہیں حُکم دیا گیا کہ، ”مانگو: جو تم چاہو، وہ عطاء کیا جائے گا۔“ پہلے تو وہ خاموش رہے۔ لیکن جب تیسری بار حُکم سُنا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ، ”یا رب، میں آپ سے آپ ہی کو مانگتا ہوں۔“ یہ خُدائی وعدہ پورا ہوا اور انکو نا ختم ہونے والی فنائیت خُدا کے ساتھ عطاء ہوئی۔ وہ اکثر اپنے مریدین کو کہتے تھے کہ، ”داؤد میرے لیئے ویسے ہی ہیں، جیسے میں تمہارے لیئے ہوں“ اُن کی زندگی کے مزید واقعات اور بالخصوص اُن کے حضرت غوث محمد بابا یوسف شاہ تاجیؒ کے ساتھ تعاملات سرکار نامہ میں تفصیل سے بیان کیئے گئے ہیں۔

to the then young Baba Sahib RA to eat. The experience invoked a state of spiritual absorption (Istaghraaq) that continued and increased in intensity, over time.

Later in life, another miraculous experience happened to Baba Sahib RA. On one of his many visits to the shrine of **Hazrat Dawood Makki RA**, while reciting the Holy Quran, he heard a divine call three times that commanded him, “Ask: whatever your wish, it will be granted.” At first, he kept quiet. Upon hearing the command the third time, Baba Sahib RA responded, “Lord, I only ask of Yourself from You.” The divine promise was fulfilled and he was granted everlasting Divine Union with His Lord, Allah Almighty. He would often say to his followers, “Dawood is to me, like I am to you.” His further life events and, in particular, interactions with Hazrat Ghous Muhammad Baba Yousuf Shah Taji RA have been described in detail in *Sarkar Namah*.

Reverent Salutation: “*Mazharay Kul Awwaleen, Wal Akhireen, Tajul Muhibbeen, Wal Mehbubeen, Fakharul Ushaaq, Wal Mawahideen, Ghousina, Ghayasina, Mughisna, Aaqaina, Saiyyadna, Sanadna, Murshadna, Maulana, Abul Arwah, Tajul Auliya, Hazrat Ghous Muhammad Baba Yousuf Shah Taji RA. Ya Ghous, Ya Yousuf Shah, Ya Baba, Aghisni, Wa Amdidni.*”

(“Complete Manifestation of the Alpha and Omega, Crowning Glory of Lovers and the Beloved, Our Helper, Our Rescuer, Our Redresser of Grievances, Our Lord, Our Master, Our Leading Authority, Our Guide, Our Commander and Father of Our Spirit, His Grace, The Divine Helper, Muhammad Baba Yousuf Shah Taji RA. O’ Divine Helper, O’ Yousuf Shah, O’ Baba, Help Us and Provide us with your Blessed Assistance.”)

The entire *Sarkar Namah*, is the complete, lucid life story of Hazrat Ghous Muhammad Baba Yousuf Shah Taji RA. In it, he is referred to as Sarkar RA or



القاب: ”مظہرِ کُلِ اوّلین، والآخرین، تاجُ المَحَبِّین، والمحبوبین، فخرُالعشاق، والمواحدین، غوثینہ، غیاثینہ، مُغِیثنہ، آقائِنہ، سیدنا، سَندنا، مُرشدنا، مولانا، اَبُو الأرواح، تاجُ الاولیاء، حضرت غوث محمد بابا یوسف شاہ تاجیؒ۔ یا غوث، یا یوسف شاہ، یا بابا، اَغِثْنِی، وَاَمِدِدْنِی۔“

پورے سرکار نامہ میں حضرت غوث محمد بابا یوسف شاہ تاجیؒ کی مکمل اور روشن سوانح حیات شامل ہے۔ اس میں مُصنّف حضرت بابا البیلے شاہ یوسفیؒ نے سرکار یوسف شاہ باباؒ کو سرکارؒ یا حضرتؒ کے نام سے پُکارا ہے۔

یہ دراصل حقیقی طور پر لفظ بہ لفظ نقل کیا گیا تھا۔ جیسا کہ حضرت بابا البیلے شاہ یوسفیؒ نے اپنے پیارے شیخ کی روشن یادیں واضح طور پر بیان فرمائی ہیں کہ جس سے سب مستفید ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک شیخ اور مُرید کے مابین محبت کے تعلق، وفاداری اور عقیدت کی ایک

His Grace RA, by the Author, Hazrat Baba Albeyle Shah Yousufi RA.

It was originally transcribed, in real-time, word for word as Hazrat Baba Albeyle Shah Yousufi RA related his vivid recollections of his Beloved Sheikh plainly laid out in a straightforward way for all to benefit from. It is an outstanding testament of the love bond, loyalty and devotion shared between a Master and a Mureed. For Hazrat Baba Albeyle Shah Yousufi RA, Sarkar Yousuf Shah Baba RA was the epitomy of the Sufi Path, Islam, the core of compassion for humanity and love for all of the Creation, each and every particle of it.

We are indeed the fortunate recipients of this priceless wealth of wisdom; an actual exemplary life story of a Sufi Murshid-Mureed relationship and a unique source of unparalleled guidance for following the spiritual path.

شاندار سند ہے۔ حضرت بابا البیلے شاہ یوسفی کے لیئے سرکار یوسف شاہ باباؒ راہِ طریقت، اسلام، خلق کی ہمدردی اور تمام مخلوقات کے ہر ذرے سے محبت کا نمونہ تھے۔

ہم، درحقیقت خوش نصیب ہیں کہ ہم نے اِس قیمتی حکمت کی دولت کو وصول کیا؛ جس میں ایک صوفی مُرشد اور مُرید کے رشتے کی ایک حقیقی مثالی زندگی اور روحانی راہ پر چلنے کے لیئے بے مثال رہنمائی کا ایک انوکھا ذریعہ موجود ہے۔

Reverent Salutation: “*Aaqaayi Wa Maulaayi, Sayyadi Wa Murshadi, Abul Arwah, Tajul Auliya, Ghous-e-Zaman-o-Makaan, Qutbay Madaray Irfaan, Hazrat Baba Albeyle Shah Yousufi RA.*”

(“My Lord and Leader, My Master and Guide, Father of My Spirit, Crowning Glory of the Saints, Divine Helper Unrestrained by Time and Space, Central Authority of Gnosis, His Grace Baba Albeyle Shah Yousufi RA).”

The given name of Hazrat Baba Albeyle Shah Yousufi RA was Janaab Kuñwar Asghar Ali Khañ. He is known as Hazrat Baba Albeyle Shah RA, often referred to as **Sarkar Aala Hazrat RA** or simply as Aala Hazrat RA.

Sarkar Aala Hazrat RA met his Master, during his University student days and had ample, extended opportunities to experience firsthand his Master’s ways, etiquettes and mannerisms. So, as the Author of this revered biography, *Sarkar Namah*. Aala Hazrat RA has gifted us with this unique treasure trove of authentic events, sayings, teachings and practices of his Beloved Sufi Master,



القاب: “آقائی و مولائی، سیّدی و مُرشدی، ، اَبُو الأرواح، تاجُ الاولیاء، غوثِ زمان و مکان، قُطبِ مدارِ عِرفان، حضرت بابا البیلے شاہ یوسفیؒ۔“

حضرت بابا البیلے شاہ یوسفیؒ کا اصل نام جناب کنور اصغر علی خاں تھا۔ وہ حضرت بابا البیلے شاہؒ کے نام سے جانے جاتے ہیں، جنہیں اکثر سرکار اعلیٰ حضرتؒ یا محض اعلیٰ حضرتؒ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرتؒ جامعہ کے زمانہ طالب علمی میں اپنے شیخ سے ملے اور انہیں اپنے شیخ کے طریقے، قائدے اور آداب کو خود جاننے کے کافی اور وسیع مواقع ملے۔ چنانچہ قابل احترام سیرت، سرکار نامہ، کے مصنف کی حیثیت سے، اعلیٰ حضرتؒ نے ہمیں اپنے پیارے شیخ حضرت بابا یوسف شاہ تاجیؒ کے مستند واقعات، اقوال، تعلیمات اور آداب کا یہ دلچسپ خزانہ عطا کیا ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرتؒ نے اپنے کام کے سلسلے میں اور اپنے شیخ کے ہمراہ ہندوستان کا وسیع سفر کیا۔ تاہم ان کا حتمی گھر کراچی، پاکستان

Hazrat Baba Yousuf Shah Taji RA.

Sarkar Aala Hazrat RA traveled extensively, throughout Hindustan (Persian term for the Indian Sub-Continent) for his work and accompanying his Sheikh. His final home base, however, was Karachi, Pakistan; now also the resting place and shrine of Sarkar Yousuf Shah Baba RA.

Sarkar Aala Hazrat RA expressed his profound love, devotion and respect for his Beloved Master, by declaring his ultimate desire, *“I won’t remain lying down when Sarkar himself will come to take me.”* On the morning of **November 21, 1994** (*Jamadi-us-Sani 16, 1415*), Sarkar Aala Hazrat’s RA desire was fulfilled. As he prepared to go back to his Lord, he sat up and passed on to his heavenly abode, in the sitting position.

Although Aala Hazrat RA was the Spiritual Successor, fully authorized as a Sufi Master and Guide, he chose not to initiate any individual except for one, his Successor (Jaan-Nasheen), His Grace, Maulana Hazrat Shah Mehmood Yousufi.

میں تھا جس شہر میں اب سرکار یوسف شاہ بابا کی آرام گاہ اور مزار بھی ہے۔

سرکارِ اعلیٰ حضرت نے اپنے محبوب شیخ کے لیئے اپنی بے پناہ محبت، عقیدت اور احترام کا اظہار کرتے ہوئے اپنی آخری خواہش کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ”میں لیٹا تھوڑی رہوں گا بھلا جب سرکار مجھے خود لینے آئیں گے۔“ ۲۱ نومبر ۱۹۹۴ (۱۶ جمادی الثانی، ۱۴۱۵) کی صبح، سرکارِ اعلیٰ حضرت کی خواہش پوری ہوئی۔ جب وہ اپنے رب کے پاس لوٹنے کی تیاری کر رہے تھے، وہ اٹھ کر بیٹھے اور اپنی آخری جنتی رہائش گاہ کی طرف، بیٹھنے کی حالت میں چل دیئے۔

اگرچہ اعلیٰ حضرت روحانی جانشین ہیں اور ایک شیخ اور رہنما کے طور پر مکمل طور پر مجاز ہیں، لیکن انہوں نے سوائے اپنے ایک جانشین، مولانا حضرت شاہ محمود یوسفی کے علاوہ کسی بھی شخص کو بیعت نہ کرنے کو ترجیح دی۔

His Eminence, reverently addressed as “*Sarkar Baba Shah Mehmood Yousufi*”, is the one and only Mureed and Spiritual Successor (Jaan-Nasheen) of Sarkar Aala Hazrat RA. He is lovingly addressed by his disciples simply as “**Baba**” (Spiritual Father). Our Sarkar, **Maulana Shah Mehmood Yousufi** was bestowed this title to him by Prophet Muhammad ﷺ as it was conveyed to Sarkar Aala Hazrat RA during his visit to the Holy City of Medina Al-Munawwara.

Sarkar was born in Burma (Myanmar) during the height of WWII. His birth took place in an ultra wealthy family where Sufi practices were unheard of. There were, however, early signs and indications, by various Sufi Masters of the time who recognized his great unrealized spiritual potential and predicted a highly esteemed, eminent position for him in the Spiritual Realm.

As a young man, Sarkar Baba Sahib was introduced to the Sufi Path that he chose to follow wholeheartedly, by his Honorable Step Father,



تعظیمی طور پر پُکارے جانے والے سرکارِ مآب حضرت ”سَرکار بابا شاہ محمود یوسفی“ سرکارِ اعلیٰ حضرت کے واحد مُرید اور جانشین ہیں۔ انہیں اُن کے مُریدین پیار سے ”بابا“ کہہ کر مُخاطب کرتے ہیں۔ ہمارے سرکار، **مولانا شاہ محمود یوسفی** کا یہ لقب انہیں رسول اللہ ﷺ نے عطاء کیا جبکہ یہ پیغام مدینہ منورہ کے مقدس شہر کے دورے کے دوران رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سرکارِ اعلیٰ حضرت کو پہنچایا گیا تھا۔

سرکار کی پیدائش برما میں دوسری جنگِ عظیم کے نقطہ عروج کے دوران ہوئی۔ آپ کی ولادت ایک انتہائی متمول گھرانے میں ہوئی تھی جہاں صوفیانہ طور طریقے نہیں جانے جاتے تھے۔ تاہم، اس وقت کے بہت سے مشائخ کی طرف سے ابتدائی نشانیاں اور اشارے موجود تھے جنہوں نے آپ کی عظیم اور غیر حقیقی روحانی صلاحیت کو تسلیم کیا اور عالم ارواح میں اُن کے لیئے ایک انتہائی قابلِ احترام، ممتاز مقام کی پیشین گوئی کی۔

بطور ایک نوجوان، ان کے محترم سوتیلے والد، جناب محمد منظور الحق رحمانی، جن کا مولانا شاہ محمود یوسفی کے ساتھ محبت اور خلوص کا اٹوٹ رشتہ تھا، نے سرکار بابا صاحب کو صوفی

Janab Muhammad Manzoor-Ul-Haq Rahmani, who had an unbreakable bond of love and sincerity with him. As he got deeper into the Sufi Path, Sarkar Baba Sahib also took an Oath of Poverty and left his family fortunes behind to devote himself totally to spiritual development. He studied with various mentors and tutors until Sarkar Baba Sahib took Bai'ath at the hands of Sarkar Aala Hazrat RA and was granted Deputyship (Khilafat) very shortly thereafter. This honor came with an immense responsibility to nurture and guide all those seeking nearness to Allah Almighty, to promote the teachings of his Sheikh and to encourage people of all walks of life, races, colors, creeds and belief systems to tread diligently, on the path of righteousness and spirituality. This responsibility continues to be fulfilled, wholeheartedly, worldwide, to this day, under the personal guidance of Sarkar Baba Sahib.

Sarkar Baba Sahib has been residing in USA for many years and his Sufi Astana, *Yousuf Nagar*, is located in Karachi, Pakistan.

راہ طریقت سے متعارف کروایا جس پر انہوں نے مُخلصانہ طور پر پیروی کرنے کا انتخاب کیا۔ جیسے جیسے وہ راہ طریقت کی گہرائیوں میں جاتے گئے، سرکار بابا صاحب نے فقیری کے ساتھ سادہ زندگی پسند کی، اور حلفِ غربت بھی اپنا لیا، اور اپنی خاندانی دولت کو پیچھے چھوڑ کر خود کو مکمل طور پر روحانی تکمیل کے لیئے وقف کر دیا۔ انہوں نے مختلف علماء کرام اور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی یہاں تک کہ سرکار بابا صاحب نے سرکار اعلیٰ حضرت کے ہاتھ پہ بیعت کی اور اس کے کچھ ہی عرصے بعد انہیں خلافت کی اجازت عطاء ہوئی۔ یہ اعزاز اللہ تعالیٰ کی محبت کے خواہاں تمام لوگوں کی تربیت اور رہنمائی کرنے، اپنے شیخ کی تعلیمات کو فروغ دینے اور زندگی کے تمام طبقوں، نسلوں، رنگوں، عقیدوں کی حوصلہ افزائی کے ساتھ آیا ہے کہ وہ پوری جانفشانی سے تقویٰ اور روحانیت کے راستے پر چلیں۔ یہ ذمہ داری سرکار بابا صاحب کی ذاتی رہنمائی میں آج تک تمام عالم میں پوری جانفشانی سے نبھائی جا رہی ہے۔

سرکار بابا صاحب کئی سالوں سے امریکہ میں مقیم ہیں اور ان کا صوفی آستانہ، یوسف نگر، کراچی، پاکستان میں واقع ہے۔

A great necessity has always been felt that the biographies of the Sages of our Deen (Buzurgane Deen), the Righteous of the Community (Sualiheen-e-Ummat) and the Saints (Auliya Allah) be preserved in a rigorous, documented form so that people who are committed to following an authentic spiritual path, can benefit from these authoritative sources as per their capacity and capability. To fulfill this felt need, therefore, numerous historic events, biographies and the sayings of the Sages of our Deen have been published in the form of books and the Ummah has greatly benefited from them.

Due to these sentiments, those who are associated with the Saints, the followers of the Great Masters (Masheikh-e-Uzzaam), their Sufi Orders (Silsila), their disciples (Mureedeen) and those that have faith in them, have delivered numerous anecdotal materials. To discern, how credible the reported facts and the sayings are, is a completely different matter altogether.

In this regard, my view is that people out of their love may have exaggerated the facts. In doing so, some people have equated (tried to establish) the greatness and dignity of the Saints with made-up stories and mixed false narratives with the facts. From these efforts, only a handful of publications can be considered authentic. As a result, the other resource materials only

یہ ضرورت ہمیشہ سے محسوس کی گئی ہے کہ بزرگانِ دین، صالحین اُمت، اور اولیاء اللہ کی سوانح حیات دام تحریر میں لا کر اُس کو محفوظ کیا جائے، تاکہ بندگانِ خُدا جو صراطِ مُستقیم کے جویاں رہتے ہیں، وہ ان کی سوانح حیات سے حسبِ توفیق مُستفیض ہوسکیں۔ لہذا اس ضمن میں، بزرگانِ دین کے حالات اور ملفوظات کثیر تعداد میں کتابوں کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں اور اُمت نے اُن سے خاطر خواہ استفادہ کیا۔

اسی جذبے کے تحت، اولیاء اللہ کے ماننے والوں نے، اور مشائخ عظام کے اہل سلسلہ مُریدین، معتقدین، منتسبین نے بیشمار مواد بہم پہنچایا ہے۔ لیکن یہ کہنا کے حالات اور ملفوظات کس درجے مُستند سمجھے جائیں، یا ضعیف روایتوں اور حکایتوں پر ان کے بیشتر حصے معمول سمجھے جائیں، یہ ایک الگ سوال ہے۔

اس میں میرا گمان یہ ہے کہ لوگوں نے محبت کی وجہ سے غلو سے کام لیا ہے۔ اور اُنکی بزرگی اور رفعت درجہ یا مقام کے سلسلے میں منگھڑت روایات کو بھی مستند روایات کے ساتھ درجہ دیا ہے۔ جسکی وجہ سے، اس میں چند گنی چنی مطبوعات ہی قابلِ اعتنا ہیں۔ ورنہ تو سوائے اس کے

give those that bear malice or grievance against the Saints, a chance to point their finger critically, to achieve their own (ill-intended) ends and nothing worthwhile is gained.

In documenting the biographical account of my Sarkar (Yousuf Shah Baba RA), I have made sure that nothing other than proven facts are stated. I have kept aside all personally un-witnessed anecdotes, hearsay, exaggerated reports of events and miracles that some people believe to be “the” proof of being a Saint. In my opinion, the show of miraculous happenings is not the proof of Sainthood (Wilayat), in the same way that miracles are not the definitive proof of Prophethood. May Allah SWT (Subhana Wa-Ta'ala / Most Exalted, Supreme Allah) help me and provide me with the ability to remain factual about my Sufi Master's:

- Life Events
- Particular Etiquettes
- Code of Conduct
- Intent and Actions
- Knowledge of the Unseen and Miracles
- Teaching and Training
- Recitations and Prayers

کہ وہ حضرات جو منکرینِ اولیاءِ اللہ ہیں یا ان سے عناد رکھتے ہیں، اُن کو انگشت نمائی کا موقع مل جاتا ہے اور کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

اپنے سرکار (یوسف شاہ بابا) کے حالات قلمبند کرنے میں، میری توجہ خصوصیت سے اس طرف مرکوز رہے گی کہ سوائے مُستند حالات اور ملفوظات کے؛ مثنوی یا روایتی الخصوص ظہور مافوق الفطرت کرامات جو اولیاءِ اللہ ہونے کی دلیل سمجھی جانے لگی ہیں، ان سے یکسر اس مضمون کو مبرا و منزہ رکھوں۔ اسلیئے بھی کہ میرے نزدیک، کرامت کا ظہور شرطِ ولایت نہیں، جس طور پر معجزے کا ظہور دلیل یا شرطِ نبوت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ میری دستگیری فرمائیں اور توفیق عطاء فرمائیں کہ میں اپنے پیر کے:

- حالاتِ زندگی
- کوائف و اخلاق
- سیرت و صورت
- اعمالِ ظاہری و باطنی
- کشف و کرامات
- رُشد و ہدایت
- اوراد و وظائف

- Habits and Behaviors
- Acts of Worship and Rituals
- Interaction with Disciples
- Relationships with Friends
- Dealings with Contemporaries

- عادت و اطوار
- عبادات و اشغال
- مُریدین کے ساتھ معاملات
- احباب کے ساتھ تعلقات
- اور اپنے ہم عصر صوفی حضرات کے ساتھ رویہ

To fulfill this important commitment, I will only note down events that I witnessed personally or accounts that were relayed to me by only those Fellow Brothers (Pir Bhai) whose integrity and trustworthiness are found to be unquestionable, without any reservations.

اس مقصد کی تکمیل کیلئے، میں نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ میں صرف اُن کوائف کو زیر قلم لاؤں جو میرے چشمِ دید ہیں یا پھر مجھے روایاتِ ایسے ثقہ پیر بھائیوں سے دریافت ہوئے جن کی دیانت اور ایمانداری پر مجھے زرا سا بھی شک و شبہ نہیں۔

Sarkar’s actual name was Maulana Muhammad Abdul Kareem Shah, publicly known as Syed Baba Ghous Muhammad Yousuf Shah Taji RA (May Allah SWT Reveal Ever Greater Secrets to Him).

سرکار کا اسمِ گرامی حضرت مولانا محمد عبدالکریم شاہ، المعروف سید بابا غوث محمد یوسف شاہ تاجی قدس اللہ سرہ العزیز تھا۔

Sarkar was born in *Gangapur, Sawai Madhopur*, in the Principality of *Jaipur*, in 1885, during the blessed month of Ramadan (mid-June to mid-July). Just a few months after his birth, his Honorable mother passed away and he was brought up by his Honorable father, Syed Laal Muhammad Shah RA. He (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) got his early education at a local school (Maktab), where he gained his basic knowledge of the Holy Quran and Farsi (Persian) language. The family's financial situation was such that it became difficult for him to continue his education but His Grace was very eager to study further. So, with that intention, he went to Bareli Shareef to pursue opportunities for higher education.

There, he enrolled in the University of Aala Hazrat (not our Sarkar Aala Hazrat RA, but the Dean of Bareli University), Maulana Ahmad Raza Khan Barelvi RA. There, Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) received his education as one of a group of students, who received financial support from the University. Aala Hazrat Ahmad Raza Khan RA paid special attention to this particular student upon noticing His Grace's intense interest in learning, the speed at which he was advancing, his latent talent and potential like a hidden jewel within him. After 12 years, Sarkar had completely mastered:

سرکار کی پیدائش گنگا پور، سوائے مادھو پور، ریاست جے پور، ۱۸۸۵ء میں، رمضان المبارک (وسط جون سے وسط جولائی) کے مہینے میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش کے چند ہی مہینے کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اور آپکی پرورش آپ کے والد بزرگوار سید لال محمد شاہؒ نے فرمائی۔ آپ (سرکار یوسف شاہ باباؒ) کی ابتدائی تعلیم مکتب میں ہوئی، جس میں آپ نے قرآن شریف اور فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ گھر کے حالات متوکلانہ تھے اس وجہ سے تعلیم کا سلسلہ باقاعدہ جاری رکھنا دشوار ہو گیا تھا۔ مگر چونکہ حضرت علم حاصل کرنے کا ذوق رکھتے تھے، اس لیے آپ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے ارادے سے بریلوی شریف لے گئے۔

وہاں اعلیٰ حضرت (ہمارے سرکار اعلیٰ حضرتؒ نہیں، بلکہ جامعہ بریلی کے صدر) مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کا مدرسہ تھا۔ سرکار (یوسف شاہ باباؒ) نے اُسی مدرسہ میں تعلیم حاصل فرمائی۔ مالی مشکلات کی وجہ سے حضرت مدرسہ کے امداد یافتہ طلباء کی جماعت میں شامل رہے۔ حضرت کا ذوق و شوق اور حصولِ تعلیم میں پوری دلچسپی اور وہ جو چُھپا ہوا جوہر تھا، اُسکو دیکھ کر اعلیٰ حضرت احمد رضا خانؒ نے اپنے اس شاگرد کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ ۱۲ سال تک، سرکار نے:

- Fiqh
- Hadith
- Logical Reasoning and Analysis, with Distinction.
- While simultaneously completing his Degree (Dars-e-Nizami).

● فقہ

● حدیث

● منطق اور تفصیل میں امتیازی طور پر عبور حاصل فرمایا۔

● اُسی زمانے میں تکمیل درسِ نظامی بھی فرمائی۔

6. Honorary Distinction Award

During his studies, His Grace's intelligence and exceptional mastery of the subjects of Fiqh (Islamic Jurisprudence) were absolutely evident to his teachers, especially to Aala Hazrat Ahmad Raza Khañ Barelvi RA. Even his classmates acknowledged his excellent command of the various subjects that they were studying. Thus, His Grace had an esteemed reputation among his contemporaries (Ham Asar). Simplicity combined with dignified authority, politeness, along with a gentle nature, made him highly regarded and popular both with his teachers, as well as his classmates.

Everyone admired him greatly, especially during the Diploma Award Ceremony. This Ceremony was presided over by Hazrat Siraaj-as-Salikeen (Lightsource of the Mystics) Shah Nizamuddin RA, popularly known as Nanne Miañ RA, Keeper (Sajjadah-Nasheen) of Khanqah-e-Niaziyah. Nanne Miañ RA invited Sarkar to sit on the stage and asked him to do a melodic recitation (Tilawat) of the Holy Quran and to speak about the life (Seerat) of Prophet Muhammad ﷺ. Due to the spiritual ambiance and the special attention of Hazrat Nanne Miañ RA, Sarkar experienced a state of rapture (Jazb) and a trance-like condition (Bekhudi).

His Grace was naturally gifted with a very melodious and harmonious voice so at the conclusion of his recitation of the Holy Quran and the celebration of

دورانِ تعلیم، حضرت کی ذہانت اور مضامین فقہ پر کما حقہ عبور آپ کے اساتذہ، خصوصیت سے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ پر واضح ہو چکی تھی۔ اور آپ کے ہم جماعت بھی آپ کی علمی دسترس اور کمالات کے مُعترف تھے۔ اس لیئے، حضرت کو اپنے ہم عصروں میں ایک امتیازی مقام حاصل تھا۔ سادگی کے ساتھ ساتھ، وقار اور تمکنت، خوش خُلقی، اور مزاج کی نرمی نے آپ کو استادوں اور ہم جماعتوں میں یکساں مقبول اور مشہور کر دیا تھا۔

سب ہی آپ سے پُر خلوص محبت رکھتے تھے۔ تو جب یہ تقسیم اسناد کا جلسہ منعقد ہوا، تو حضرت سراجُ السالکین (سایک درویشوں کا روشن آفتاب) شاہ نظامُ الدینؒ، المعروف حضرت ننھے میاںؒ، سجادہ نشین خانقاہ نیازہ نے صدارت فرمائی اور سرکار کو تخت پر بیٹھ کر تلاوتِ کلامِ پاک اور سیرت پاک ﷺ پر واعظ کرنے کا حکم دیا۔ اس ماحول اور ننھے میاں کی توجہ خاص سے سرکار پر ایک خاص جذب و بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی۔

حضرت نے، جو قدرتی طور پر نہایت خوش گلو اور خوش الحان تھے، نے تلاوتِ کلامِ پاک اور ذکرِ میلاد النبی ﷺ فرمایا، اور اس کے بعد کھڑے

Milad-un-Nabi (Birth of the Prophet ﷺ) when he stood up for Salaat and Salaam (a Tribute to the Prophet ﷺ), he received an outstanding appreciation and acclamation, from the audience. As His Grace stepped down from the stage, he knelt in front of Hazrat Nanne Miañ RA and bowed down to kiss his feet (Qadam Bosi). Hazrat Nanne Miañ RA lovingly lifted his foot, from under his head and placed it on Sarkar's shoulder, with the message,

“Go, organize assemblies to celebrate Milad-un-Nabi and to spread the Deen.”

My Sarkar used to narrate this particular incident with great love and passion. He used to say,

“Hazrat Siraaj-as-Salikeen's blessed foot, on my shoulder, created such an effect that people came from near and far away, just to listen to my discourses.”

(Yousuf Shah Baba RA further elaborated,)

Due to my speeches and recitations, celebrating Milad-un-Nabi, as well as my being a Religious Scholar (Aalim), many people became my followers and sought formal Initiation by making a solemn pledge (Ba'ait) to become my devoted disciples (Mureed). I, however, did not consider myself eligible

ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ تمام حاضرین سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی۔ اور حضرت تخت سے اُتر کر حضرت ننھے میاں صاحبؒ کی جناب میں قدم بوس ہوئے تو حضرت نے اپنا قدم مبارک سر کے نیچے سے نکال کر سرکار کے دوش مبارک پر رکھا اور دعا دی کہ،

”جاؤ، میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرو اور دین کو پھیلاؤ۔“

میرے سرکار اس واقعہ کو مختلف اوقات میں بڑی محبت اور جذبے کے ساتھ میں بیان فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ،

”حضرت سراج السالکین کے قدم مبارک نے میرے واعظ میں وہ اثر پیدا فرما دیا ہے، کہ لوگ میرا واعظ سُننے کے لیئے دور دور سے آکر جمع ہو جاتے ہیں“

(سرکار یوسف شاہ باباؒ نے مزید فرمایا کہ،)

بحثیت عالم کے، بہت سے لوگ میرے واعظ و ذکر میلاد النبی ﷺ سے معتقد ہو گئے، اور اس بات کے طالب بھی ہوئے کہ وہ مجھ سے بیعت کریں۔ لیکن میں خود ابھی اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔

for that.

اُس زمانے میں ہماری وضع قطع، لباس بلکل اُس زمانے کے علماء جیسے تھے، یعنی:

During this time, our manner and ways of dressing were like that of a typical Religious Scholar:

1. With long hair styled in curls

۱. بال کاکل کے انداز میں بڑھے ہوئے تھے

2. A long velvet chenille-like (Malina) fabric shirt (Kurta)

۲. ملینے کا لمبا کُرتا

3. A green turban

۳. سبز عمامہ

4. A waistcoat and with it...

۴. واسکٹ اور اُس میں---

5. A pocket-watch with an attached chain:

۵. ایک چین والی جیبی گھڑی:

○ One end of the chain remained in one pocket

○ اُسکا ایک سرّا واسکٹ کی ایک جیب میں ہوتا تھا۔

○ Rest of the chain would hang across the chest and the watch into the pocket on the other side

○ اور دوسری جیب میں گھڑی اور یہ چین سینے پر نمایاں نظر آتی تھی۔

6. Along with sunglasses

۶. دھوپ کا چشمہ لگاتے تھے

7. A silver ring

۷. ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی ہوتی تھی

8. A walking stick

۸. اور چھڑی

(Sarkar Aala Hazrat RA narrates,)

(سرکار اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ،)

This was typical of a preacher and a religious leader. Numerous invitations واعظوں اور عالموں کی زندگی کی طرح خوب دعوتیں ہوتی تھیں، اور

بڑے بڑے نذرانے ملتے تھے۔

started being received and programs being held, with ever greater numbers, tributes and offerings (Nazrana).

After His Grace received his Certification in Fiqh from Bareli, the scholars there, suggested that he should also get his Certificate endorsed by the scholars of Sitapur who were widely regarded as the authority on Hadith and Fiqh. Their endorsement was respected by many religious institutions and was considered a very valuable guarantee of a respected vocation. His Grace accepted their advice and went to Sitapur. He met with the scholars there. They tested his knowledge thoroughly, found his credentials very impressive and happily endorsed his Certificate of Fiqh.

جب بریلی سے حضرت کو سندِ علم و فضیلت مل گئی، تو علماء بریلی نے اُن کو مشورہ دیا کہ اس سند پر سیتا پور کے علماء سے توثیق کرائیں۔ اُس زمانے میں علماء سیتا پور فقہ، احادیث اور فتویٰ میں روزگارِ زمانہ سمجھے جاتے تھے۔ اُنکی سند کی دینی مدارس میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ چنانچہ، حضرت نے اس غرض سے سیتا پور کا قصد فرمایا اور وہاں کے علماء سے سیتا پور آنے کا اور علماء حضرات سے ملنے کا مقصد بیان فرمایا۔ وہاں کے علماء نے آپ کے علم کو اچھی طرح سے پرکھا، اور سرکار کے علمی استعداد سے کافی متاثر ہوئے اور نہایت ہی خوش دلی سے آپ کی سندِ فضیلت کی توثیق فرما دی۔

Busy with his religious lecture circuit and celebrations of Milad-un-Nabi ﷺ, Sarkar traveled the length and breadth of India. (This included:)

اپنے مواعظ اور عید میلادالنبی ﷺ کے سلسلے میں، سرکار نے ہندوستان کے طول و عرض کا سفر اختیار فرمایا۔ (جس میں:)

- Nagpur
- Ahmadabad
- Gujarat
- Madras
- Kathiawar
- Bombay (Mumbai)

- ناگپور
- احمدآباد
- گجرات
- مدراس
- کاٹھیاوار
- بمبی (ممبئی)

...and almost all other major cities of Uttar Pradesh. His sermons became very popular among people interested in gaining greater religious knowledge. So many invitations were being received that His Grace didn't have a moment to spare. It became his undertaking day and night, with barely any time for rest. He never stipulated any remuneration (Muavizah) in return and would never even bring it up. He had full trust in Allah SWT (Tawakkul 'ala Allah) and he accepted whatever gifts (Nazrana) were offered. If ever, the amount presented seemed to be over what would be considered reasonable, he would only accept a portion of it.

His Grace often expressed the view that,

“There is a need to infuse the (religious) knowledge (what his speeches were all about at that time) that we had acquired with its spiritual aspects. It is much more satisfying and gratifying when the spiritual dimension is incorporated into our religious dialogue and discourses.”

For this purpose, His Grace decided to travel to Ajmer Shareef. There, at the sacred shrine (of Khwaja Ghareeb Nawaz RA), he was hoping to come across a great many Sufi Masters (Masheikh) and Servant Votaries of Allah SWT (Bande), for sure. His sincere intention was to undertake formal Initiation

۔۔۔ اور یوپی (اٹر پردیش) کے قریب قریب ہر بڑے شہر شامل تھے، جن میں آپ واعظ فرماتے۔ یہ واعظ علمی اعتبار سے لوگوں میں بڑے مقبول ہوئے۔ اور پھر سرکار کے پاس اتنی کثرت سے دعوتِ واعظ آتی رہیں کہ حضور کو ایک لمحے کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی۔ یہی دن اور رات کا مشغلہ ہو گیا تھا، مشکل سے کچھ آرام کا وقت نکلتا تھا۔ کبھی اپنی طرف سے کوئی معاوضہ مقرر نہیں فرماتے تھے، اور نہ ذکر کرتے تھے۔ لیکن توکل علی اللہ جو بھی نذرانے کے طور پر مل جاتا، اُس کو قبول فرما لیتے۔ اور اس میں بھی بسا اوقات اگر نذرانہ کچھ زیادہ بڑا محسوس ہوتا تھا، تو اس کو کم کر کے قبول فرماتے تھے۔

حضرت اکثر فرماتے کہ،

”وہ (دینی) علم جو ہم نے حاصل کیا تھا (اُس وقت اُنکے خطبات جس بارے میں تھے)، اُس کا بار بار تقاضہ یہ ہوتا تھا کہ اس میں کچھ روحانی عنصر بھی شامل ہو جائے تو طبیعت کو زیادہ شگفتگی میسر آئے گی۔“

اسی خیال سے، حضرت نے اجمیر شریف کی حاضری کا قصد فرمایا۔ اِس اُمید میں کہ اُس آستانہ (خواجہ غریب نوازؒ) پر تو یقیناً بہت سے مشائخ اور اللہ کے بندے ہوتے ہونگے۔ اُن ہی میں سے اگر کسی کی طرف طبیعت مائل ہوئی، اور وہ ذی علم بھی ہوئے، تو ان سے بیعت فرمائیں گے۔

(Bai'ath) and commit to being a disciple if he got attracted to someone who had a full command of knowledge, both religious and spiritual. His Grace stated that he met with a vast number of well-known Masters and renowned Sufis but he did not find anybody as such. He added,

“During this search, I met many great Masters but this thought kept me from taking the solemn Oath of Initiation that, I would only want to follow someone who had not only reached the zenith of spiritual heights but also achieved the perfection of religious knowledge.”

حضرت کا بیان ہے کہ، اس سلسلے میں بہت سے مشائخ عظام اور صوفی حضرات سے ملاقاتیں رہیں، لیکن ایسا کوئی شخص نہ مل پایا۔ فرماتے ہیں کہ،

”جب میں اس تلاش میں لگا ہوا تھا، تو بہت سے اچھے مشائخ سے ملاقات ہوئی۔ لیکن مجھے بھی یہ خیال بیعت کرنے سے روکتا رہا کہ میں کسی ایسے شیخ کا دامن تھاموں گا کہ جو روحانی مدارج کے ساتھ ساتھ علم کے اعتبار سے بھی فضیلت رکھتا ہو۔“

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA narrates,)

In the mosque at the shrine, after completing my Maghrib prayers (Salaat), I saw a very venerable-looking Gentleman (Sufi Abdul Hakeem Shah Sahib RA) looking at me with a faint, loving smile. He had a fair complexion, was wearing a long jacket (Sherwani) and a headscarf (Amama). I felt that my heart was also inclined towards him. I got up to greet him and, after greeting with Salaam, I offered my hand for a handshake. He shook my hand heartily and lovingly held it for a long while with both his hands. He (Sufi Abdul Hakeem Shah Sahib RA) then asked,

“Maulana, have you just come to Ajmer Shareef?”

I (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) answered,

“Yes Your Grace, I’ve just come, it’s been only two days.”

He (Sufi Abdul Hakeem Shah Sahib RA) continued,

“If you are interested in exchanging ideas, you may come to my residence and have tea with me. You will learn a bit about me and you can also share some things about yourself. We will spend some time together and then we can offer

(سرکار یوسف شاہ بابا بیان فرماتے ہیں،)

درگاہ شریف کی مسجد میں، مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوا، تو ایک نہایت بزرگ صورت خوش رنگ شیروانی اور عمامہ میں ملبوس (صوفی عبدالحکیم شاہ صاحب) کو دیکھا میری طرف متوجہ ہیں، اور ایک خفیف سی مسکراہٹ چہرے پر ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ میرا قلب بھی اُنکی طرف متوجہ ہے۔ میں اپنی جگہ سے اُٹھا، اور السلام علیکم کے بعد میں مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ تو اُن بزرگ نے بڑی گرم جوشی سے مجھ سے مصافحہ فرمایا اور بہت دیر تک اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے ہاتھ کو پکڑے رکھا۔ اور پھر (صوفی عبدالحکیم شاہ صاحب نے) فرمایا کہ،

”مولانا، آپ کیا حال ہی میں اجیر شریف آئے ہیں؟“

میں (سرکار یوسف شاہ بابا) نے جواب دیا کہ،

”جی حضرت، ابھی صرف ۲ روز ہوئے ہیں۔“

پھر (صوفی عبدالحکیم شاہ صاحب) فرمانے لگے کہ،

”اگر علم سے ذوق ہے، تو میرے حُجرے میں چل کر چائے پی لیجیئے۔ کچھ میری سنیئے کچھ اپنی سنائیے۔ وقت گزر جائے گا اور پھر عشاء کی نماز پڑھنے کے لیئے ساتھ ساتھ یہاں مسجد آجائیں گے۔ بشرطیہ کہ آپ کے کسی ضروری کام میں یہ وقت

our Isha Salaat back here in the mosque, provided that this doesn't interfere with anything you may need to do at this time?"

I (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) accepted his invitation and we went to the residence, within the shrine area, where His Grace (Sufi Abdul Hakeem Shah Sahib RA) was staying, with some others. I noted that not only this venerable Gentleman himself was dressed impeccably in such neat and clean clothes but where he was staying was also kept immaculate. Everything was properly placed and well organized. The sleeping arrangement was on the floor, also very tidy and orderly.

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA continues,)

From his accent, it seemed as if he was from Lucknow. During the conversation, His Grace's (Sufi Abdul Hakeem Shah Sahib RA) profound insights, tone of voice and grasp of the Holy Quran greatly impressed me. I found out that he was living in Kamptee. He was from Silsila Qadiriya, Razzaqiyah, Chishtiyah, Sabiriyah and that he had been granted Initiation Authority (Sahib-e-Ijazat). He had been initiated by Hazrat Shah Talib Hussein Mujeeb RA into the Silsila of Hazrat Sufi Abdul Rehman Shah Sahib RA, whose book "*Kalimat-ul-Haq*", I had read and had been very impressed by it.

My heart was becoming more and more inclined towards him to an extent that I wanted to be initiated by him. I expressed my desire and he, without

مُخل نہ ہو؟“

میں (سرکار یوسف شاہ بابا) تیار ہو گیا اور درگاہ ہی کے ایک حُجرے میں حضرت (صوفی عبدالحکیم شاہ صاحب) کا قیام تھا، ہم دونوں وہاں پہنچ گئے۔ صرف یہ ہی نہیں، خود اُن بزرگ نے بڑے صاف ستھرے کپڑے پہن رکھے تھے، بلکہ حُجرے میں ہر چیز بڑے قرینے سے رکھی ہوئی تھی۔ بستر گو زمین پر تھا لیکن بہت صاف و سُتھرا۔

(سرکار یوسف شاہ بابا بات جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ،)

ایسا اندازہ ہوتا تھا کہ جیسے لکھنؤ کے باشندے ہوں۔ دوران گفتگو، اُن حضرت (صوفی عبدالحکیم شاہ صاحب) کی علمی بصیرت، نرم گفتاری، اور قرآن کی فہم سے کافی متاثر ہوا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ قیام کامٹی میں ہے اور سلسلہ قادریہ، رزاقیہ، چشتیہ، صابریہ میں صاحبِ اجازت ہیں۔ اور حضرت صوفی عبدالرحمن شاہ صاحب قبلہ، جنکی تصنیف ”کلمۃ الحق“ میں پڑھ چکا تھا اور اس سے بے حد متاثر ہوا تھا، اُسی سلسلے میں حضرت شاہ طالب حسین مجیب سے بیعت ہیں۔

میں نے محسوس کیا کہ میرا قلبی تقاضہ بڑھ رہا ہے کہ میں حضرت سے بیعت ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے اپنے ارادے کا برملا اظہار کر دیا، اور

any hesitation, very happily accepted to guide me by taking me by the hand and thus I achieved my objective of coming to Ajmer Shareef. This solemn Oath of Initiation occurred in 1912.

(Sarkar Aala Hazrat RA continues from here,)

Whatever instructions, practices and recitations that Hazrat Sufi Abdul Hakeem Shah RA would prescribe, Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) would follow with full attention and steadfastness. He accompanied Sufi Sahib (Abdul Hakeem Shah RA) for a few months and benefited greatly from this close association with his Sufi Master and the company of his Fellow Brothers (Pir Bhai). Within a matter of days, Hazrat Sufi Abdul Hakeem Shah Sahib RA deputized (Khilafat) and granted Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) the Authority to Initiate. He told him to teach and spread the work of the Silsila. Now Sarkar traveled, as a Sufi Master, to all those places where he had previously given lectures as a Religious Scholar. People everywhere joined the Silsila, group after group, in large numbers.

After these successful tours, when Sarkar returned to Ajmer Shareef to his Master, Sufi Abdul Hakeem Sahib RA took him to pay respects to Hazoor Ghareeb Nawaz RA (shrine). There, His Grace (Yousuf Shah Baba RA) was overcome by tremendous emotion, with tears flowing profusely. A very unusual thing then happened. After entering the chamber from the foot side

حضرت بغیر کسی تامل کے، بڑی مُسرت کے ساتھ میری دستگیری فرمانے کیلئے تیار ہو گئے۔ اور اس طور پر مجھے میرا مقصد مل گیا۔ یہ بیعت ۱۹۱۲ء میں ہوئی۔

(سرکار اعلیٰ حضرت اب واپس یہاں سے بیان کو جاری رکھ کر فرماتے ہیں،)

حضرت صوفی عبدالحکیم شاہ صاحب قبلہ نے جو اوراد و وظائف تلقین فرمائے تھے، اُس پر سرکار (یوسف شاہ بابا) نے نہایت عزم و استقلال اور پوری توجہ کے ساتھ عمل کیا۔ چند مہینے تک حضرت صوفی صاحب (عبدالحکیم شاہ) کے ہمراہ رہے اور اپنے پیر اور پیر بھائیوں کی صحبت سے خاطر خواہ فیض حاصل کیا۔ تھوڑے ہی دن میں، حضرت صوفی عبد الحکیم شاہ صاحب قبلہ نے سرکار (یوسف شاہ بابا) کو خلافت و اجازت مرحمت فرمائی اور تبلیغ اور اشاعت کے سلسلے کا حکم دیا۔ اسکے بعد، حضرت اُن تمام مقامات پر جہاں عالمانہ انداز میں مواعظ اور میلاد کی خاطر جایا کرتے تھے، وہاں اب بحیثیت ایک شیخ طریقت اور صوفی کے دورے کرنے شروع کیئے۔ اور بڑی کثرت سے لوگ جوق در جوق سلسلے میں داخل ہوئے۔

اس کامیاب دورے سے اس مرتبہ جب سرکار اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں اجمیر شریف حاضر ہوئے، تو صوفی صاحب نے اپنے ہمراہ حضور غریب نواز (کی درگاہ) میں حاضر کروایا۔ تو حضور (یوسف شاہ بابا) پر شدت سے گریہ کی کیفیت طاری ہوئی۔ اور ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ جب قدم بوسی کیلئے مزار کی پائنٹی میں گھٹنے اور جب سر رکھا، تو سر

of the grave, as he knelt down and bowed his head to offer his respects, his cap slid off, not to be found again. After offering Fatiha, in order to leave, His Grace proceeded to where he had left his shoes. The shoes were also gone.

From these happenings, what His Grace understood was that, from that point on, he must remain bare-headed and bare-footed. He changed his attire and his looks. He used to wear shoulder-length hair, with a turban, that he shaved off. Instead of a regular shirt, he wore a sarong (tehmand) and a long kurta shirt. He gave up wearing the waistcoat with the pocket watch and stopped carrying his walking stick. In summary, instead of being dressed like a typical Religious Scholar, he adopted the dress of an ascetic (Dervish).

After a few days, Hazrat Sufi Abdul Hakeem Shah Sahib RA, who was a highly regarded author and a pious leader in the Qadiriya, Razzaqiyah, Chishtiyah and Sabiriyah Sufi Orders said to Sarkar,

“Sir, whatever this Dervish had to offer, I have passed on to you. For the rest, you must present yourself in Nagpur to Hazrat Baba Tajuddin Auliya RA, (May Allah SWT Reveal Ever Greater Secrets to Him).”

سے ٹوپی اُتر گئی، اور ایسی غائب ہوئی کہ پھر ملی ہی نہیں۔ وہاں سے فاتحہ پڑھنے کے بعد میں، جب حضرت کی درگاہ کی حدود سے باہر نکلنے کے قصد سے اُس مقام پر پہنچے، جہاں حضور نے اپنے جوتے رکھ دیئے تھے، وہاں جوتے نہ ملے۔

اور اسطرح حضرت یہ سمجھے کہ اب اُنکو برہنہ سر اور برہنہ پیر رہنا چاہیئے۔ لہذا اپنی وضع قطع اور لباس یکسر بدل ڈالے۔ پہلے شانوں تک بال تھے اور عمامہ باندھتے تھے۔ اب سر کے بال اُتروا دیئے۔ پاجامے کی بجائے تہمند اور لمبا کُرتا زیب تن فرمایا، اندر جیبوں والی بندڈی یا شلوکا پہنتے تھے، گھڑی اور چھڑی رکھنا چھوڑ دی۔ المختصر یہ کہ عالمانہ وضع قطع اور لباس کی بجائے فقیرانہ روش اختیار کرلی۔

اس کے کچھ ہی دن بعد، حضرت صوفی عبدالحکیم شاہ صاحبؒ، جو سلسلہ قادریہ، رزاقیہ، چشتیہ اور صابریہ میں ایک ممتاز اور صاحب تصنیف عالم اور بزرگ تھے، انہوں نے خود سرکار سے فرمایا کہ،

”میاں، فقیر کے پاس جو کچھ تھا وہ میں نے تم کو پُہنچا دیا۔ اب تمہارا باقی حصہ ناگپور میں ہے۔ وہاں جا کر حضرت بابا تاج الدین اولیاءؒ قدس اللہ سرہ العزیز کی جناب میں آپ اپنے آپ کو پیش کریں۔“

In compliance with his Master's (Sheikh) guidance, Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) arrived in Nagpur. At that time, Hazrat Baba Tajuddin RA was in Waki Shareef, a very vast and dense jungle, near Nagpur. Due to Baba Sahib's RA widespread fame as a Dervish, thousands of people were gathered there day and night, all seeking to fulfill their personal needs. There was a festival-like atmosphere all the time.

Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) narrates,

In the beginning, when I saw people prostrating in front of Baba Sahib (Sarkar Tajuddin Baba RA) who himself seemed spiritually intoxicated (Alam-e-Jazb), in a state of ecstasy and trance (Keif-o-Masti), carefree of offering the Salaat and following other basic Islamic practices. I thought to myself, how would I ever attain any spiritual training (Tarbiyat) in such a situation. I decided to inform my Murshid (Abdul Hakeem Shah Sahib RA) immediately about my feelings and intentions. While these thoughts were still on my mind, I went and stood by the crowd to meet Baba Tajuddin RA. He was reclining against a tree trunk and both his feet were out of the shawl (Chaadar). His face and complete body were wrapped up with the shawl as if it was an indication for the people that whoever wanted to leave, may kiss his feet (Qadam Bosi) and leave Nagpur. I found this to be an opportune time

پیر کے ارشاد کی تعمیل میں سرکار (یوسف شاہ بابا) ناگپور پہنچ گئے۔ اُس زمانے میں، حضرت بابا تاج الدین کا قیام واکے شریف کے جنگل میں تھا۔ واکے شریف ناگپور سے قریب ہی ایک بہت وسیع و گھنا جنگل تھا۔ لیکن بابا صاحب کی بحیثیت درویش کے، بے پناہ شہرت کی وجہ سے ہزاروں بندگانِ خدا اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر واکے میں دن رات جمع رہتے، اور ہر وقت ایک میلے کاسا سماں رہتا۔

سرکار (یوسف شاہ بابا) نے فرمایا کہ،

جب پہلے پہل میں نے واکے شریف میں لوگوں کو بابا صاحب (سرکار تاج الدین بابا) کے اپنے پیشانیوں کو زمین پر سجدے کی سی حالت میں دیکھا، اور خود بابا صاحب کو عالم جذب، کیف و مستی میں نماز اور دیگر ظاہری ارکانِ دین سے مستغفی پایا۔ تو مجھے خیال ہوا کہ یہاں میری بھلا کیا تربیت ہو سکے گی۔ مجھے جلد از جلد اپنے پیر و مُرشد (صوفی عبدالحکیم شاہ صاحب) کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کیفیاتِ قلبی اور ارادے سے مطلع کر دینا چاہیئے۔ اسی خیال میں غلطان جب میں حضرت بابا تاج الدین کی زیارت کو ایک مجمع میں جا کر کھڑا ہوا، تو میں نے دیکھا کہ بابا صاحب ایک پیڑ کے تنے سے ٹیک لگائے تشریف فرما ہیں۔ اور اپنے دونوں پیر چادر سے باہر نکال رکھے ہیں اور چہرے اور تمام جسم کے سامنے ایک چادر بندھوا دی ہے۔ یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ جو جانا چاہے اور جانے سے پہلے قدم بوس ہونا چاہے، ایسا کرلے اور

and along with others, I moved towards him to kiss his feet. Just as I was about to do that, Baba Sahib RA pulled his feet back under the shawl and said,

“Maulavi has to stay here or else we will tie him to the bush (Jhaard).”

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA continued,)

I realized that my intentions had already been revealed to Baba Sahib RA and I turned back from there. However, the misgivings were still there, in my heart. I was inundated with this thought, over and over, that there was no doubt in Baba Sahib’s RA miraculous ability to see the hidden (Kashf). However, he was carefree about observing Islamic Shariat, so I found it difficult to believe that I would achieve any spiritual benefit (Faiz).

The next day, when I saw a large gathering, I thought that Baba Sahib RA must be there. So, I approached the crowd. Baba Sahib RA was indeed there and gave me a very meaningful look. He took off his Blessed Gown (Jubba Mubarak); threw it, forcefully, towards me and said,

“Take this, your Shariat with you, may it bring you blessings.”

ناگپور سے رُخصت ہو جائے۔ سرکار نے فرمایا کہ میں نے موقع غنیمت جانا اور میں بھی قدم بوس ہونے کیلئے پُہنچا۔ تو جیسے ہی میں قدم بوسی کرنا چاہتا تھا بابا صاحبؒ نے اپنے پیر سمیٹ کر چادر کے اندر کر لیئے اور فرمایا کہ،

”مولوی یہیں رہتے ہیں ورنہ ہم جھاڑ سے باندھ دیں گے۔“

(سرکار یوسف شاہ باباؒ نے بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا،)

میں نے خیال کیا کہ بابا صاحبؒ پر میرا ارادہ ظاہر ہو گیا ہے اور میں وہاں سے واپس ہو گیا۔ مگر میرے دل میں جو گھٹک تھی، وہ ابھی باقی تھی۔ اور بار بار یہی خیال کرتا تھا کہ بابا صاحبؒ کے کشف و کرامات میں تو کوئی شبہ نہیں ہے، لیکن پاسِ شریعت نہیں رکھتے ہیں۔ اسلیئے مجھے کچھ زیادہ فیض یہاں سے نہیں مل سکے گا۔

دوسرے دن پھر جب میں نے ایک جگہ مجمع دیکھا، تو یہ سمجھ کر کہ ہو نہ ہو بابا صاحبؒ بھی یہی ہونگے۔ میں بھی اُس مجمع میں جا پُہنچا۔ بابا صاحبؒ وہاں موجود تھے اور بہت معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اور اپنا جُبہ مبارک اُتار کر میری طرف زور سے پھینکا اور کہا کہ،

”لے، یہ تیری شریعت تُو مجھے مبارک ہو۔“

سرکار (یوسف شاہ بابا) نے مزید فرمایا کہ،

Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) elaborated further,

The Blessed Gown hit my chest and my inner state changed dramatically. I felt like shouting out loud and running away, ripping off my clothes. On the one hand, passing even a single minute was difficult, thinking when will I be free of this place and go back to my Sufi Master and Guide (Peer-o-Murshid). Now, on the other hand, the feeling of spiritual intoxication, ecstasy and euphoria were prevalent. I wished never to be separated from Baba Sahib RA, ever again.

I (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) was in the same state when Baba Sahib RA left Waki Shareef jungle and came to the Palace of Raja Raghu Rao RA. The festival-like atmosphere that I had experienced in Waki (Shareef) followed there as well.

Another event that I (Sarkar Aala Hazrat RA) came to know through some of my very reliable Fellow Brothers is that Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) narrated that he saw Baba Sahib RA in a Spiritual Dream (Aalam-e-Roya). A Saint had come to him and said,

“Our Name is Tajuddin!”

Sarkar told this dream to his Sufi Master and Guide but the Honorable Sufi Abdul Hakeem Shah Sahib RA did not reply and remained silent. After a few

جُبہ شریف میرے سینے پر آکر لگا اور میری کیفیت عجیب و غریب ہو گئی۔ میرا جی چاہا کہ چیخوں، چلاؤں اور اپنے کپڑے پھاڑ کر بھاگ جاؤں۔ یا تو یہ کیفیت کہ مجھ پر ایک منٹ بھاری تھا کہ کب یہاں سے چھٹکارا ملے اور کب اپنے پیر و مُرشد کے پاس پُہنچوں۔ یا اب یہ حال ہو گیا تھا کہ ہر وقت ایک جذب و مَستی اور سرشاری کی کیفیت طاری رہنے لگی، اور جی چاہتا تھا کہ بابا صاحب سے کسی وقت بھی علیحدگی نہ ہو۔

میں (سرکار یوسف شاہ بابا) اس حالت میں تھا کہ بابا صاحب واکِی کے جنگل چھوڑ کر ناگپور کے راجا رگھو راؤ کے محل میں تشریف لے آئے تھے۔ اور یہاں بھی واکِی (شریف) جیسا میلہ رہنے لگا۔

ایک اور روایت کے مطابق جو میرے مُستند پیر بھائیوں سے مجھ (سرکار اعلیٰ حضرت) تک پُہنچی ہے۔ اُس روایت کے تحت میں سرکار (یوسف شاہ بابا) فرماتے تھے کہ ہم نے عالمِ رویا میں بابا صاحب کو دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ،

”ہمارا نام تاج الدین ہے۔“

سرکار نے یہ خواب اپنے پیر و مُرشد کو سنایا مگر حضرت صوفی عبدالحکیم شاہ قبلہ نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش ہو گئے۔ تھوڑے

days, Sarkar had the same dream again. This time Baba Sahib (Sarkar Tajuddin Baba RA) said,

“Sir, your share is here with us.”

Sarkar again told his Sufi Guide about the dream. This time Sufi Sahib RA said,

“You should present yourself to Baba Sahib in Waki Shareef. Your remaining share is there now.”

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA said,)

“I got ready and traveled to Waki Shareef. There, I found a horde of thousands of people in the jungle.”

The details of what happened then have been described above.

عرصے کے بعد میں، پھر یہی خواب دیکھا۔ اس مرتبہ بابا صاحب (سرکار تاج الدین بابا) نے فرمایا کہ،

”حضرت، آپکا حصہ ہمارے پاس رکھا ہوا ہے۔“

سرکار نے اپنا یہ خواب پھر اپنے پیر و مُرشد کو سُنایا۔ اس مرتبہ صوفی صاحب نے کہا کہ،

”آپ واکِ شریف میں بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جائیے۔ باقی آپ کا حصہ اب وہیں ہے“

(سرکار یوسف شاہ بابا فرماتے ہیں کہ،)

”ہم نے تیاری شروع کی اور وہاں پُہنچے۔ تو میں نے دیکھا کہ جمِ غفیر ہے۔“

اور پھر وہی سب واقعات، جو پہلے دامِ تحریر میں لائے جا چکے ہیں، رونما ہونے شروع ہو گئے۔

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA narrating,)

One day Baba Sahib RA came to me walking briskly, held my hand and took me to the open ground near the Palace (of Raja Raghu Rao RA) where there was a dry stepwell, known as Baawri. We climbed down a few yards into the well, where there was a small cave-like opening in the wall of the Baawri. Baba Sahib (Sarkar Tajuddin Baba RA) asked me (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) to sit inside and said,

“Hazrat needs to just stay here, drink tea and keep practicing ‘Allah Allah.’

You may go out of the Baawri whenever there’s a need.”

(Explanation: Practicing “Allah Allah” is meant to be done figuratively, not literally; so as to constantly remain focused on remembering Allah SWT. This point has been elaborated many times by His Eminence, our Hazrat Baba Shah Mehmood Yousufi.)

After this, he left me there. It was approximately 11 o’clock. In the evening, Khuda Baksh came with a cup of tea and said,

(سرکار یوسف شاہ بابا بیان کر رہے ہیں،)

ایک روز بابا صاحب تیز تیز میری طرف تشریف لائے، اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ لے چلے۔ (راجا رگھو راؤ کے) محل کے قریب ہی میدان میں ایک اندھا کُنواں تھا، جو باوری کے نام سے مشہور تھا۔ وہاں لے جا کر اُس کنویں کے اندر اُترے، اور اسی باوری میں چند گز نیچے ایک دیوار میں چھوٹی سی کھوہ تھی۔ اور اُس کے اندر (سرکار تاج الدین بابا نے) مجھے (یوسف شاہ بابا) بیٹھا دیا کہ،

”حضرت بس یہیں رہتے ہیں، چائے پیتے ہیں اور 'اللہ اللہ' کرتے ہیں۔

ضرورت کے وقت باوری کے باہر جا سکتے ہیں۔“

(وضاحت: “اللہ اللہ” کرنے کا مطلب ہے کہ یہ عمل پورے دل سے کیا جائے، محض لفظی طور پر نہیں۔ تاکہ توجہ کا مرکز صرف اللہ کی یاد رہے۔ اس معاملے کو ہمارے سرکار مآب حضرت بابا شاہ محمود یوسفی نے کئی بار واضح طور پر بیان کیا ہے۔)

یہ کہہ کر مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ یہی کوئی تقریباً گیارہ بجے کا عمل تھا۔ پھر شام کو خُدا بَخش صرف ایک پیالی چائے لے کر آئے اور مجھے کہا کہ،

“Baba Sahib RA has sent this for you, please drink it. During your stay here, you will receive a cup of tea in the morning and one in the evening. If you want anything else, you can ask Baba Sahib RA when he comes to visit.”

It was only Sarkar’s (Tajuddin Baba RA) miraculous Grace that my health remained intact on two cups of tea a day for forty days. The feeling of weakness, however, had increased immeasurably.

(I, Sarkar Yousuf Shah Baba RA) recited mostly Darood Shareef, Darood-e-Taj, Surah Yasin Shareef, Surah Muzammil Shareef, Chahal Kaaf, Qaseedah Ghausiyah and many verses of Masnavi Shareef which I had memorized, by heart. Whenever there was a need to relieve myself, I would come out of the Baawri and go out to the other end of a nearby pond, take care of my needs, freshen up, refresh my wudu (ablution) and then return to the Baawri and sit in the designated spot.

On the 40th day, Khuda Baksh came with the evening cup of tea and said,

“Please come, Baba Sahib has called for you.”

In those forty days, Baba Sahib RA came to visit three or four times. Once he asked,

”(یہ چائے) بابا صاحب نے بھیجی ہے، پی لیں۔ آپ جب تک یہاں رہیں گے، ایک پیالی صبح اور ایک پیالی چائے شام کو ملا کرتی رہے گی۔ اس سے زیادہ کی خواہش ہو، تو بابا صاحب آتے جاتے رہیں گے اُن کو بتا دیں۔“

یہ سرکار (تاج الدین بابا) کی ہی کرامت تھی کہ چالیس (۴۰) دن تک اُن ہی دو پیالی چائے سے حیات برقرار رہی۔ کمزوری البتہ بے انتہا ہو گئی تھی۔

(میں، سرکار یوسف شاہ بابا) زیادہ تر درُود شریف، درودِ تاج، سورہ یسین شریف، سورہ مُزمل شریف، چہل کاف، قصیدہ غوثیہ، اور مثنوی شریف، جسکے لا تعداد اشعار مجھے یاد تھے، اُن کا ورد کرتا رہتا تھا۔ جب کبھی رفع حاجت کی ضرورت ہوتی تھی، تو میں باوری سے باہر تالاب کے دوسرے کنارے تک فارغ ہو کر تازہ وضو کرتا تھا، اور اُسی جگہ آ بیٹھتا تھا۔

چالیس دن کے بعد میں جب خُدا بخش شام کی چائے لیکر آئے تو اُنہوں نے کہا کہ،

”چلیئے، آپ کو بابا صاحب نے بلایا ہے۔“

ان چالیس دنوں میں بھی بابا صاحب ۳، ۴ مرتبہ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ اور ایک مرتبہ یہ سوال بھی کیا تھا کہ،

“If you wish you can stay here or else you can come with us?”

I stayed because I felt that Baba Sahib RA wanted me to do that (stay at the Baawri) for a few more days.

I (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) accompanied Khuda Baksh to Baba Sahib RA and kissed his (Sarkar Tajuddin Baba RA) feet. At that time Sarkar greeted me, *“Come, Yousuf!”* (Sarkar’s name was Abdul Kareem). Probably due to the reference to the well or to the Baawri he was bestowed the title Yousuf by Baba Sahib RA. From then on, Sarkar always wrote his name as Muhammad Yousuf, previously known as Abdul Kareem.

”اگر جی چاہے تو یہیں رہو یا ہمارے ساتھ آجاؤ۔“

مگر مجھے ایسا خیال ہوا کہ شاید بابا صاحبؒ کی مَرْضی یہی ہے کہ ابھی کچھ دن یہیں (باوری میں) ٹھہروں۔

میں (سرکار یوسف شاہ باباؒ) خُدا بخش کے ساتھ بابا صاحبؒ کی خِدمت میں حاضر ہوا، اور (سرکار تاج الدین باباؒ کے) قدم بوس ہوا۔ اُس وقت بابا صاحبؒ نے فرمایا، ”آؤ یوسف!“۔ سرکار کا اسمِ گرامی عبدالکریم تھا۔ غالباً کُنویں یا باوری کی نسبت سے یوسف کا لقب عطاء ہوا۔ اُس کے بعد سے سرکار ہمیشہ اپنا نام محمد یوسف عرف عبدالکریم لکھنے لگے۔

10. State of Divine Absorption

Sarkar used to say that after his stay in the Baawri, he was preoccupied with thoughts and feelings about the spiritual aspects of life.

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA narrating,)

My religious training, since childhood, was very well established, so even in the state of absorption (Jazb-o-Junoon), I observed the sacred Shariat practices. I also knew that Baba Sahib RA preferred that fasting, offering daily prayers and recitation of the Holy Qur'an should be observed, in all circumstances. So much so that, Sarkar Baba Sahib RA commanded my Fellow Brothers, receiving spiritual training, that all of them should offer 5 daily prayers in congregation with me as the Imam. He ordered me to,

“Hazrat, take the parade from everyone.”

There were some Fellow Brothers whose spiritual condition did not allow them to be inclined towards prayers and some disagreed as to why a relatively new Fellow Brother was given the role of Imamat (to lead Salaat).

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA narrating,)

Despite my best efforts, these people did not join the congregational

سرکار فرمایا کرتے تھے کہ باوری کے قیام کے بعد، وہاں سے باہر آکر طبیعت زیادہ تر جذب و جنوں کی طرف مائل تھی۔

(سرکار یوسف شاہ بابا بیان فرما رہے ہیں،)

لیکن چونکہ ابتداء میں علم دین کی داغ بیل پڑ گئی تھی، تو اس عالم جذب میں بھی شریعتِ مطاہرہ کا پاس و لحاظ رہتا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ خود بابا صاحب بھی اس کو پسند فرماتے تھے کہ صوم و صلوة اور تلاوتِ کلامِ پاک کی ہر صورت میں پابندی رہے۔ یہاں تک کہ سرکار بابا صاحب نے اپنے زیر تربیت میرے سارے پیر بھائیوں کو یہ حکم دیا کہ وہ سب جماعت کے ساتھ میری امامت میں نماز پَنجگانہ ادا کریں۔ اور خود مجھے یہ حکم دیا کہ،

”حضرت، سب سے پریڈ لیا کرو۔“

کچھ پیر بھائی ایسے بھی تھے کہ اُنکو اُنکا جذب نماز کی طرف مائل بھی نہیں ہونے دیتا تھا۔ اور کچھ لوگوں کو اس بات سے بھی اختلاف تھا کہ ایک نسبت نوارد پیر بھائی کو سب کی امامت کیوں سونپ دی گئی۔

(سرکار یوسف شاہ بابا بیان فرما رہے ہیں،)

باوجود میری کوشش کے، یہ لوگ جماعت میں شریک نہ ہوئے۔ اور ایک

prayers. One day, they came to Baba Sahib RA to protest and to complain that Maulavi Abdul Kareem (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) was very strict with them about offering Namaz (Salaat) and even chastised them.

Baba Sahib RA ran towards them as if to beat them and admonished them severely by saying,

“You people do not obey the orders of the Grand Master (Barde Sahib)?”

After that, all the people started attending the prayers regularly.

When Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) used to narrate this incident to us, he would emphasize every time that when he (Sarkar Tajuddin Baba RA) said *“Grand Master (Barde Sahib)”, he was talking about the Lord of the Two Realms (Honorable Prophet Muhammad ﷺ).*

Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) used to emphasize that Sarkar Baba Sahib RA had full power and control over his spiritual intoxication (Jazb) and sobriety (Salook). Meaning that when he used to interpret (Tafseer) the Holy Qur’an to some of us Fellow Brothers, he used to converse just like an accomplished Religious Scholar and as a learned Sufi who is completely sober. When there would be large gatherings of the needy and the seekers outside, His Grace (Tajuddin Baba RA) would say,

روز احتجاجاً بابا صاحب کے یہاں حاضر ہو گئے۔ اور وہاں میری شکایت کی کہ مولوی عبد الکریم (سرکار یوسف شاہ بابا) نماز کے بارے میں ہمارے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں اور ہمیں بُرا بھلا کہتے ہیں۔

بابا صاحب اُن لوگوں کو مارنے کیلئے دوڑے اور گالی دے کر فرمایا کہ،

”تم لوگ بڑے صاحب کا حُکم نہیں مانتے ہو؟“

اُسکے بعد سے یہ سب لوگ بھی نماز میں پابندی سے حاضر رہنے لگے۔

جب سرکار (یوسف شاہ بابا) یہ واقعہ ہم لوگوں سے بیان کرتے تھے، تو ساتھ کے ساتھ یہ وضاحت بھی ضرور فرما دیتے تھے کہ بابا صاحب (سرکار تاج الدین بابا) کی بڑے صاحب سے مُراد سرکارِ دو عالم (حضرت محمد ﷺ) کی ذاتِ گرامی تھی۔

اسی کے ساتھ ساتھ سرکار (یوسف شاہ بابا) یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ سرکار بابا صاحب اپنے جذب و سلوک پر پورا اقتدار و اختیار رکھتے تھے۔ یعنی جب ہم میں سے کچھ پیر بھائیوں کو قرآن کی تفسیر فرماتے تھے، تو بالکل ایک عالمِ دین اور پڑھے لکھے صوفی کی طرح سے بلکل عالمِ سلوک میں گفتگو فرماتے تھے۔ اور جب باہر ضرورت مندوں اور سائلوں کا مجمع زیادہ ہو جاتا تھا، تو حضور (تاج الدین بابا) فرمایا کرتے تھے کہ،

“Okay brothers, now you people go, as we go into a trance state (Majzoob).”

”اچھا بھائی، اب تم لوگ جاؤ، ہم مجذوب ہوئے جاتے ہیں۔“

He would fulfill the needs of the seekers in this state. It showed that He (Sarkar Tajuddin Baba RA) had complete control over both the state of spiritual intoxication and the state of sober conduct. He was so committed to help people solve their issues and meet their needs that he frequently appeared in a condition of spiritual ecstasy (Jazb). However, when it came to educating and training his disciples (Mureedeen), he was always in a state of spiritual sobriety (Salook). This is the reason why many people have misunderstood that Baba Sahib RA was spiritually absorbed all the time (Majzoob). If it was so, how could he be a Founder and an Authoritative Head of the Silsila!

Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) explained that the spiritual state of Baba Sahib (Sarkar Tajuddin Baba RA) can never be attained by anyone of a lower rank than that of Ghareeb Nawaz RA and the Grand Sufi Master (Barde Pir Sahib, Ghous Pak RA). Sarkar's Sainthood (Wilayat) was universal, unmatched, exceptional and unique. Without a doubt, thousands of seekers benefited, in both ways, worldly as well as spiritually. Baba Sahib's RA jurisdiction and supremacy of this period was by no means, less than that of any other renowned Saint (Auliya). Certainly, Sarkar Baba Sahib RA was the God Appointed Universal Sovereign (Qutb-e-Madaar-e-Aalam) of his time.

اور خلق کی حاجت روائی عالم جذب میں فرمایا کرتے تھے۔ جس سے ظاہر ہوا کہ (سرکار تاج الدین بابا) جذب و سلوک دونوں پر اختیار کُلی رکھتے تھے۔ اور چونکہ لوگوں کی مشکل کشائی اور حاجت روائی بہت عزیز تھی، اس لیے بادی النظر میں زیادہ تر جذب کا رنگ غالب نظر آتا تھا۔ حالانکہ مخصوص مُریدین کی تعلیم و تربیت دینے کے وقت ہمہ تن سلوک طاری رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگوں کو یہ دھوکا ہو گیا کہ بابا صاحب تو ایک مجذوب تھے۔ لہذا سلسلے کے بانی و مجاز کیسے ہو سکتے ہیں!

سرکار (یوسف شاہ بابا) فرماتے ہیں کہ بابا صاحب (سرکار تاج الدین بابا) جس مقام کے بزرگ ہیں وہ ہرگز کسی مُجدد بزرگ یعنی غریب نواز اور بڑے پیر صاحب (حضرت غوث پاک) سے کمتر درجے کے بزرگ کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ سرکار کی ولایت بالکل جامع، اچھوتی، انوکھی اور البیلی تھی۔ اور بلاشبہ، بابا صاحب کے دور میں ہزاروں بزرگانِ خدا نے دُنیاوی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ اس عالم پر بابا صاحب کی گرفت و تعروفات ہرگز اولیاء سلب کے مشابیر میں کسی سے بھی کم نہیں تھے۔ اور یقیناً سرکار بابا صاحب اپنے زمانے کے قطب مدار عالم تھے۔

Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) used to say,

He (Yousuf Shah Baba RA, Himself) and all his Fellow Brothers spent most of their time in spiritual revelry (Masti). Looking back upon my condition and that of others, we spent most of our time reciting or humming Maulana Jami (Aleyh Rehma), Naats (Poems about Prophet Muhammad ﷺ) and Masnavi Shareef's love poems. During this time I became friends with Hazrat Maulana Najamuddin RA, a graduate from Peshawar and a prominent, well-educated Religious Scholar. He was also in a state of spiritual intoxication. Being in the blessed companionship of Baba Sahib RA, he had, very quickly, attained the higher stages of the Inner Path (Tariqat).

Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) used to say,

The effect of Baba Sahib's RA blessed ongoing attention on me was that the outward worldly preoccupation was decreasing and, in my heart, Baba Sahib's RA supreme presence kept ever increasing. Now there was little or no need for physical closeness to Baba Sahib RA the way it used to be. Very few people were able to understand the true meaning of Baba Sahib's RA words and signals but I was very blessed to be able to comprehend Baba Sahib's RA messages and in this regard, I and Dear Mother (Amma Mariam Sahiba RA) gained quite a reputation.

سرکار (یوسف شاہ بابا) فرمایا کرتے تھے کہ،

وہ (سرکار یوسف شاہ بابا خود) اور اُنکے سارے پیر بھائی زیادہ تر مستی میں ہی وقت گزارتے تھے۔ (سرکار یوسف شاہ بابا اپنے بارے میں فرماتے تھے کہ) خود اپنا اور دوسروں کا حال دیکھ کر میرا بھی زیادہ تر وقت مولانا جامی کی نعتیں اور مثنوی شریف میں سے عشقیہ مضامین کے اشعار زیادہ تر گنگناتا رہتا تھا۔ اور اُس زمانے میں میری دوستی پشاور سے آئے ہوئے ایک فارغ التحصیل اور مُمتاز عالمِ دین حضرت مولانا نجم الدین سے ہوئی۔ اُن پر بھی جذب کا غلبہ تھا۔ مولانا نجم الدین بڑے پڑھے لکھے آدمی تھے۔ بابا صاحب کے فیضانِ محبت سے جلد ہی مقاماتِ طریقت کی کامیابیاں حاصل کر لیں۔

سرکار (یوسف شاہ بابا) فرماتے تھے کہ،

مُجھ پر بابا صاحب (سرکار تاج الدین بابا) کی نظرِ کرم کا یہ اثر ہوا کہ ظاہری اشغال تو کم ہوتے چلے گئے، لیکن قلبی طور پر بابا صاحب ہمہ وقت پیشِ نظر رہنے لگے۔ اور اب اِسکی چنداں ضرورت بھی نہیں رہی تھی کہ میں ظاہری طور پر بابا صاحب کے قریب رہوں، جیسا کہ پہلے میری کیفیت تھی۔ بابا صاحب کے فرمودات اور ارشادات بہت کم لوگ سمجھ پاتے تھے۔ لیکن مجھ پر یہ نوازش ہوئی کہ میں بابا صاحب کی بات سمجھ سکتا تھا، اور اِس میں مجھے اور امّاں صاحبہ (امّاں مریم صاحبہ) کو خاصی شہرت حاصل ہو گئی تھی۔

When I had left the Baawri and come to kiss his feet, Baba Sahib RA took my hand, raised it before the crowd (and said),

“Learn and gain knowledge from him, he is the greatest key to Tajuddin’s treasures.”

A few days later, when I came to be in the service of Baba Sahib RA, he had two ink pots, one with black and the other with red ink. Baba Sahib RA picked up a piece of paper lying on the ground. He mixed the black and the red ink. Then he picked up a reed lying on the ground; with his hand made a pen-like shape and quickly drew a map of the whole of Hindustan (old name for current day India, Pakistan, Bangladesh, few eastern areas of Afghanistan and other close regions) and wrote,

*“Ya Sheikh”
(Oh Master),*

...on the four corners of the paper and then wrote,

*“Chardh PardDha”
(Has Overcome),*

ویسے بھی جب میں باوری کو چھوڑ کر حضور کی قدم بوسی کیلئے گیا تھا، تو اُس وقت بابا صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجمع کے سامنے بلند فرمایا کہ،

”اس سے سیکھو اور اس سے پڑھو، یہ تاج الدین کے خزانے کی سب سے بڑی گنجی ہے۔“

اس کے کچھ دن بعد، جب میں حاضرِ خدمت ہوا تو بابا صاحب کے پاس دو (۲) دواتیں رکھی ہوئی تھیں، جس میں کالی اور سُرخ روشنائی رکھی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی بابا صاحب نے زمین پر پڑا ہوا ایک کاغذ اٹھایا۔ کالی اور سُرخ روشنائی کو ملایا۔ زمین ہی پر پڑے ہوئے ایک سرکنڈے کو اپنے ہاتھ سے چیر کر قلم نما بنایا اور جلدی سے کاغذ پر پورے ہندوستان (موجودہ دور کے انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان کے چند مشرقی علاقے، اور دیگر قریبی علاقوں کا پُرانا نام) کا نقشہ کھینچ دیا اور اُس کاغذ کے چاروں کونوں پر

”یا شیخ“

۔۔۔ لکھا اور ہندوستان کے نقشے کے اندر

”چر پرا“

... لکھ کر کاغذ کو میری طرف بڑھایا اور فرمایا کہ،

”لو حضرت، یہ آپکا خلافت نامہ!“

...inside the map of Hindustan. He handed the paper over to me and said,

“Take this, my dear sir, your Certificate of Deputation (Khilafat Namah)!”

The author (Sarkar Aala Hazrat RA referring to himself) has had the honor and privilege of seeing this Khilafat Namah.

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA continued narrating,)

Sometimes Sarkar (Tajuddin Baba RA) would look at me with great affection and love and say (call me),

“Viceroy of Hind.”

Once His Grace gifted me the sandals that he was wearing and said,

“Mister, wear them and spread them.”

At another time, Sarkar extended his hand towards me and said,

“Hazrat, ask him.”

One time, His Grace (Tajuddin Baba RA) said,

راقم الحروف (سرکار اعلیٰ حضرتؒ اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے) نے اس خلافت نامے کی زیارت کی ہے۔

(سرکار یوسف شاہ باباؒ فرماتے ہیں،)

کبھی کبھی (سرکار تاج الدین باباؒ) انتہائی شفقت میں اور نہایت پیار سے مجھے دیکھتے اور فرماتے،

”وئے سرائے ہند۔“

ایک مرتبہ حضرت نے جو نعلین مبارک زیب تن فرما رکھے تھے، وہ مجھے عطاء فرمائے اور فرمایا کہ،

”حضرت، انہیں پہنو اور پھیلاؤ“

ایک مرتبہ سرکار نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا کہ،

”حضرت، اس کو پوچھنا۔“

ایک مرتبہ حضرت (تاج الدین باباؒ) نے فرمایا کہ،

“May the Grand Sir strengthen us, or else I will curse you in the grave.”

”بڑے صاحب ہمیں قوت دینا، ورنہ گور (قبر) میں، میں تیرے لیے بد دُعا کروں گا۔“

(Sarkar Aala Hazrat now continued from here,)

(سرکار اعلیٰ حضرت اب یہاں سے بیان کو جاری رکھ کر فرماتے ہیں،)

Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) used to explain that Baba Sahib RA, regarding these words, meant preaching about Islam (Deen) and spreading the Silsila. Giving the sandals meant that now (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) should return to the state of sobriety from the state of spiritual intoxication.

سرکار (یوسف شاہ بابا) فرمایا کرتے تھے کہ ان جُملہ فرمودات سے بابا صاحب کا اشارہ تبلیغ دین اور اشاعتِ سلسلہ مُراد تھی۔ اور نعلین عطاء کرنے سے مُراد یہ تھی کہ اب جذب سے سلوک کی طرف لوٹنا (ہوگا سرکار یوسف شاہ بابا کو۔)

Under the direction of Baba Sahib (Sarkar Tajuddin Baba RA), Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) started his travels from Baba Sahib's (Sarkar Tajuddin Baba RA) ancestral home city, Madras. Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) used to tell us that a large number of people joined the Silsila and it was notable that a considerable number of Hindus also became devotees.

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA said,)

“They used to seat us on a raised platform, put tilak (the red dot powder on the forehead) and perform Aarti ceremony (similar to how Hindus honor their deity).”

(Sarkar Aala Hazrat RA continues from here,)

From Madras, Sarkar traveled to:

- Bombay (Mumbai)
- Kathiawar
- Poona (Pune)
- Dhoraji
- Rajkot
- Ahmadabad

بابا صاحب (سرکار تاج الدین بابا) کے حکم کے تحت سب سے پہلا سفر سرکار (یوسف شاہ بابا) نے بابا صاحب (سرکار تاج الدین بابا) کے آبائی وطن مدراس ہی سے شروع کیا۔ سرکار (یوسف شاہ بابا) فرماتے تھے کہ بڑی کثرت سے لوگ سلسلے میں داخل ہوئے اور بڑے مزے کی بات یہ تھی کہ کثیر تعداد میں ہندو بھی معتقد ہوئے۔

(سرکار یوسف شاہ بابا نے فرمایا کہ،)

”وہ ہمیں باقاعدہ تخت پر بیٹھا کر تلک (ماتھے پر لال رنگ کا پاؤڈر) بھی لگاتے تھے اور ہماری آرتی (جیسے کہ ہندو اپنے دیوتا کا احترام کرتے ہیں) بھی اُتارتے تھے۔“

(سرکار اعلیٰ حضرت یہاں سے بیان فرماتے ہیں،)

مدراس سے سرکار نے:

- بمبئی (ممبئی)
- کاٹھیا وار
- پونا (پونے)
- دھوراجی
- راج کوٹ
- احمد آباد

● Junagadh...

● جونا گڑھ۔۔۔

...and a very large number of people joined the Silsila.

۔۔۔ کا سفر کیا اور ایک بہت بڑی تعداد لوگوں کی سلسلے میں داخل ہوئی۔

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA narrated,)

(سرکار یوسف شاہ بابا بیان کرتے ہیں کہ،)

Our appearance and manners were such that I had a shaved head, wore a long shirt, loincloth, with bare head and bare feet. I ate very little, observed frequent night vigils and had a couple of hours of sleep. Most of the time, I lived on tea. Every Thursday, wherever we went, we offered Fatiha, the special format of which we (Sarkar Yousuf Shah Baba RA, himself) had put together and had it approved by Baba Sahib RA. The practice of Fatiha, including the Bouquet of Holy Remembrances (Guldastah Shareef), became well established among the disciples. This format of the Fatiha is specific to our Silsila and is full of great spiritual benefits.

ہماری وضع قطع یہ تھی کہ سر کے بال منڈائے تھے، لمبا کُرتا اور تہبند لباس ہوتا تھا۔ ننگے سر، ننگے پیر رہتے تھے، بہت کم کھاتے تھے، زیادہ تر شب بیداری یا گھنٹے ۲ گھنٹے لازمی سونا ہوتا تھا۔ چائے پر زیادہ تر گزارا ہوتا تھا۔ جہاں بھی جاتے تھے، وہاں ہر جمعرات کو فاتحہ، جسکا خاص طریقہ خود ہم نے ترتیب دیا تھا اور بابا صاحب سے منظور کرایا تھا۔ یعنی معہ گلدستہ شریف مُریدوں میں رائج کر دیا گیا۔ یہ ہمارے سلسلے کی امتیازی فاتحہ ہے اور بہت پرکیف اور با اثر ہے۔

12. Bouquet of Holy Remembrances

(Explanation: Sarkar Yousuf Shah Baba RA had assembled the original Fatiha format and Guldastah Sharif that ended with Manqabat of Sarkar Tajuddin Baba RA before standing up for Salaam. This Guldastah was later updated by his Sajjadah-Nasheen Hazrat Zaheen Shah Taji RA, with guidance from Sarkar Aala Hazrat Albeyle Shah Yousufi RA. He added an ode in remembrance of Sarkar Yousuf Shah Baba RA. Further changes were made, more recently, by His Eminence our Hazrat Baba Shah Mehmood Yousufi.

Sarkar Aala Hazrat Albeyle Shah Yousufi RA included, in Sarkar Namah, the version of Guldastah as it was at that time. Following this sacred tradition, the most current version of Guldastah, as of December 2021, has been included in this translation.)

First, read Bismillahir Rahmaan-ir-Raheem and Darood-e-Taaj, then begin reading Guldastah Shareef as follows:

Introduction of Belief Section:● **Bandaey Parwar Digaram, Ummate Ahmad Nabi:**

I am a servant of my Creator and in the community of Ahmad ﷺ the Holy Messenger.

(وضاحت: سرکار یوسف شاہ باباؒ نے طبع زاد فاتحہ کی ترتیب اور گلدستہ شریف کو تشکیل کیا تھا جو سلام کے لیئے کھڑے ہونے سے پہلے سرکار تاج الدین باباؒ کی منقبت پر ختم ہوا۔ اس گلدستہ کی، بعد میں، اُن کے سجادہ نشین حضرت ذہین شاہ تاجیؒ نے سرکار اعلیٰ حضرت، البیلے شاہ یوسفیؒ کی رہنمائی میں تجدید کی۔ انہوں نے سرکار یوسف شاہ باباؒ کی یاد میں ایک منقبت کا اضافہ کیا۔ مزید تبدیلیاں، حال ہی میں، ہمارے سرکار مآب حضرت بابا شاہ محمود یوسفیؒ نے کی ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت البیلے شاہ یوسفیؒ نے سرکار نامہ میں گلدستہ کا اُس وقت کا نسخہ شامل کیا تھا۔ اس مقدس روایت کے بعد، دسمبر ۲۰۲۱ تک گلدستہ کا سب سے حالیہ نسخہ اس ترجمے میں شامل کیا گیا ہے۔)

سب سے پہلے، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، درودِ تاج، اور اُسکے بعد مُندرجہ ذیل کی طرح گلدستہ شریف پڑھنا شروع کریں:

تَعَارُفِ عَقَائِد:● **بَنْدَہ پَروردِگارِ اُمّتِ اَحْمَدِ نَبِیِّ ﷺ**

بندہ پروردگار کا، میں اُمّتِ احمد نبی ﷺ کا ہوں

● **Dost Daare, Chaare Yaaram, Taabe Aulaade Ali:**

I am an ally of all the Four Companions (Khulafa-e-Rashideen) and subservient to the children of Ali RA.

● **Mazhabe Hanafiyeh Daaram, Millate Hazrat Khaleel:**

My religion is love (not Hanafi Fiqh) and my nation is that of Hazrat Khaleel (Hazrat Ibraheem AS).

● **Khaak Paey Ghousul Aazam, Zere Saaey Har Wali:**

I am the dust at the feet of Ghous-ul-Aazam and I'm under the protection of every Saint.

● دُوست دَارِ چَارِ یَارِمِ تَابِہِ اَوْلَادِ عَلِیؑ

دوست چاروں یار کا، میں تَابِہِ عَلِیؑ کی اولاد کا ہوں

● مَذْہَبِ حَنْفِیہِ دَارِمِ مِلَّتِ حَضْرَتِ خَلِیلؑ

مذہب حنف اور محبت ہے، میں مِلَّتِ حَضْرَتِ خَلِیلؑ کی

● خَاکِپَاۓ غَوْثِ الْاَعْظَمِ زِیرِ سَاۓۂ ہَرِ وَلِیؑ

خاک پاہ غوث الاعظم کا، میں زیر سایہ ہر ولی کا ہوں

یَنْجَتُنْ پَاک:

● **Gul Guft, Keh Man Mazhabe, Deeni Daaram:**

The Flower says that it's religion and Deen is this...

● **Baaruey, Rasool Hamm, Nasheeni Daaram:**

As I came face to face with the Messenger ﷺ

● **Rangam Chu, Muhammad Hasto, Buyam Chu Ali:**

My color is that of Muhammad ﷺ and my fragrance is that of Ali RA.

● گُلِ گُفْتِ کہ مَن مَذْہَبِ دِینی دَارِمِ

پھول کہتا ہے کہ میرا دین ہے یہ - - -

● بَارُوۓ رَسُوْلِ ہِمِ نَشِینی دَارِمِ

جو ہم نشین ہوا رسول ﷺ سے

● رَنگَمِ چُو مُحَمَّدِ اَسْتُ وَ بُویمِ چُو عَلِیؑ

میرا رنگ محمد ﷺ کا رنگ ہو گیا، میری بو عَلِیؑ کی خوشبو ہو گئی

- **Khulqe Hasano, Khuwe Hussein Daaram:**

My nature is that of Hasan RA and my disposition is that of Hussein RA

- **Muhammad Gul Hasto, Ali Buwe Gul:**

Muhammad ﷺ is the flower, Ali RA is the fragrance.

- **Buwad Fatimah, Andaraan Barge Gul:**

Bibi Fatimah RA is the inner core of the flower.

- **Chu Ittarash, Barr Aamad, Hussein Hasan:**

Scents that emanate are Hussein RA and Hasan RA.

- **Muattar, Shud Azwei, Zameeno Zaman:**

That has perfumed the entire time and space.

● **خُلِقِ حَسَنٌ وَ خُوئے حُسَيْنِ دَارَم**

میری خصلت حسن جیسی ہوگئی، میری جبلت حسین ہوگئی

● **مُحَمَّد ﷺ گُل اَسْتُ وَ عَلِیُّ بُوئے گُل**

محمد ﷺ مکمل پھول ہیں، اور علی پھول کی خوشبو

● **بُوْد فَاطِمَہ اَنْدَرَاں بَرگِ گُل**

بی بی فاطمہ پھول کے اندر گلبرگ ہوئیں

● **چُو عِطَرَش بَر اَمَدِ حُسَيْنِ وَ حَسَنِ**

جو عطر تیار ہوئے تو حسین و حسن کی آمد ہوئی

● **مُعَطَّر شُد اَزُوئے زَمین وَ زَمَن**

جس کی مہک نے زمان و مکان کو مہکا دیا

حَضَرَتِ عَلِیُّ ۱:

- **Ousaafe Ali, Bah Guftagu, Mumkin Neist:**

To explain the Qualities of Hazrat Ali RA, in words, is impossible.

● **اَوْصَافِ عَلِیِّ ۲ بَہ گُفَتَگو مُمکِن نِیست**

علی کی صفات، محض گفتگو سے بیان ہوں؟ ممکن نہیں ہے

Hazrat Ali Section 1:

- **Gunjaishe, Behre Dar Subu, Mumkin Neist:**

Like confining all the worlds oceans within a bottle is impossible.

- **Mann Zaate Ali, Bawajibiñ Kaidanam:**

How can I have even an inkling of understanding of who Ali RA is?

- **Illaah Daanam, Keh Misle-Ou, Mumkin Neist:**

I only understand that another one like him is not possible.

- **گُنْجَاشِ بَحْرِ دَرِ سَبُو مُمَكِنِ نِیست**

ایک پیالی میں دنیا کے سمندروں کی گُنْجَاش؟ مُمکن نہیں ہے

- **مَنْ زَاتِ عَلِيٍّ بَوَاجِبِي كَه دَانَم**

میں کیسے علیؑ کی ذات کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہوں؟

- **إِلَّا دَانَم كَه مِثْلِ أَوْ مُمَكِنِ نِیست**

بس اتنا سمجھا ہوں کہ اُنکی مثال مُمکن نہیں ہے

حَضْرَتِ عَلِيٍّ ۲:

- **Bah Behre Kono Makaañ, Gohare Khushaab Ali:**

In the ocean of time and space, a freshwater pearl is Ali RA.

- **بَه بَحْرِ كَوْنُ و مَكَانِ گَوْبَرِ خُوشَابِ عَلِيٍّ**

کونوں مَکَان کے سَمندر میں شفاف پانی کا ایک گوہر علیؑ ہیں

- **Ba Daftare Do Jahaañ, Farde Intikhaab Ali:**

The Authority of Both the Worlds has chosen Ali RA.

- **بَه دَفْتَرِ دُوجَهَاں فَرْدِ اِنْتِخَابِ عَلِيٍّ**

دَفْتَرِ دو جہاں کے انتخاب کردہ فَرْدِ علیؑ ہیں

- **Bah Aslo Far'a Babeeno, Tameeze Martaba Kun:**

Deduce his rank from what you know to be Reality.

- **بَه اَصْلُ و فَرْعِ بَیْنُ و تَمِيزِ مَرْتَبَہ كُنْ**

حقیقت کی نظروں سے، مرتبے پر غور ہو

- **Abul Bashar, Buwad Aadam, Abu Turaab Ali:**

Father of humanity is Adam (AS), Father of the clay creation is Ali RA.

- **أَبُوالبَشَرِ بُودِ آدَمِ أَبُو تُرَابِ عَلِيٍّ**

بَشَرِیت کے بابا آدمؑ ہیں، تو مٹی کے بابا علیؑ ہیں

حَضْرَتِ اِمَامِ حُسَيْنٍ ۱:

• Bas Hast, Hubbe Hussein Hassan, Baseenaey Ma:

My heart is overflowing with Love for Hussein RA and Hasan RA.

• بَس اَسْتُ حُبِّ حُسَيْنٍ وَ حَسَنٍ بِسِيْنِهِ مَا
بھرپور حُب حُسَيْنٍ وَ حَسَنٍ کی ہے میرے سینے میں

• Hami, Zamurrado Laalasto Dar, Khazeenaey Ma:

These are our treasures (more valuable than) emeralds and rubies of the entire world to us.

• ہَمِی زَمُرْدُ و لَعْل اَسْتُ دَر خَزِیْنِہِ مَا
یہی تو زَمُرْد اور لعل ہیں میرے خزینے میں

حَضْرَتِ اِمَامِ حُسَيْنٍ ۲:

• Shah Hast Hussein, Baadshah Hast Hussein:

King is Hussein RA, King of kings is Hussein RA.

• شَاہ اَسْتُ حُسَيْنٍ بَادِشَاہ اَسْتُ حُسَيْنٍ
شاہ ہیں حُسَيْنٍ، بادشاہ ہیں حُسَيْنٍ

• Deen Hast Hussein, Deen Panaah Hast Hussein:

Islam is Hussein RA, Islam's Guardian is Hussein RA.

• دِیْن اَسْتُ حُسَيْنٍ وَ دِیْنِ پَنَآہ اَسْتُ حُسَيْنٍ
دین ہیں حُسَيْنٍ، دین کی پناہ ہیں حُسَيْنٍ

• Sar Daad, Wa Nadaad Dast, Dar Daste Yazeed:

He offered his head, but not his hand, over to Yazeed.

• سَر دَاَد، وَ نَدَاد دَسْتُ، دَر دَسْتُ یَزِیْد
سَر دِیا، نہ دِیا ہاتھ، یزید کہ ہاتھ میں

• Wallah Keh Binaey, Laa Ilaaha Hast Hussein:

By God, "Laa Ilaaha" is not anything other than Hussein RA.

• وَاللّٰہِ کہ بِنَآئِ لَا اِلٰہَ اَسْتُ حُسَيْنٍ
قسم اللہ کی، "لَا اِلٰہَ" سے الگ نہیں ہیں حُسَيْنٍ

حَضْرَتِ إِمَامِ حُسَيْنٍ ٣:

- **Mere Maula, “Qulho Allaho, Ahadd” Ke Vaaste:**

My Lord, for the sake of “Qulho Allaho Ahad”.

- **“Isme Aazam”, Aur “Allah, Hus-Samad” Ke Vaaste:**

For the sake of Allah’s Greatest Name and Allah SWT the Independent.

- **Apni Maañ Ke, Baap Ke, Bhai Ke Jadd Ke Vaaste:**

For the sake of your mother, father and ancestors of your Brother.

- **Ya Hussein, Ibne Ali, Pohoncho Maddad Ke Vaaste:**

Oh Hussein RA, son of Ali RA, come for our aid and assistance.

● میرے مولیٰ ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ کے واسطے

● ”إِسْمِ اعْظَمَ“ اور ”اللَّهُ الصَّمَدُ“ کے واسطے

● اپنی ماں کے باپ کے بھائی کے جد کے واسطے

● يَا حُسَيْنُ ابْنِ عَلِيٍّ يُهْنِجُو مَدَدَ كِي کے واسطے

حَضْرَتِ إِمَامِ حُسَيْنٍ ٤:

- **Imaame Deen, Sultaane Madinah, Shahoñ Ke Sardaar Hussein:**

Chief of Islam, King of Madinah, Leader of Monarchs is Hussein RA.

● إِمَامِ دِينَ سُلْطَانِ مَدِينَةِ شَاهُوں كِي سَرْدَارِ حُسَيْنِ

حَضْرَتِ غَوْثِ الْاَعْظَمِ:

- **Ghousul Aazam Bamane, Bey Saro Saamaañ Madade:**

Greatest of Helpers, please help as I am without any means.

- **Qiblaey Deen Madade, Kabaey Imaañ Madade:**

Help, oh the focal point of Islam, assist oh the center of faith.

● غَوْثُ الْاَعْظَمِ بَمَنْ بِي سَرُوسَامَانِ مَدَدِي
يا غوث الاعظم، میں ہوں بے سروساماں، میری مدد کیجیئے

● قِبْلَةُ دِينَ مَدَدِي كَعْبَةٍ وَ اِيْمَانِ مَدَدِي
دین کا قبلہ، ایمان کا کعبہ، میری مدد کیجیئے

- **Ma Gadaayem To, Sultane Do Alam Shudahi:**
I am a beggar and you are the Sovereign of the Two Realms.
- **Az To Daarem Tamey, Ya Shahe Jeelaan Madade:**
From you, we receive all support and assistance, Oh King of Jeelaan.
- **Mustafa Daade Tura, Khil'atte Ghousul Aazam:**
Mustafa ﷺ honored you with the title of Greatest Helper.
- **Haadiye Raahe Huda, Jaane Mureedaañ Madade:**
Guide to the right path, the life source of those that have attained unity, assist us.

Khawaja Ghareeb Nawaz Section:

- **Tumhari Zulf Se Hei, Silsila Ghareeb Nawaaz:**
The chain of Silsila emanates from your locks of hair, Oh Ghareeb Nawaz RA.
- **Aseere Daame Muhabbat, Huñ Ya Ghareeb Nawaaz:**
I'm a captive in the snare of love, Oh Ghareeb Nawaz RA.
- **Tumhi Ko Laaj Hei Meri, Keh Meiñ Tumhara Huñ:**
My honor is yours, as I belong to you.
- **Bura Huñ Ya Keh Bhala, Khwajaey Ghareeb Nawaaz:**
Whether I am bad or good, my Master Ghareeb Nawaz RA.

- **مَاكَدَائِمُ تُو سُلْطَانِ دُو عَالَمِ شُدْهِي**
میں بھکاری ہوں، اور آپ ہیں دو عالم کے سلطان، بیشک
- **اَز تُو دَارِیْمِ طَمَعِ یَا شَہِ جِلَّانِ مَدَدِی**
آپ ہی سے آرزو ہے، یا شاہ جیلان، میری مدد کیجیئے
- **مُصْطَفٰی ﷺ دَاد تُرَا خَلَعَتْ غَوْثُ الْاَعْظَمَ**
حضرت مُصْطَفٰی ﷺ نے آپ کو مُشْرِف کیا اور غوث الاعظم کا خطاب دیا
- **ہَادِیْ رَاہِ ہُدٰی جَانِ مُرِیْدَاں مَدَدِی**
سچی ہدایت کے ہادی، مُراد پالینے والوں کی جان، میری مدد کیجیئے

خَوَاجَہ غَرِیْب نَوَاز:

- **تُمْہَارِی زُلف سے ہے سِلْسِلَہ غَرِیْب نَوَاز**
- **اَسِیْرِ دَامِ مُحَبَّتِ ہُوں یَا غَرِیْب نَوَاز**
- **تُمْہی کُو لَاج ہے مِیْرِی کہ میں تُمْہَارَا ہُوں**
- **بُرَا ہُوں یَا کہ بَہَلَا خَوَاجَہ غَرِیْب نَوَاز**

● **Moinuddeen Wali, Dastageere Mohtaajañ:**

Moinuddin, the Saint, is the helping hand for the needy.

● **Ghareeb Parwaro Mushkil, Kusha Ghareeb Nawaaz:**

Protector of the poor, reliever of hardships, Ghareeb Nawaz RA.

● مُعِينُ الدِّينِ وَلِي دَسْتِ گِیرِ مُحْتَاجَان

● غَرِيبِ پَرَوَرُو مُشْکِلِ کُشَا غَرِيبِ نَوَاز

حَضْرَتِ بَابَا تَاجُ الدِّینِ ۱:

● **Tajedeeñ, Noore Mubeeñ, Azmatt Vaale Baba:**

Crown of Islam, evident divine light, Baba of grand magnificence.

● **Waaki Vaale Meri, Dunya Se Niraale Baba:**

Baba From Waaki Shareef is my One and Only, in the entire world.

● **Kashtiey Umre Fana, Behre Khata Meñ Doobi:**

The transient lifeboat sank into the age of abyss and ocean of sins.

● **Baadbaañ Toot Gaey, Aap Sambhaaleñ Baba:**

Sails and masts have broken, you take it over, Baba.

● **Shamme Irfaañ Se Mera, Sadr Munawwar Kardo:**

Illuminate my bosom with the light of gnosis.

● **Noor Ke Saañche Meñ, Allaaha Ke Dhaale Baba:**

From the mold of divine light, Allah SWT created you, Baba.

● **Jaadaey Raahe Tariqat, Meñ Huñ Meñ Aablah Pa:**

I've blisters on my feet from treading the inner, spiritual path.

● **Door Manzil Hei Mujhe, Aap Sambhaleñ Baba:**

● تَاجِ دِینِ نُورِ مُبِینِ عَظَمَتِ وَالِے بَابَا

● وَاکِیِ وَالِے مِیرِی دُنْیا سِے نِراَلِے بَابَا

● کَشْتِیِ عُمَرِ فَنَا بَحْرِ خَطَا مِیں تُوبِی

● بَادَبَاں تُوٹ گئے آپ سَنَبَہَالِیں بَابَا

● شَمِعِ عِرْفَانِ سِے مِیرَا صَدْرِ مُنَوَّرِ کَرْدُو

● نُورِ کِے سَانچِے مِیں اَللّٰہِ کِے ڈَہالِے بَابَا

● جَادَہِ رَاہِ طَرِیْقَتِ مِیں ہُوں مِیں اَبَلّٰہِ پَا

● دُورِ مَنَزِلِ ہِے مُجھِے آپ سَنَبَہَالِیں بَابَا

My destination is still far, do take care of me, my Baba.

- **Apne Shaidaoñ Ko Ek, Jaame Muhabbat Dena:**

Serve goblets of the nectar of love to those that revere you.

- **O Naey Saagharoñ Ke, Baant Ne Vaale Baba:**

Oh Baba, the distributor of the new divine drinks.

- **Arsaey Hashr Hei Aur, Mujhsa Gunaah Gaar Kalaam:**

The end time is upon us and here I am, a great sinner, busy pleading.

- **Saayaey Daamane, Rehmatt Meiñ Chupa Le Baba:**

Cover and protect me under your divine grace Baba.

● اَپِنے شَیْدَاؤُن کُو اِک جَامِ مُحَبَّت دِیْنَا

● اُو نئے ساغَرُوں کے بانٹنے والے بابا

● عَرَصَہٗ حَشْرِ ہے اور مُجھ سا گُنہگار کَلَام

● سَایَہٗ دَاَمَن رِحْمَتِ مِیْن چُھپا لے بابا

Hazrat Baba Tajuddin Section 2:

- **Shahen-Shaah Joodo, Sakha Mere Baba:**

The Emperor of bounty and generosity is my Baba.

- **Heiñ Waliyoñ Ke Haajat, Rawa Mere Baba:**

Attender to the needs of even the Saints is my Baba.

- **Nabiyo Ali Ka, Mila Bhed Tum Se:**

Secrets of Prophet ﷺ and Ali RA are revealed through you.

- **Aiyaañ Raaze Haq, Barmala Mere Baba:**

The manifest revelation of the Truth is my Baba.

- **Heiñ Shaaho Gada, Tere Dar Ke Bhikari:**

Kings and commoners are all beggars at your court.

حَضْرَت بَابَا تَاجُ الدِّیْن ۲:

● شَہِنشَاہِ جُوْدُو سَخَا مِیْرے بابا

● ہِیْن وَلِیُّوُن کے حَاجَت رَوَا مِیْرے بابا

● نَبِیُّ ﷺ وَ عَلِیُّ کَا مِلَا بَہِیْد تُم سے

● عَیَاں رَا زِ حَقِّ بَرْمَلَا مِیْرے بابا

● ہِیْن شَاہُ وَ گَدَا تِیْرے دَر کے بَہْگَارِی

● **Heiñ Aalam Ke Mushkil, Kusha Mere Baba:**

Reliever of hardships for the entire universe is my Baba.

● **Mere Taaj Vaale, Meri Laaj Rakhle:**

Baba Tajuddin RA, you're my crown, please guard my honor.

● **Nahi Mera Tere, Siva Mere Baba:**

For me, there's none other than you, my Baba.

● **Rahe Ishq Meiñ, Tera Hindu Hei Momin:**

Even a Hindu that is steadfast in your love, is a Momin.

● **Heiñ Momin Tere, Auliya Mere Baba:**

Momin who are with you, are like Saints, my Baba.

● **Khata Posh Hei Tera, Daaman Mubarak:**

Your blessed cloak is the concealer of faults (of others).

● **Tu Daaman Meiñ Hamm Ko, Chhupa Mere Baba:**

May you keep us, wrapped within your cloak, my Baba.

● **Tere Dar Ka Adna, Gada Hei Yeh Waala:**

Here is an insignificant beggar at your door.

● **Isse Hei Tera, Aasira Mere Baba:**

His reassurance is only you, my Baba.

ہیں عَالَم کے مُشکِل کُشا مِیرے بَابَا

● مِیرے تاج وَالے مِیری لَاج رَکھ لے

● نَہیں مِیرا تِیرے سِوا مِیرے بَابَا

● رَاہِ عِشَق مِیں تِیرا ہِنْدُو ہے مُومِن

● ہیں مُومِن تِیرے اُولِیاء مِیرے بَابَا

● خَطَا پُوش ہے تِیرا دَاَمَن مُبَارَک

● تُو دَاَمَن مِیں ہَم کُو چُھپا مِیرے بَابَا

● تِیرے دَر کَا اَدنی گَدا ہے یہِ وَآلَہ

● اِسے ہے تِیرا اَسِرا مِیرے بَابَا

Hazrat Baba Tajuddin Section 3:

- **Woh Jahaañ Makhzane Qura'an Bane Baithe Heiñ:**
Where he hails, as a treasure trove of Holy Quran...
- **Wahaañ Jibraeel Se Darbaan Bane Baithe Heiñ:**
There, like Jibraeel (AS), he guards the gates (of knowledge).
- **Tajuddeen Zeb Dahe Arzo Falaq Heiñ Wallah:**
By God, Tajuddeen's RA countenance exceeds the beauty of the heavens and the earth.
- **Balke Konain Ki Woh Jaan Bane Baithe Heiñ:**
In fact, he is the life force of the Universe.
- **Zaate Wajib Ne Kiya Shakal Meiñ Unke Jalwah:**
The Essence of God has manifested itself, in his form.
- **Garche Tashbeeh Meiñ Insaan Bane Baithe Heiñ:**
Although, he appears to be like any human being.
- **Jis Ne Daikha Hei Unheiñ Uss Ne Ussi Ko Dekha:**
Whoever has seen him, has witnessed The One (dual meaning, can be pointed towards the Witnesses Themselves or Allah SWT).
- **Hamm Bhi Iss Deed Se Hairaan Bane Baithe Heiñ:**
We too are awestruck as we witness this vision.
- **Lutf Hei Shahi Ka Darbaar Meiñ Unke Hamm Ko:**
In His Court, we are treated like royalty.

● وَهُ جَهَاں مَخَزَنِ قُرْآنِ بَنے بیٹھے ہیں - - -

● وَہَاں جِبْرَائِیل سے دَرْبَانِ بَنے بیٹھے ہیں

● تَاجُدِّیْنَ زَیْب دَہ اَرزُو فَلَکِ ہیں وَاللّٰہ

● بَلْکَ کُونِیْنِ کِی وَہ جَانِ بَنے بیٹھے ہیں

● زَاتِ وَاجِبِ نِے کِیَا شَکْلِ مِیْنِ اُنْ کِے جَلَوَہ

● گَرْچَ تَشْبِیْہِ مِیْنِ اِنْسَانِ بَنے بیٹھے ہیں

● جِسِ نِے دِیکھا ہِے اُنہِیْنِ اُسِ نِے اُسی کُو دِیکھا

● ہَمْ بَہِی اِس دِیدِ سے حَیْرَانِ بَنے بیٹھے ہیں

● لُطْفِ ہِے شَاہِی کَا دَرْبَارِ مِیْنِ اُنْ کِے ہَمْ کُو

- **Unke Darbaan Bhi Sultaan Bane Baithe Heiñ:**

Here, even his doorkeepers are honored like sovereigns.

- **Ho Fana Zaate Rasoolle Arabi Meiñ Waalah:**

He's merged with the essence of the Messenger ﷺ from Arabia, with

love (dual meaning, Waalah or Wala can refer to “Madly in Love”,
and/or His Pen-Name)

- **Ahmade Paak Ki Kya Shaan Bane Baithe Heiñ:**

What grandeur has he acquired of Ahmad the Immaculate. ﷺ

Hazrat Yousuf Shah Baba Section:

- **Muhammad Shaan, Yousuf Shah Baba:**

Grandeur of Muhammad ﷺ is Yousuf Shah Baba RA.

- **Ali Ki Jaan, Yousuf Shah Baba:**

Lifeforce of Ali RA is Yousuf Shah Baba RA.

- **Meri Dunya, Mera Uqba, Mera Deen:**

My world, my divine focal point and my Islam

- **Mera Imaan, Yousuf Shah Baba:**

The totality of my faith is Yousuf Shah Baba RA.

- **Haqiqat Meiñ, Khuda Ki, Maarifat Hai:**

In reality, God's divine gnosis is...

اُن کے دربان بھی سلطان بنے بیٹھے ہیں

● ہُو فَنَا زَاتِ رَسُوْلِ عَرَبِي ﷺ میں وَاَلْہ

● اَحْمَدِ ﷺ پاک کی کیا شان بنے بیٹھے ہیں

حَضْرَت بَابَا یُوسُف شَاه:

● مُحَمَّد ﷺ شان یُوسُف شَاه بَابَا

● عَلِیؑ کی جَان یُوسُف شَاه بَابَا

● مِیرِی دُنیا مِیرَا عُقْبِی مِیرَا دِیں

● مِیرَا اِیْمَان یُوسُف شَاه بَابَا

● حَقِیْقَت میں خُدا کی مَعْرِفَت ہے . . .

● **Tera Irfaan, Yousuf Shah Baba:**

To be your gnostic, Yousuf Shah Baba RA.

● **Sarapa Sharhe, Aayaate Ilaahi:**

From head to toe, an embodiment of Allah's holy signs...

● **Khusha Quraan, Yousuf Shah Baba:**

Glad tidings of the Holy Quran is Yousuf Shah Baba RA.

● **Pasey Pardah Heiñ, Tajuddeen Baba:**

Behind the scenes is Tajuddin Baba RA.

● **Alal Eilaan, Yousuf Shah Baba:**

Openly declared is Yousuf Shah Baba RA.

● **Tere Dar Ka, Faqeer Huñ Baba:**

I'm but a beggar at your door Baba RA.

● **Mujhe Bhi Bheek, Dedo Mere Aaqa:**

Give alms to me as well, my Lord.

● **Ba Har Surat, Albeyle Yousufi Heiñ:**

In all ways, Albeyle Yousufi is...

● **Teri Hi Jaan, Yousuf Shah Baba:**

Your own spirit, Yousuf Shah Baba RA.

● تیرا عرفان یوسف شاہ بابا

● سرایا شرح آیات الہی . . .

● خوشا قرآن یوسف شاہ بابا

● پس پردہ ہیں تاج الدین بابا

● علی الاعلان یوسف شاہ بابا

● تیرے در کا فقیر ہوں بابا

● مجھے بھی بھیک دے دو میرے آقا

● بہر صورت البیلے یوسفی ہیں

● تیری ہی جان یوسف شاہ بابا

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA adopted the Shazili method of Fatiha to be read after Guldastah Shareef.)

(سرکار یوسف شاہ باباؒ نے گلدستہ شریف کے بعد فاتحہ پڑھنے کا شازیلی طریقہ اختیار کیا۔)

1. Read Darood Shareef > A'udhu Billahi Minash Shaitanir Rajeem > Bismillahir Rahmaan-ir-Raheem > and [Surah Al-Kafirun](#).
2. Read Darood Shareef > A'udhu Billahi Minash Shaitanir Rajeem > Bismillahir Rahmaan-ir-Raheem > and [Surah Al-Falaq](#).
3. Read Darood Shareef > A'udhu Billahi Minash Shaitanir Rajeem > Bismillahir Rahmaan-ir-Raheem > and [Surah An-Naas](#).
4. Read Darood Shareef > A'udhu Billahi Minash Shaitanir Rajeem > Bismillahir Rahmaan-ir-Raheem > and [Surah Al-Fatiha](#).
5. Read Darood Shareef > A'udhu Billahi Minash Shaitanir Rajeem > Bismillahir Rahmaan-ir-Raheem > and [Ayat Al-Kursi](#) (only until "Bimasha'a").

- ۱۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھیں < أعوذ بالله من الشيطان الرجيم > بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ < ایک مرتبہ [سُورَةُ الْكَافِرُونَ](#)۔
- ۲۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھیں < أعوذ بالله من الشيطان الرجيم > بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ < ایک مرتبہ [سُورَةُ الْفَلَقِ](#)۔
- ۳۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھیں < أعوذ بالله من الشيطان الرجيم > بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ < ایک مرتبہ [سُورَةُ النَّاسِ](#)۔
- ۴۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھیں < أعوذ بالله من الشيطان الرجيم > بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ < ایک مرتبہ [سُورَةُ فَاتِحَةِ](#)۔
- ۵۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھیں < أعوذ بالله من الشيطان الرجيم > بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ < ایک مرتبہ [آيَةُ الْكُرْسِيِّ](#) (صرف "آلَا بِمَا شَاءَ" تک)۔

(Explanation: Although, we call this whole process, “Fatiha”; this particular section is actually the “Fatiha”, which is first preceded by: Darood-e-Taj > Guldastah Shareef > Fatiha (this section noted above), which are all done while remaining seated. All these parts are then followed by: Salaam on Rasulullah ﷺ > Isaale Sawab > Dua, which are all read while standing, out of respect.)

(وضاحت: اگرچہ، ہم اس پورے عمل کو ”فاتحہ“ کہتے ہیں؛ یہ خاص حصہ دراصل ”فاتحہ“ ہے، جس سے پہلے: درودِ تاج > گلدستہ شریف > فاتحہ (یہ حصہ اوپر لکھا گیا ہے) آتی ہے، یہ سب کچھ بیٹھے رہتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ یہ تمام حصے: رسول اللہ ﷺ پر سلام > ایصالِ ثواب > دعا، اس کے بعد ہوتے ہیں، جو سب بااحترام کھڑے ہو کر پڑھ جاتے ہیں۔)

Then stand and recite ‘this’ before reading Salaam:

- **Zebe Zameeno Aasmañ, Salle Alaa Muhammadin**

The beauty of the Heavens and the Earth is God Glorified Muhammad ﷺ.

- **Zeenate Arshe La Makañ, Salle Alaa Muhammadin**

The elegance of the limitless Heavens is God Glorified Muhammad ﷺ.

- **Ae Ba Nigahe Bey Niyaaz, Kaare Mane Gada Basaaz**

You, with your benevolent vision, gaze upon this destitute’s state.

- **Sho Ba Mujeebo Mehrbañ, Salle Alaa Muhammadin**

Gracious Sovereign and Responder to Pleas is God Glorified Muhammad ﷺ.

پھر کھڑے ہو کر سلام سے پہلے 'یہ' پڑھیں۔

- **زِبِ زَمِیْنُ وَ آسْمَاں، صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ**

زمین و آسمان کا زیب، صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ ہیں

- **زِیْنَتِ عَرْشِ لَاْمَاکَاں، صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ**

عرشِ لامکان کی زینت، صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ ہیں

- **اے بے نِگاہِ بے نِیاز، کَارِ مَنے گَدَا بے سَاز**

(مآب) نگاہِ بے نیازی والے (آقا)، ہو ایک نظر مجھ فقیر کی بگڑی پر بھی

- **شُوبَا مُجِیْبُ مِهْرَبَاں، صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ**

(ایسے) شاہ جو مُجیب بھی اور مہربان بھی، صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ ہیں

Ya Nabi Salaam Alaika. Ya Rasool Salaam Alaika.

Oh Prophet ﷺ, peace be upon you. Oh Messenger ﷺ, peace be upon you.

Ya Habeeb Salaam Alaika. Salawaat-Tullah Alaika.

Oh Beloved ﷺ, peace be upon you. Blessings of Allah SWT be upon you.

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ، يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ

یا نبی ﷺ آپ پر سلامتی ہو، یا رسول ﷺ آپ پر سلامتی ہو۔

يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ، صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ

یا اللہ کے حبیب ﷺ آپ پر سلامتی ہو، آپ پر اللہ کی صلوات ہو۔

1. Anta Shamsun, Anta Badarun. Anta Nurun, Faoqa Nuri.

You are the (blazing bright) sun, you are the (beautiful) full moon. You are the divine light upon divine light.

۱. أَنْتَ شَمْسٌ أَنْتَ بَدْرٌ، أَنْتَ نُورٌ فَوْقَ نُورِي

آپ (دہکتا روشن) سورج ہیں، آپ (دل فریب) چاندنی کا چاند ہیں، آپ نور کے اوپر تلے نور ہیں۔

Anta Akseeriw Waghali. Anta Misbahe Suduri.

You are the ether of creation. You are the lit-up lamp in every bosom.

أَنْتَ إِكْسِيرُ وَ غَالِي، أَنْتَ مِصْبَاحُ الصَّدُورِي

آپ تخلیق کا اثیر ہیں، آپ ہی ہر سینے میں روشن دیا ہیں۔

Ya Nabi Salaam Alaika. Ya Rasool Salaam Alaika.

Oh Prophet ﷺ, peace be upon you. Oh Messenger ﷺ, peace be upon you.

Ya Habeeb Salaam Alaika. Salawaat-Tullah Alaika.

Oh Beloved ﷺ, peace be upon you. Blessings of Allah SWT be upon you.

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ، يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ

یا نبی ﷺ آپ پر سلامتی ہو، یا رسول ﷺ آپ پر سلامتی ہو۔

يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ، صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ

یا اللہ کے حبیب ﷺ آپ پر سلامتی ہو، آپ پر اللہ کی صلوات ہو۔

2. Haq Ne Di MairaaJ Tum Ko. Aur Bakhsha Taaj Tum Ko.

Truth (Allah SWT) granted ascension to you and bestowed the crown upon you.

Do Jahaan Ka Raaj Tum Ko. Deen Salateen Baaj Tum Ko.

The sovereignty of Both the Worlds to you. Gave victory over kings to you.

Ya Nabi Salaam Alaika. Ya Rasool Salaam Alaika.

Oh Prophet ﷺ, peace be upon you. Oh Messenger ﷺ, peace be upon you.

Ya Habeeb Salaam Alaika. Salawaat-Tullah Alaika.

Oh Beloved ﷺ, peace be upon you. Blessings of Allah SWT be upon you.

3. Aap Sultane Madinah. Mahbate Wahiyo Sakeenah.

You are the King of Madinah. The receiver of the divine revelations and prophecies.

Noor Se Maamur Seenah. Mushk Se Behtar Paseenah.

Whose chest is beaming with divine light. Whose sweat is more fragrant than musk.

۲۔ حق نے دی معراج تم کو، اور بخشا تاج تم کو

حق (اللہ) تعالیٰ نے آپ کو معراج عنایت کی، اور دو جہاں کی سلطنت کا تاج آپ کو عطا کیا۔

دو جہاں کا راج تم کو، دیں سلاطین باج تم کو

دو عالم کا مہاراج آپ کو بنایا، اور بادشاہوں پر آپ کو فتح دی۔

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا نبی ﷺ آپ پر سلامتی ہو، یا رسول ﷺ آپ پر سلامتی ہو۔

یا حبیب سلام علیک، صلوات اللہ علیک

یا اللہ کے حبیب ﷺ آپ پر سلامتی ہو، آپ پر اللہ کی صلوات ہو۔

۳۔ آپ سلطان مدینہ، مہبط وحی والسکینہ

آپ سلطان مدینہ ہیں، علم لدنی اور وحی کے نزول کا مہبط ہیں۔

نور سے معمور سینہ، مشک سے بہتر پسینہ

آپ کا سینہ بھرپور نور سے منظم ہے، آپ کے پسینہ مطہر میں مشک سے زیادہ پُرسوز مہک ہے۔

Ya Nabi Salaam Alaika. Ya Rasool Salaam Alaika.

Oh Prophet ﷺ, peace be upon you. Oh Messenger ﷺ, peace be upon you.

Ya Habeeb Salaam Alaika. Salawaat-Tullah Alaika.

Oh Beloved ﷺ, peace be upon you. Blessings of Allah SWT be upon you.

4. Kaash Hasil Ho Huzuri. Dur Ho Jaaey Yeh Duri.

Only if your presence is attained. Away it would do with this separation.

Daikhluñ Yeh Shakle Nuri. Dil Ki Ho Muraad Puri.

I wish that I could gaze at this face, beaming with the divine light. My heart would attain its uttermost desire.

Ya Nabi Salaam Alaika. Ya Rasool Salaam Alaika.

Oh Prophet ﷺ, peace be upon you. Oh Messenger ﷺ, peace be upon you.

Ya Habeeb Salaam Alaika. Salawaat-Tullah Alaika.

Oh Beloved ﷺ, peace be upon you. Blessings of Allah SWT be upon you.

يَا نَبِي سَلَام عَلَيْكَ، يَا رَسُول سَلَام عَلَيْكَ

يا نبی ﷺ آپ پر سلامتی ہو، یا رسول ﷺ آپ پر سلامتی ہو۔

يَا حَبِيب سَلَام عَلَيْكَ، صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ

یا اللہ کے حبیب ﷺ آپ پر سلامتی ہو، آپ پر اللہ کی صلوات ہو۔

۴. کاش حَاصِل ہو حُضُورِی، دُور ہو جائے یہ دُورِی

کاش ہمیں آپ کی حُضُورِی اور قُربت حاصل ہو، اور ہر دُورِی دُور ہو جائے۔

دیکھ لوں میں شَکْلِ نُورِی، دِل کی ہو مُرَاد پُورِی

کاش سرکار آپکا چہرہ نوری دیکھ سکوں، اور دِل کی یہ مُرَاد پوری ہو جائے۔

يَا نَبِي سَلَام عَلَيْكَ، يَا رَسُول سَلَام عَلَيْكَ

یا نبی ﷺ آپ پر سلامتی ہو، یا رسول ﷺ آپ پر سلامتی ہو۔

يَا حَبِيب سَلَام عَلَيْكَ، صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ

یا اللہ کے حبیب ﷺ آپ پر سلامتی ہو، آپ پر اللہ کی صلوات ہو۔

5. Hjr Meĩn Mushkil Hei Jeena. Dil Huwa Chaak Aur Seenah.

It's so hard to live with such a separation. My heart, as well as my chest are bursting open (with longing).

Thaamiey Mera Safeenah. Ya Shafial Muz Nabeenah.

Hold steady my ship (assist me). Oh intercessor of sinners (Muhammad ﷺ).

۵۔ ہجر میں مشکل ہے جینا، دل ہوا چاک اور سینہ

آپ کے فراق میں زندگی بڑی مشکل ہے، جیسے سینے اور دل کی تڑپ کی انتہا۔

تھامے میرا سفینہ، یا شفیع المزنین

تھام لیجیئے میری کشتی کو (میری مدد کیجیئے)، رسالت مآب گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے آقا (حضرت محمد ﷺ)۔

Ya Nabi Salaam Alaika. Ya Rasool Salaam Alaika.

Oh Prophet ﷺ, peace be upon you. Oh Messenger ﷺ, peace be upon you.

Ya Habeeb Salaam Alaika. Salawaat-Tullah Alaika.

Oh Beloved ﷺ, peace be upon you. Blessings of Allah SWT be upon you.

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا نبی ﷺ آپ پر سلامتی ہو، یا رسول ﷺ آپ پر سلامتی ہو۔

یا حبیب سلام علیک، صلوات اللہ علیک

یا اللہ کے حبیب ﷺ آپ پر سلامتی ہو، آپ پر اللہ کی صلوات ہو۔

اس کے بعد ایٹال ثواب پڑھیں۔

After this, recite Isale Sawaab.

The most prominent aspect of Sarkar's demeanor was his ever-present smile. With disciples, visitors and friends, he always made sure that his behavior did not offend anyone's feelings. Even when he had to correct a disciple about any matter, he did it in a gentle, pleasant manner and brought it up to the individual, privately. He did not show any anger or resentment, ever.

For example, when he visited Kheragarh to initiate me as a disciple, my father, who used to drink alcohol, joined Sarkar at lunch after consuming alcohol. I was very concerned and felt strongly that my father should not have come before Sarkar in such a state. Sarkar, however, showed great deal of patience and forbearance while sharing a meal with him, very cheerfully. Although I could smell the stench of alcohol from my father's mouth, Sarkar gave no indication of having noticed anything. The same thing happened at dinner time. It was such a bad habit of my father and I kept praying to Allah SWT, in my heart, that my father would just get rid of this bad habit.

The next day, after I became a disciple, Sarkar called me and, in private, said to me,

سرکار کی خوش اخلاقی کا سب سے نمایاں پہلو سرکار کے ہر وقت کی خُندہ پیشانی تھی۔ مُریدوں، مہمانوں اور دوستوں ہر ایک کے ساتھ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ سرکار کے کسی طرز عمل سے کسی کی دلشکنی یا دل آزاری نہ ہو۔ اگر اپنے مُرید کی کسی بات میں اصلاح بھی کرنی ہوتی تھی، تو اسکو بہت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ میں کسی اور وقت کیلئے اُٹھا رکھتے تھے۔ فُل فور کسی قسم کی دُرش روئی یا خُفگی کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے۔

مثال کے طور پر، جب مجھے مُرید کرنے کیلئے کھیرا گڑھ تشریف لائے، تو اُس زمانے میں میرے والد کو شراب پینے کی عادت تھی۔ اور دوپہر کے کھانے پر سرکار کے ساتھ وہ شراب پی کر شریک ہوئے تھے۔ مجھے یہ خوف بھی ہوا کہ ایسی حالت میں اُنہیں سرکار کے سامنے نہیں آنا چاہیئے تھا۔ لیکن سرکار نے کمال صبر و تحمّل کا مظاہرہ فرمایا اور نہایت خوشدلی کے ساتھ میں کھانے میں شریک رہے۔ حالانکہ میں اپنے والد کے منہ (سے) شراب کی بدبو صاف سونگھ رہا تھا، لیکن سرکار ایسے بن گئے کہ جیسے اُنہوں نے اسکو محسوس ہی نہیں کیا ہے۔ رات کے کھانے پر بھی یہی ہوا۔ والد کی یہ اتنی بُری عادت اور میں دل ہی دل میں اللہ سے دُعا کرتا رہتا تھا کہ یہ عادت بد چھوٹ جائے۔

دوسرے دن، میرے مُرید ہونے کے بعد میں، سرکار نے مجھے تنہائی میں اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ،

“Masoom Ali Khañ is a man with a good heart. We like him very much and his spiritual relationship (Nisbat) is also very strong. We know that he has pledged allegiance to Haji Waris Ali Shah Sahib RA. The biggest thing is that you have become our disciple and he is your father. So in view of your earnest wish, we give you the good news that he will not be able to consume alcohol from tomorrow onwards. A person only recovers after he stumbles.”

I didn't say anything to Sarkar but I was scared. I didn't know what kind of stumbling experience my father may face.

The Miracle of God was that, after Sarkar's (Yousuf Shah Baba RA) decree, whenever (my) father drank alcohol, he vomited. For two days, he kept changing the brands and consulted his doctor but nothing worked. The situation was such that if he even drank water from the same glass in which he had tried to drink alcohol, he would vomit. Despite his best efforts, he could not drink even a drop of alcohol.

For four or five days he (my father) was very anxious and worried. By the Grace of God, not even a drop of alcohol could go down his throat with any mixture. Finally, he got tired and bowed down at Sarkar's feet and said,

”معصوم علی خاں بڑے اچھے قلب کے انسان ہیں۔ ہمیں بہت پسند ہیں اور پھر اُن کی نسبت بھی بڑی مُقدس ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ حاجی وارث علی شاہ صاحب سے بیعت ہیں۔ اور پھر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ تم ہمارے مُرید ہو گئے ہو اور وہ تمہارے والد ہیں۔ تو تمہاری دیرینہ دلی خواہش کے پیش نظر، ہم تمہیں خوشخبری سُناتے ہیں کہ کل سے وہ شراب نہیں پی سکیں گے۔ جب انسان کو ٹھوکر لگتی ہے تو ٹھیک ہو جاتا ہے۔“

میں نے سرکار سے تو کچھ نہیں کہا مگر میں اپنے دل میں ڈر گیا، کہ معلوم نہیں کس قسم کی ٹھوکر سے سابقہ پڑ جائے۔

اب دیکھیئے خدا کی قدرت کہ سرکار (یوسف شاہ بابا) کے اس فرمان کے بعد (میرے) والد جب بھی شراب پیتے تھے تو اُنکو اُلٹی ہو جاتی تھی۔ دو (۲) روز تک اُنہوں نے برانڈ بھی بدلے، ڈاکٹر کو بھی دکھایا، لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اور صورتِ حال یہ ہوئی کہ جس گلاس میں شراب پی گئی ہو، اگر اُس میں پانی بھی پیتے تھے تو اُلٹی ہو جاتی تھی۔ باوجود کوشش کے وہ شراب کا ایک قطرہ بھی نہ لے سکے۔

چار یا پانچ دن تک (میرے والد) بہت مُضطرب اور پریشان تو رہے۔ لیکن خُدا کا کرنا ایسا ہوا کہ شراب کا ایک قطرہ بھی کسی بھی آمیزش کے ساتھ بھی حَلق سے نہ اُتر سکتا تھا۔ آخر تنگ آکر سرکار کے قدموں میں گر گئے اور کہا کہ،

“This is a very old habit of mine, Your Grace. It would be a great favor from Sarkar, if I could at least use it as medicine. It will keep me healthy. Otherwise, I will get sick and I am afraid that it will affect my job.”

Sarkar began to inquire as to what had happened. My father said,

“Your Grace, I can no longer digest alcohol and I vomit.”

Sarkar laughed and said,

“You should take advantage of this opportunity. Why don't you decide for yourself that you will no longer drink alcohol? To this day, we have not heard that anyone's health deteriorated due to not drinking alcohol.”

Father then promised,

“If this is Your Grace's desire, then Insha'Allah, I will not drink alcohol anymore.”

I know that once or twice, after Sarkar left, my father, on the advice of his friends, wanted to taste some enticing English and French wines. However, whenever he drank, the same old condition returned. So, my father gave up

”حضور میری بہت پُرانی عادت ہے۔ سرکار کا بڑا کرم ہوگا اگر دوا ہی میں اِس کو استعمال کر سکوں تو میری صحت برقرار رہے گی۔ ورنہ میں بیمار ہو جاؤں گا اور ڈر ہے کہ میری مُلازمت پر بھی اِسکا اثر پڑے گا۔“

سرکار نے مَڑے لے لے کر پوچھنا شروع کیا کہ آخر ہوا کیا ہے۔ تو والد نے بتایا کہ،

”حضور، اب ہضم نہیں ہو پاتی ہے اُلٹی ہو جاتی ہے۔“

سرکار بہت ہنسے اور کہا کہ،

”آپکو تو اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ آپ خود ہی فیصلہ کیوں نہیں کر لیتے کہ اب آپ اِسکو استعمال نہیں کریں گے؟ اور ہم نے تو آج تک نہیں سنا کہ شراب نہ پینے سے کسی کی صحت خراب ہو گئی۔“

والد نے وعدہ کیا کہ،

”اگر حضور کا یہی ارشاد ہے، تو میں انشا اللہ اب شراب نہیں پیوں گا۔“

مجھے معلوم ہے کہ سرکار کے چلے جانے کے بعد ایک آدھ مرتبہ پھر اُنہوں نے اپنے دوستوں کے مشورے سے چند خُشگوار قِسم کی انگریزی اور فرانسیسی شرابییں استعمال کرنا چاہیں۔ لیکن جب بھی کوئی بھی شراب

drinking alcohol, altogether.

Subhan'Allah! (Allah SWT is Perfect), what a method of reform he (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) adopted. Father stopped drinking alcohol for the rest of his life. I will not call it just a coincidence because a friend of Nawab Bahadur Abdul Sami Khañ, Honorary Captain Abdul Razzaq, with whom I had shared this incident that had happened with my father (had a similar experience). He himself was a regular drinker of alcohol and made a big mockery of me. He said,

“Brother, help us get rid of this habit so that we may believe you.”

I told him,

“If you become a disciple, you will also get rid of this habit.”

He agreed that it was a good thing and he became a disciple the next day. After that, he had the same condition and after suffering for four to five days, he also lost his habit of drinking alcohol.

This story became so popular that the (many) gentlemen of the Rajput Community, who had a habit of drinking alcohol, became Sarkar's disciples, just to get rid of this bad habit. Surprisingly, each of these four or five people was forced to give up alcohol in the same way as my father did.

پی، وہی پُرانی کیفیت لوٹ آئی اور اس طور پر یہ عادتِ بد چھوٹ گئی۔

سبحان اللہ! (اللہ تمام خامیوں سے پاک ہے)، (سرکار یوسف شاہ بابا نے) اصلاح کا کیا طریقہ اختیار فرمایا۔ والد نے پھر تمام عمر شراب نہیں پی۔ میں اس کو صرف ایک اِتّفاقی عمل نہیں کہوں گا کیونکہ نواب بہادر عبدالسمیع خاں کے ایک دوست ہانرری کیپٹن عبدالرزاق، جن سے میں نے اپنے والد کے اس واقعہ کا ذکر کیا تھا اور یہ خود بھی شراب کے بڑے دھڑی تھے۔ انہوں نے میرا بڑا مزاق اڑایا۔ اور کہا کہ،

”بھائی، ہماری چھڑوا دو تو ہم جانیں۔“

میں نے کہا کہ،

”آپ مُرید ہو جائیں، آپ کی بھی چھوٹ جائے گی۔“

انہوں نے کہا کہ اچھی بات ہے، چنانچہ وہ دوسرے دن مُرید ہو گئے۔ اور اس کے بعد اُنکی بھی بالکل بعینی یہی کیفیت ہوئی اور ۴، ۵ دن کی تکلیف اُٹھا کر اُنکی بھی شراب چھوٹ گئی۔

پھر تو اس بات کا اتنا شہرہ ہوا کہ راجپوت برادری کے (کئی) ایسے حضرات کہ جن کو شراب پینے کی عادت تھی، وہ صرف اپنے اسی ذوق میں سرکار سے بیعت حاصل کرتے تھے اور اس عادتِ بد سے چھٹکارا حاصل کر لیتے تھے۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ان ۴، ۵ افراد میں سے ہر شخص کو مجبوراً اسی طریقے سے شراب چھوڑنی پڑی جس طرح سے میرے والد نے نجات پائی۔

Another notable quality of Sarkar's etiquette was that Sarkar never said anything about a person's flawed or undesirable acts. On the contrary, he used to refer to every person with very good words, especially in their absence. It was resolved that no one should speak ill of anyone in Sarkar's presence. If such a conversation ever started, Sarkar would change the subject in a very subtle way. This was often his practice. He never uttered an unpleasant word about his contemporaries, other Sufi Masters or the elder Sufis. If a close friend or a companion ever dared to do so, he always expressed his displeasure. Sometimes he used to say that,

“No one should talk ill to us regarding our disciples or spouse.”

At times, when he had to deal with a challenging scenario in which someone would question him about a worldly Sufi Master, who had grown quite prominent, expecting that Sarkar may utter a few words against such a person. Sarkar, however, used to handle such delicate situations in a very graceful manner. For example, Hazrat Khwaja Hassan Nizami, whom the public considered to be a worldly person. One day, an associate of Sarkar asked His Grace as to what his opinion was about Hazrat Hassan Nizami Sahib. Sarkar just smiled and said that he was one of the great Masters (Pir) of the world.

ایک نمایاں وَصف سرکار کے اخلاق کا یہ تھا کہ سرکار کبھی کسی شخص کے متعلق کوئی ایسی گفتگو نہیں فرماتے تھے جو اُس کی عیب جوئی یا کج خُلقی پر مُشتمل ہو۔ بلکہ ہر شخص کا ذکر، خصوصاً اُس کے غیوب میں، نہایت اچھے الفاظ میں فرماتے تھے۔ اور اس بات کا بھی بڑا انتظام تھا کہ کوئی دوسرا شخص سرکار کی موجودگی میں کسی اور کی بُرائی نہ کرے۔ اور کبھی اگر اس قسم کی گفتگو چل نکلتی، تو سرکار نہایت دلچسپ انداز میں بحث ہی بدل دیتے تھے۔ یہ تو عموماً دستور تھا۔ خصوصیت سے اپنے ہمعصر مشائخ اور پیر صاحبان کے بارے میں کبھی نہ خود کوئی نازیبا کلمہ ارشاد فرمایا۔ اور اگر کسی ہم جلیس یا ہم نشین نے ایسی جسارت کی بھی تو ہمیشہ ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ کبھی کبھی یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ،

”ہم سے کوئی ہمارے مُرید اور بیگم بی بی کی بُرائی نہ کیا کرے۔“

خود جب کبھی ایسا مشکل مَرحلہ آجاتا تھا جہاں لوگ باگ یہ سمجھتے تھے کہ عام درویشوں کی صحبت میں اگر کسی دُنیا دار پیر کی کافی شہرت ہوئی ہو، تو ایسے موقعوں پر بھی لوگ باگ سرکار کو آزمانے کے لیئے طرح طرح کے سوالات کرتے تھے، تاکہ کوئی ایک آدھ لفظ یا حرف گرفت میں آسکے۔ لیکن سرکار ان مقامات سے بھی بہت خوبصورت انداز میں گزر جاتے تھے۔ مثلاً، حضرت خواجہ حسن نظامی کے بارے میں دُنیا جانتی تھی کہ وہ بڑے دُنیا دار قسم کے پیر ہیں۔ تو سرکار کے کسی ہم نشین نے ایک روز حضرت سے سوال کیا کہ حضرت، حسن نظامی صاحب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سرکار نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ وہ دنیا کے بڑے پیروں میں سے ہیں۔

Sarkar's demeanor was very sweet and humorous. He used to express the most difficult spiritual concepts in simple words in such a way that only he could. Oneness of Creation (Wahdat al-Wujood) was so ingrained in Sarkar's being that he used to describe the common discourse, everyday situations and events in such a unique way that the monotheistic aspect was always highlighted. For example, the fact that (the hometown of) my in-laws' name was Sandhan is quite interesting. On the occasion of my marriage, he would, deliberately, ask everyone,

What's the meaning of Sandhan?

Everyone would be silent as no one knew the meaning of Sandhan. Then he, himself, would say that the word Sandhan may have been derived from Sandhana. That is to say that to unite two things in such a way that they become one, is called Sandhana. Sandhana also means the one who unites the two. (Sarkar Yousuf Shah Baba RA then said,)

"Oh Wow, our Asghar has gained Oneness (Tawheedi) in-laws."

Once, Rahat and I agreed that prostration (Sajdah) was permissible only to manifestation of the Truth and is forbidden to anything else other than that.

So then, what is the reason that we cannot prostrate to our known

مزاج میں انتہائی لطافت اور بزلہ سنجی تھی۔ سیدھی سادھی زبان میں مشکل ترین عارفانہ حقائق کچھ ایسے دلنشین انداز میں بیان فرماتے تھے کہ بس وہ سرکار ہی کا حصہ تھا۔ سرکار کے مزاج میں وحدت الوجود ایسا رج پچ گیا تھا کہ عام گفتگو، عام حالات، اور واقعات کو کچھ انوکھے طریقے سے بیان فرماتے تھے کہ توحیدی پہلو ہمیشہ اُجاگر رہتا تھا۔ مثال کے طور پر یہ واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ میرے سسرال (کے آبائی شہر) کا نام ساندھن تھا۔ میری شادی کے موقع پر ہر ایک سے جان بوجھ کر یہ سوال فرماتے تھے کہ،

بھائی، ساندھن کے کیا معنی ہیں؟

سب چپ رہتے، کچھ معنی ہو تو بتائیں۔ پھر خود ہی فرماتے کہ یہ شاید ساندھن لفظ ساندھنا سے نکلا ہے، یعنی دو چیزوں کو ایسے ملانا کہ ایک ہو جانا۔ اسکو کہتے ہیں ساندھنا تو ساندھن کا بھی یہی مطلب ہوا کہ دو کو ایک کرنے والا۔ (سرکار یوسف شاہ باباؒ نے پھر فرمایا کہ،)

”بھائی واہ! تو ہمارے اصغر کو تو سسرال بھی توحیدی ملا ہے۔“

ایک مرتبہ میں نے اور راحت نے آپس میں یہ طے کیا کہ جب سجدہ صرف اپنی حقیقت کو روا ہے اور غیر کو حرام ہے۔

تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی حقیقت یعنی پیر کو مجاز میں بالکل اُسی

manifestation of the Truth, which is our Sufi Master, in the same way as we kiss his hands (Dast Bosi) and kiss his feet (Qadam Bosi)? Then we wondered that in order to prostrate, was it necessary to wait until we reached the feet (be close enough) and to prostrate by placing the head on his feet? In fact, no matter where we were, we could do a prostration anytime we saw our Sufi Master. In this way, we would honor both, the Truth and its manifestation. At first, we considered this very carefully and then decided that it was very appropriate and necessary in all respects. Therefore, whether it was a house, a forest, a road or a group of people, wherever the two of us could see His Grace from a distance, we would both prostrate in the same direction. For many days, Sarkar watched this spectacle in silence. Until one day, at the Talib Nagar Station where Sarkar had arrived by train from Aligarh; as soon as the coach in which Sarkar was seated had stopped at the platform, both Rahat and I did the prostration.

On the seat, facing Sarkar, was a Maulana (Orthodox Clergy) who was a travel companion of his. When he witnessed this scene, he declared us both accursed (Maloon) and unbelievers (Mushrik). Sarkar, on the other hand, remained silent with only a slight smile. He did not say anything to Maulana nor did he warn the two of us. Later, he publicized this incident, among all the Fellow Brothers, in a nice and humorous way.

طور پر جس طور پر دست بوسی اور قدم بوسی کرتے ہیں، سجدہ کیوں نہیں کر سکتے؟ اور صورتحال یہ سامنے آئی کہ آیا سجدہ کرنے کیلئے یہ کیا ضروری ہے کہ اُس وقت تک انتظار کیا جائے کہ بالکل پیروں (بہت قریب) کے پاس ہی پہنچ جائیں، اور پیر پر سر رکھ کر ہی سجدہ کیا جائے؟ ہونا تو یہ چاہیئے کہ جہاں بھی پیر نظر آیا وہی زمین بوس ہو جانا چاہیئے۔ اس طور پر مجاز اور حقیقت دونوں جہات میں ادب کے تقاضے پورے ہو جائیں گے۔ پہلے تو ہم نے اپنی اس تجویز کے اوپر کافی غور خاص کر لیا، اور پھر فیصلہ کیا کہ ہر اعتبار سے یہ تجویز نہایت مناسب اور ضروری ہے۔ اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ لہذا مکان ہو یا جنگل، سڑک ہو یا آبادی، جہاں بھی حضرت ہم دونوں کو دور سے بھی نظر آجاتے، تو ہم دونوں اُسی رُخ کو سر بسجود ہو جاتے۔ کتنے ہی دن تک سرکار یہ تماشہ خاموشی سے ملاحظہ فرماتے رہے، یہاں تک کہ ایک مرتبہ طالب نگر کے اسٹیشن پر، جہاں سرکار علی گڑھ سے ریل میں سفر کرتے ہوئے پُہنچے تھے۔ تو جیسے ہی وہ ڈبہ، جس میں سرکار تشریف فرما تھے، پلیٹ فارم پر آکر رُکا۔ میں اور راحت دونوں اپنی جگہ سجدہ میں گر پڑے۔

سرکار کے سامنے والی سیٹ پر ایک مولانا، جو سرکار کے ہمسفر تھے۔ انہوں نے جب یہ صورتحال دیکھی تو بہت چراغ پا ہوئے۔ اور ہم دونوں کو ملعون اور مُشرک کے خطاب عطاء فرمائے۔ ادھر سرکار صرف ہلکا سا زیر لب تبسم فرما کر خاموش رہے۔ نا مولانا سے کُچھ کہا اور نا ہی ہم دونوں کو تنبیح فرمائی۔ پھر اس واقعہ کی خود ہی نہایت بزلہ سنجی کے ساتھ میں تمام پیر بھائیوں میں خوب خوب تضحیر فرمائی۔ غرض یہ کہ بات کو ہنسی میں ٹال دیا۔

Seeing us, 2 to 4 (some) other Fellow Brothers also adopted the same practice and gradually, kissing the feet (Qadam Bosi) took the form of kissing the ground (Zameen Bosi). Even in this situation, Sarkar kept silent, watching and smiling. After many days, one day in Chandaniya Kothi, after the Asr prayers, Sarkar got up from his seat. Leaving his things (a small box container and a pouch) there, started walking for a stroll in a nearby garden. I followed him behind with his things. He turned his blessed face towards me, wanting to eat betel leaf (Paan). He took the box and the pouch from my hand and then said to me, in a very soft and sweet tone,

“Please ask Rahat. Aren’t the number of prostrations (Sajdah) during the prayers (Namaz) enough?”

I heeded this eloquent gesture of Sarkar and replied, “Yes, Sarkar.” When we returned to the residence, Rahat had arrived there already. Taking the opportunity, I beckoned Rahat and when we were alone, I informed him about Sarkar’s query. We both understood, easily, Sarkar’s point that the prostrations that take place during prayers are, in fact, before the Truth. So, we decided that from then on ground kissing (Zameen Bosi) will be abandoned, other than during prayers.

ہمیں دیکھ کر ۲، ۴ اور پیر بھائیوں نے بھی یہی طرز عمل اختیار کیا اور رفتہ رفتہ قدم بوسی نے زمین بوسی کی شکل اختیار کر لی۔ اس صورت حال کو بھی سرکار خاموشی سے دیکھتے رہے اور مُسکراتے رہے۔ کتنے ہی دن کے بعد ایک روز چندنیاں کوٹھی میں، عصر کی نماز کے بعد، سرکار اپنی جائے نشست سے اُٹھے، ڈبیہ بٹوا وہیں چھوڑا اور چہل قدمی کے انداز میں قریب باغیچہ میں تشریف لے گئے۔ میں ڈبیہ بٹوا لیکر پیچھے پیچھے ہو لیا۔ تو پان کھانے کیلئے میری طرف اپنا روئے مُبارک پھیرا، ڈبیہ بٹوا میرے ہاتھ میں سے لیا اور اُس وقت نہایت نرم اور میٹھے لہجے میں مجھ سے فرمایا،

”راحت سے پوچھنا کہ نماز میں جتنے سجدے ہیں، کیا وہ کافی نہیں ہیں؟“

سرکار کے اس بلیغ اشارے کو میں نے پالیا اور میں نے آہستہ سے ”جی سرکار“ کہا۔ پھر ہم دونوں جائے قیام پر واپس پُہنچے۔ راحت اُس وقت تک وہاں پُہنچ چُکے تھے۔ موقع پا کر میں نے راحت کو اشارے سے علیحدگی میں بُلایا اور سرکار کے ارشاد سے مطلع کیا۔ اور ہم دونوں نے سرکار کے اس فرمان کو آسانی سے سمجھ لیا کہ واقعی نماز میں جو سجدے ہوتے ہیں، وہ بھی تو اپنی ہی حقیقت کو ہوتے ہیں۔ اور فیصلہ کر لیا اب سرِ عام نماز کے علاوہ اوقات میں زمین بوسی ترک کر دی جائے گی۔

*Yeh Jo Surat Hei Meri, Surate Jaanañ Hei Yehi
Yehi Naqshah Hei, Rang Hei, Saamañ Hei Yehi
Apni Hasti Ke Siva Gheir Ko Sajdah Hei Haraam
Mazhabe Peere Mughaañ, Mashrabe Rindaañ Hei Yehi*

(This face of mine is the face of my beloved.)

(It's of the same shape, same color, made of the same elements.)

(Prostration is forbidden except to one's essential being.)

(This is the religion of wine-sellers and the inebriated.)

یہ جو صورت ہے میری، صورتِ جانان ہے یہی
یہی نقشہ ہے، یہی رنگ ہے، سامان ہے یہی
اپنی ہستی کے سوا غیر کو سجدہ ہے حرام
مذہبِ پیر مُغان، مَشربِ رنداں ہے یہی

In connection with concealment (Ikhfaa), Sarkar went through two periods:

اخفاء کے سلسلے میں سرکار پر دو (۲) دور گزرے:

First Incident

پہلا دور (واقعہ)

The first incident was during the earlier days when he was in a state of spiritual absorption (Jazb) that lasted for an extended period of time. During that period innumerable experiences of revelations (Kashf) and miracles (Karamat) came to light. If these were to be recorded, a separate big book would be required. I will confine myself to a few instances that I witnessed myself and not the ones that have been reported to me, by others. These incidents are not impacted by any coincidences or mere accidents. Sarkar's most obvious and clear miracle is the incident of my becoming his disciple which I will write about in some details (below).

ایک تو ابتدائی زمانہ تھا جس میں جذب کی کیفیت ابھری ہوئی تھی۔ اُس دور میں کشف و کرامات کے لا تعداد واقعات بالمشافہ منظرِ عام پر آئے۔ اور اگر انہیں تحریر میں لایا جائے، تو اس کے لیئے ایک علیحدہ ضخیم کتاب درکار ہوگی۔ لیکن میں صرف چند ایسے واقعات ہی پر اکتفاء کروں گا کہ جو مجھ کو روایتاً بلکہ خود میری سرکار کی معیت کے زمانے میں پیش آئے۔ اور جن میں اتفاق یا حادثے کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ سرکار کی کھلی ہوئی اور واضح کرامت خود میرے مُرید ہونے کا واقع ہے۔ جس کو میں (نیچے) ذرا تفصیل سے سپردِ قلم کرونگا۔

The situation was that many of my acquaintances and relatives, including my own family had become Sarkar's disciples. Although I was the most religious; regular in fasting and offering prayers among my age group, I believed, in my heart, that the Saints (Auliya Allah) were undeniably real. I also felt strongly that they lived in the past. Nowadays, they are like people selling oats disguised as wheat. They ensnare people with their cunning and deceit in order to make them a means of earning a livelihood. This is exactly the belief I had about His Grace (Sarkar Yousuf Shah Baba RA). As a result,

صورتِ حال یوں تھی کہ میرے عزیز اور رشتہ داروں میں سے اور خود اہلِ خاندان بڑی کثرت سے سرکار کے مُرید ہو چکے تھے۔ اور میں حالانکہ اپنے ہمِ عُمروں میں سے سب سے زیادہ مذہبی اور روزہ نماز کا پابند نوجوان تھا، لیکن پھر بھی قلبی طور پر میں یہ سمجھا کرتا تھا کہ اولیاء اللہ تو برحق ہیں، مگر پچھلے دور میں ہوا کرتے تھے۔ دورِ حاضر میں صرف گندم نما جو فروش رہ گئے ہیں۔ اور لوگوں کو اپنی مکاری اور فریب میں مُبتلا کر کے اپنی روزی اور معاش پیدا کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اور بالکل یہی یقین مجھے حضرت (سرکار یوسف شاہ بابا) کے بارے

sometimes, there was a lot of bitterness between my acquaintances who had become His Grace's disciples and myself.

When I reached Chattari, at my uncle's house, from Aligarh University, on a Sunday, I saw a Gentleman wearing a long shirt, grey beard, shaved head and red eyes. Around him, 15 to 20 men were standing with their hands folded and their heads bowed, in respect. I understood that he must be The Honorable Sir (Miañ Sahib) of whom most of my acquaintances had, either become disciples formally or were among his great admirers. This group included my uncles and cousins as well as my other close relatives in Chattari. As I have already said that I had no heartfelt affection for His Grace. I went inside the mansion after greeting my uncle in a matter-of-fact, casual manner.

There, I saw a big commotion in the kitchen. Preparations (were underway) for a special feast. I said to my aunt that these Sufi Masters come only to eat good food. My aunt scolded me severely and said that he was a very holy person at a high spiritual station. I heard my aunt (Mumani) but I was not listening at all. I stayed in the mansion for a while and then came out; thinking that all my friends have become disciples. They are all gathered around the Sufi Master. To whom will I visit and where will I spend my time? In my heart, I felt that I had made a mistake in coming to Chattari, on leave.

میں بھی ہو گیا۔ اور بسا اوقات میرے وہ عزیز جو حضرت کے مُرید ہو گئے تھے، اُن میں اور مجھ میں کافی تلخیاں بھی پیدا ہو جاتی تھیں۔

جب ایک دفعہ اتوار کی تعطیل میں علی گڑھ یونیورسٹی سے چھتاری اپنے ماموں کے گھر پُہنچا، تو وہاں میں نے دیکھا کہ ایک لمبا کُرتا پہنے ہوئے، خشخشی دارڑھی، مُنڈھا ہوا سَر، اور سُرخ سُرخ آنکھوں والے ایک صاحب تشریف فرما ہیں۔ اور اُن کے اِردگرد ۱۵ سے ۲۰ آدمی ہاتھ باندھے ہوئے موادب اپنے اپنے سَروں کو جُھکائے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو یہی وہ میاں صاحب ہیں، جن کے میرے بیشتر عزیز یا تو پگے مُرید ہو گئے ہیں یا اُنکے بڑے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ اسی گروہ میں میرے ماموں، اور ماموں زاد بھائی، اور چھتاری میں میرے دیگر قریبی عزیز بھی شامل تھے۔ میں جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کہ مجھے حضرت سے کوئی قلبی لگاؤ نہیں تھا، تو بے نیازانہ انداز میں ماموں کو سلام کرتا ہوا اندر حویلی میں چلا گیا۔

وہاں میں نے دیکھا کہ باورچی خانہ میں اچھا خاصہ دعوت جیسا ہنگامہ ہے۔ اور میں نے اپنی ممانی سے کہا کہ ممانی، یہ پیر صاحبان اچھا کھانا کھانے کیلئے ہی تو آیا کرتے ہیں۔ میری ممانی نے مجھے بہت ڈانٹا اور کہا کہ ننھا، بہت پہنچے ہوئے بزرگ ہیں۔ میں نے ممانی کی بات سُنی اُن سُنی کر دی۔ اور تھوڑی دیر حویلی میں رہ کر یہ سوچ کر باہر آیا کہ یار دوست تو سب مُرید ہوگئے ہیں، اور پیر صاحب کے پاس جمع ہیں۔ آخر میں کس کے پاس جاؤنگا اور کہاں وقت گزاروں گا؟ اور اپنے دل ہی دل میں خیال کیا کہ ناحق چُھٹی میں چھتاری آیا۔

When I passed in front of His Grace, he said to me,

“Come over here, sir.”

I went to him and said in a harsh tone,

“Yes, what is it?”

His Grace asked,

“What is your name?”

I told him my name. He closed his eyes and after a short pause, he said,

“Yes, this name is in our book.”

I wondered in my heart how my name could be in his book and this is probably the same tactic that they use to impress and intimidate new people. However, I did not respond. Then His Grace said,

“You were going out somewhere, please go, we will meet tomorrow.”

جب میں حویلی سے نکلا اور حضرت کے سامنے سے گزرا تو حضرت نے مجھ سے کہا،

”ادھر آؤ صاحب۔“

میں سامنے گیا اور نہایت تُرش رُوئی سے کہا کہ،

”جی، فرمائیے۔“

حضرت نے پوچھا کہ،

”کیا نام ہے آپکا؟“

میں نے جواب میں اپنا نام بتایا۔ میرا جواب سُن کر آنکھیں بند کیں اور تھوڑے سے توقف کے بعد فرمایا کہ،

”ہاں، یہ نام تو ہے ہماری کتاب میں۔“

میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میرا نام کیسے اِن کی کتاب میں ہو سکتا ہے اور غالباً یہی وہ ہَت کنڈے ہیں جن سے یہ نئے لوگوں کو مُتاثر اور مَرغوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بہر حال، میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر حضرت نے کہا کہ،

”آپ کہیں تفریح کیلئے جانا چاہ رہے ہیں، جائیں، پھر کل مُلاقات ہوگی۔“

Since the Sufi Master was staying outside and I wanted to avoid his company, I slept inside the mansion at night. When I woke up in the morning for Fajr prayers as usual, I heard an amazing recitation of Surah Muzammil Shareef. I was curious as to who was reciting the Qur'an with such a beautiful, melodious voice. Then the poems of Masnavi of Maulana Rum RA reached my ears, again in a very charming voice. I was familiar with the Masnavi Shareef because my paternal uncle was also very fond of reciting it. I thought that possibly it was the Sufi Master who was reciting the Holy Quran and the verses of Masnavi Shareef.

For the first time, I realized that he (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) seemed to be quite literate and older in age than me. Therefore, to adopt a rude attitude towards him would be against good manners and proper etiquette. Thus a soft corner for His Grace began to form in my heart. When I went out, I saw His Grace standing under the tree and staring at the sky. Around him, the same group of 10 to 20 men who were with him almost all the time, stood in a circle, in a respectful manner. I said with a bit more politeness than before, “Assalaam-o-Alaikum.” His Grace did not respond to my greeting but he looked at me and said,

“Would you like to go for a walk in the garden, Sir?”

چونکہ باہر پیر صاحب کا قیام تھا اور میں اُن کی صُحبت سے بچنا چاہتا تھا، تو رات کو میں اندر حویلی میں ہی سو گیا۔ حسبِ معمول صُبح کو جب فجر کی نماز کیلئے بیدار ہوا، تو میرے کانوں میں نہایت خوش الحانی سے سورہ مُزَمِّل شریف کی تلاوت پڑی۔ اور میں حیرت میں پڑ گیا کہ آخر اتنا اچھا قرآن کون پڑھ رہا ہے۔ اور پھر نہایت دلکش آواز میں مثنوی مولانا روم کے اشعار میرے کانوں میں پڑے۔ میں مثنوی شریف کی لحن سے اس لیئے واقف تھا کہ میرے تایا کو بھی مثنوی شریف پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اب مجھے کچھ یقین ہو چلا کہ ممکن ہے کہ تلاوت اور مثنوی شریف کا ورد پیر صاحب ہی کر رہے ہوں گے۔

اور پہلی مرتبہ مجھے یہ خیال ہوا یہ (سرکار یوسف بابا) تو کُچھ پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہیں اور مجھ سے عُمَر میں بھی بڑے ہیں۔ لہٰذا گستاخانہ رویہ اختیار کرنا خلافِ اخلاق و ادب ہوگا۔ اور یوں حضرت کے لیئے ایک نرم گوشہ میرے قلب میں پیدا ہوا۔ میں جب باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ حضرت ایک پیڑ کے نیچے آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے کھڑے ہیں۔ اور اُنکے گرد وہی دس بیس (۱۰ سے ۲۰) آدمیوں کا مجمع، جو قریب قریب ہر وقت لگا رہتا تھا، وہ بھی ایک دائرے کی شکل میں باادب استادہ ہیں۔ تو میں نے زرا ادب کے ساتھ میں ”اسلام وعلیکم“ کہا۔ حضرت نے سلام کا جواب تو نہیں دیا، مگر میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ،

”صاحب باغ چلتے ہو؟“

I said, “let’s go.” Then His Grace said “come” and I started walking behind him.

I was amazed that, without His Grace saying anything, no 3rd person came with us. We reached Nawab Sahib of Chhatari's garden mansion nearby. There, His Grace lay down on a swing-type bed and motioned me to sit on the strap. I sat down. His Grace closed his eyes and lay there, in silence, for a long time. It was a sunny hot spot, some time passed and His Grace was still lying in silence. I said,

“Your Grace, it is quite hot here, let’s go over to the shade.”

His Grace opened his eyes and said, “yes, it is hot”, then closed his eyes and became silent again. I said to myself, “What a strange man? He is lying in the heat and has kept me seated here as well.” I then repeated,

“Your Grace please get up from here and let us walk over to the shade.”

Sarkar opened his eyes again and said “yes, the sun is quite intense” and closed his eyes again. Now I felt annoyed and said,

میں نے کہا، ”چلیئے۔“ تو حضرت ”آؤ“ کہہ کر چل پڑے اور میں حضرت کے ساتھ ہو لیا۔

لیکن مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ بغیر حضرت کے منع کیئے ہوئے، کوئی تیسرا شخص ہمارے ساتھ نہیں آیا۔ خیر ہم دونوں قریب ہی نواب چھتاری کی باغ کوٹھی میں پہنچ گئے۔ جہاں جا کر مالی کے ٹوٹے ہوئے جھنگولے کے سے پلنگ پر حضرت لیٹ گئے، اور مجھے اشارہ کیا یہی پر بیٹھ جانے کیلئے۔ میں بیٹھ گیا۔ حضرت نے آنکھیں بند کر لیں اور کافی دیر تک خاموش لیٹے رہے۔ یہاں دھوپ تھی، تو جب چند منٹ ہو گئے اور حضرت بدستور خاموش لیٹے رہے، تو میں نے عرض کیا کہ،

”حضرت، یہاں تو تپش ہے، چلیئے سائے میں چل کر بیٹھ جاتے ہیں۔“

حضرت نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ، ”ہاں، گرمی ہے“، یہ کہہ کر پھر آنکھیں بند کر لیں اور پھر خاموشی اختیار کر لی۔ میں نے سوچا، ”عَجَب انسان ہیں؟ گرمی میں پڑے ہوئے ہیں اور مجھے بھی بیٹھا رکھا ہے۔“ میں نے پھر کہا کہ،

”حضرت یہاں سے اٹھیئے، چلیئے سائے میں بیٹھیں گے۔“

سرکار نے پھر آنکھیں کھولیں اور کہا کہ، ”ہاں، آفتاب تیز ہے“، اور یہ کہہ کر پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اب مجھے ناگواری ہونے لگی۔ میں نے کہا کہ،

“If you want to get up, then get up. Otherwise, I will go and sit in the shade somewhere.”

Sarkar opened his eyes and angrily said,

“be quiet...(expletives)...otherwise we’ll break...(expletives)...with a prong.”

Since I had never heard this type of language and profanity in my entire life, I was very mad and resentful. However, before I could answer, Sarkar, with a hearty laugh, got up and left for home, saying,

“Let us go.”

His laughter cooled my anger somewhat but not enough and I swore, silently to myself, to give him an answer, later. Right then, I don't know from where, he plucked a rose flower and placed it in my hand and said,

“Have this Sir, what a beautiful flower.”

Since I was angry, I plucked it petal by petal and trampled the petals under my shoes. His Grace's disciples had gathered at the entrance of the garden and were waiting for him. As soon as we both arrived, the whole gathering stared at me with strange looks but everyone remained silent and so did I.

”آپ اُٹھتے ہیں تو اُٹھیے، ورنہ میں کہیں سائے میں جا کر بیٹھتا ہوں۔“

سرکار نے آنکھیں کھولی اور غصے سے کہا،

”چپ بے - - - ورنہ ہم چمٹے سے - - - توڑ دیتے ہیں۔“

میں نے چونکہ اپنی عمر میں اس قسم کی زبان اور گالی کسی سے بھی نہیں سنی تھی، تو غصے میں پاگل ہو گیا۔ لیکن پیشتر اسکے میں کوئی جواب دے سکوں، سرکار ایک قہقہہ مار کر ایک دم اُٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے اور بولے کہ،

”آؤ چلیں۔“

اُن کے ہنسنے سے کچھ غصہ ٹھنڈا ہوا مگر پورا نہیں۔ اور میں نے قسم کھالی کہ اسکا جواب ضرور دوں گا (دل ہی دل میں)۔ اُس وقت معلوم نہیں کہاں سے گلاب کا پھول توڑ کر میرے ہاتھ میں دے دیا اور کہا کہ،

”لو صاحب، کیسا اچھا پھول ہے۔“

میں چونکہ غصہ میں تھا، لہذا میں نے اُس کی پتیوں کو نوچ نوچ کر اپنے جوتوں سے مَسلا۔ باغ کے دروازے پر حضرت کے مُریدین جمع تھے جو حضرت کا انتظار کر رہے تھے۔ اور جیسے ہی ہم دونوں سامنے آئے، تو پورے مجمع نے مجھ کو عجیب عجیب نظروں سے دیکھا لیکن سب چپ

These people returned to wherever they were staying. I angrily went straight to Nawab Sahib Chattari's minaret mansion to meet Rahat Saeed Chhatari. He was not yet a disciple so that I could vent my frustrations. Arriving there, I learned that Rahat had gone to Aligarh. I did not want to share my feelings with any other person. I decided that I would not stay in Chattari for a minute longer. I would go to Aligarh by the first train, lest there be any inadvertent insult to the dignity of His Grace (from my words or deeds).

I collected my clothes and wrapped them in a towel. Rasheed (my maternal uncle's son) kept probing and asking me as to what I was angry about. He snatched the clothes from my hand and said,

"I will not let you go today, you can go tomorrow."

We were talking about it when suddenly Dr. Abdul Razzaq came, almost breathless and trembling. He said,

"Come with me, Honorable Sir (Miañ Sahib) is calling you. He is waiting for you to eat and is saying that we will not eat until our Sir (Sahib) comes."

I flatly refused and said,

رہے، اور میں بھی چُپ رہا۔ یہ لوگ اپنی قیام گاہ پر چلے گئے اور میں غصّہ میں سیدھا راحت سعید چھتاری، جو ابھی تک مُرید نہیں ہوا تھا، سے ملنے کیلئے نواب صاحب چھتاری کی بُرج والی کوٹھی کی طرف چل پڑا تاکہ اپنے دل کی بھڑاس نکال سکوں۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ راحت علی گڑھ گیا ہوا ہے۔ کسی اور شخص سے اسکا ذکر کرنا نہ چاہا، اور فیصلہ کر لیا کہ اب میں چھتاری میں ایک منٹ نہ ٹھہروں گا، پہلی گاڑی سے علی گڑھ چلا جاؤں گا۔ مبدا حضرت کی شان میں (میرے الفاظ یا فعل سے) کوئی گستاخی ہو جائے۔

میں نے جا کر تولیہ میں لپٹے ہوئے کپڑے تھے، وہ سنبھالے۔ لیکن رشید (میرے ماموں زاد بھائی) کُرید کُرید کر پوچھنا چاہتا تھا کہ مجھے کس بات پر غصہ ہے۔ اُس نے کپڑے میرے ہاتھ سے چھین لیئے اور کہا کہ،

”نہیں جانے دونگا، گل جانا۔“

ابھی ہم دونوں یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ڈاکٹر عبدالرزاق ہانپتے ہانپتے آئے۔ اور اُنہوں کہا کہ،

”چلو، تمہیں میاں بُلا رہے ہیں۔ کھانے پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ جب تک ہمارے صاحب نہیں آجائیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔“

میں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ،

“Who is your Sufi Master to invite me? The invitation is to my cousin's house and she has not invited me.”

Rasheed and Dr. Razzaq were very persistent but I refused to go and in the end, they both left me. Dr. Razzaq was saying,

“His Grace (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) had not started eating yet and about 100 to 125 disciples were also waiting.”

After Dr. Razzaq left, I saw my uncle rushing towards me, in a rage.

He scolded me and said,

“What an insult! Honorable Sir (Miañ Sahib) is inviting you to dinner and you are refusing. This is rude and disrespectful.”

I joined my maternal uncle, out of respect. However, I let him know that I was coming because he was asking me.

(Sarkar Aala Hazrat RA said,)

”تمہارے پیر مجھے دعوت دینے والے کون ہوتے ہیں؟ جبکہ دعوت میری تایا زاد بہن کے گھر میں ہے، اور اُنہوں نے مجھے اپنے یہاں نہیں بلایا ہے۔“

رشید اور ڈاکٹر عبدالرزاق بہت بضد رہے لیکن میں نے جانے سے انکار کر دیا۔ آخر وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ ڈاکٹر رزاق کہہ رہے تھے کہ،

”میاں (سرکار یوسف شاہ بابا) نے ابھی تک کھانا شروع نہیں کیا اور تقریباً سُو سوا سُو مُریدین بھی انتظار میں بیٹھے ہیں۔“

اُن کے جانے کے بعد میں نے دیکھا کہ ماموں غصے سے بھرے ہوئے میری طرف تیزی سے آرہے ہیں۔

اور مجھے ڈانٹ کر فرمایا،

”یہ کیا بدتمیزی ہے! میاں تمہیں کھانے پر بلا رہے ہیں اور تم انکار کر رہے ہو۔ گستاخ بے ادب کہیں کے۔“

میں ماموں کے ادب میں ساتھ ہو لیا، لیکن پھر بھی میں نے یہ بات اُنکے گوش گزار کر دی، کہ آپ فرما رہے ہیں۔

(سرکار اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا)

“I am going to my cousin sister's house without being invited. It is very inappropriate etiquette.”

(Sarkar Aala Hazrat RA's) maternal uncle explained,

“Wherever Honorable Sir (Miañ Sahib) is invited, it is Honorable Sir (Miañ Sahib) who invites others and not the people of the house.”

When I reached my cousin sister's house, I saw that the meal was served but no one was eating. His Grace was very happy to see me and asked me to sit down next to him. He passed the dish of meat towards me and started eating from it. He said to me, *“Eat, Sir.”* I ate two to four (a few) bites in anger. Then got up on the pretext that I had a stomach ache and that I could not eat anymore. His Grace (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) said, *“We too, have pain.”* Anyway, I came out of my cousin's house.

Despite Rasheed's disapproval, I asked the family for permission to return to Aligarh, by bus, that evening. When I was leaving, His Grace called out,

“Sir, are you leaving?”

”تو میں اپنی بہن کے یہاں کی دعوت میں، بن بلائے چلتا ہوں، لیکن یہ بڑی نامناسب بات ہوگی۔“

(سرکار اعلیٰ حضرت کے) ماموں نے فرمایا کہ،

”جہاں بھی میاں کی دعوت ہوتی ہے، وہاں میاں ہی لوگوں کو مدعو کرتے ہیں، صاحبِ خانہ نہیں۔“

میں جب اپنی بہن کے گھر پہنچا، تو میں نے دیکھا کہ واقعی کھانا سامنے ہے لیکن کھا کوئی نہیں رہا۔ مجھے دیکھ کر حضرت بہت خوش ہوئے اور اپنے پاس ہی بیٹھا لیا اور گوشت کا پیالہ میری طرف بڑھا کر اُس میں سے کھانا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ، ”کھاؤ حضرت!“۔ میں نے غصہ میں دو چار (۲ سے ۴) نوالے کھائے، اور پھر یہ بہانہ کر کے اُٹھ گیا کہ میرے پیٹ میں درد ہے۔ مجھ سے نہیں کھایا جا رہا ہے۔ حضرت (سرکار یوسف شاہ بابا) نے فرمایا، ”درد تو ہمیں بھی ہے۔“ بہر حال، میں اپنی بہن کے گھر سے باہر نکل آیا۔

اور اُسی شام کی لاری سے، رشید کی خفگی کے باوجود، علی گڑھ واپسی کیلئے گھر والوں سے اجازت طلب کی۔ جب میں جا رہا تھا تو حضرت نے آواز دی کہ،

”صاحب، کیا آپ جا رہے ہیں؟“

I was annoyed and replied, “yes.” His Grace asked another question,

“When will we meet again?”

I said, *“I had no intention of coming to Chattari, in the near future.”*

Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) said,

“Okay Sir, go, Insha'Allah, we will meet soon.”

So I returned to Aligarh. The little room I had in my heart for His Grace had not only disappeared but had turned into hatred because, according to my belief, no one who uses such language, can be a Saint (Wali). So to avoid the Sufi Master, next Sunday I went to Tappal instead of Chhatari. When I reached there, I saw that His Grace, the Sufi Master, was staying at our house. I was surprised. In any case, I reminded myself that despite my feelings for him, hospitality should be paramount. So, in spite of my earlier behavior, I practiced proper hospitality etiquette as best as I could. Regardless of my lack of interest, His Grace treated me with great kindness and love. I looked forward to the occasions when he would recite the Holy Qur'an. I would secretly listen to his recitations, which I found very appealing. Slowly, the earlier state of hatred began to fade. Sarkar's loving attitude was quite heartwarming. After staying for a few days, His Grace

میں نے تنگ آکر جواب دیا کہ، ”جی!“ حضرت نے دوسرا سوال کیا کہ،

”اب پھر کب ملاقات ہوگی؟“

میں نے کہا کہ، ”میرا ابھی چھتاری آنے کا کوئی قصد نہیں ہے۔“

سرکار (یوسف شاہ بابا) نے فرمایا،

”اچھا صاحب، جاؤ، انشاء اللہ جلد ملاقات ہوگی۔ جائے ہمارا بھی خدا حافظ۔“

اور اس طرح میں علی گڑھ واپس آگیا۔ اور جو تھوڑی بہت گنجائش میرے قلب میں حضرت کے لیئے ہوئی تھی، وہ صرف ختم ہی نہیں ہو گئی بلکہ وہ اب نفرت میں تبدیل ہو گئی۔ کیونکہ میرے عقیدے کے مطابق ایسی زبان استعمال کرنے والا کوئی شخص کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔ لہذا پیر صاحب سے بچنے کیلئے، اگلے اتوار کو میں بجائے چھتاری کے ٹپل چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت صاحب ہمارے ہی گھر میں قیام فرما ہیں۔ مجھے حیرت بھی ہوئی، اور یہ احساس بھی ہوا کہ اُن سے بیزاری اپنی جگہ پر، اور مہمان نوازی کے تقاضے اپنی جگہ۔ میں طوعاً و کرہاً مہمان نوازی کے فرائض انجام دیتا رہا۔ اس عدم دلچسپی کے باوجود حضرت نے میرے ساتھ بڑا مُشفقانہ اور محبت کا انداز اختیار کیا۔ مجھے بھی ایسے موقع کی تلاش رہتی تھی کہ جب وہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوں۔ تو میں چُھپ کر قریب سے اُنکی تلاوت سُنوں، جو مجھے بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ اور آہستہ آہستہ وہ نفرت کی کیفیت ختم ہونی شروع ہو گئی۔ اور

said,

“Enough Brother, now we have to go to Ajmer Shareef. Tomorrow morning we will leave here for Aligarh. Let the bus driver know and ask him to arrange suitable seats for us and, from there, we will leave for Ajmer Shareef.”

The disciples from Tappal asked Sarkar, politely, to postpone the departure. Then they told me that he will surely accept your request. So, I asked Sarkar to stay for another day or two. He said,

“No Sir (Sahib), we do not change our programs. We will meet soon, Insha'Allah.”

The next morning Sarkar left for Aligarh, by bus. Unlike Sarkar's disciples, I did not go to the (bus) stop thinking that I was not his disciple and should not go to the bus stop to see him off. I said goodbye (to him) at the house. When Sarkar's disciples had seen him off and came back home, I found all of them in tears. I realized that the disciples really had a special kind of love for their Sufi Master.

Now, I don't know exactly why this happened but the fact is that I, myself,

ویسے بھی سرکار کے مُحبّت بھرے روئے نے کافی حد تک تالیفِ قلب کر دی تھی۔ چند روز قیام کے بعد میں حضرت نے فرمایا کہ،

”بس بھائی، اب ہمیں اجمیر شریف جانا ہے۔ تو کل صبح ہم یہاں سے علی گڑھ کیلئے روانہ ہو جائیں گے۔ لاری والے کو اطلاع کروا دو کہ ہمارے لیئے مُناسب جگہ کا انتظام رکھے۔ اور وہاں سے پھر ہم اجمیر شریف روانہ ہو جائیں گے۔“

ٹپل کے مُریدین نے پہلے تو دبّے دبّے الفاظ میں سرکار کی روانگی مُلتوی کرنے کی درخواست کی۔ پھر لوگوں نے مُجھ سے کہا کہ تمہاری بات مان لیں گے، تم عرض کرو۔ پھر میں نے عرض کیا کہ سرکار دو ایک دن اور رُک جاتے۔ تو فرمایا کہ،

”نہیں صاحب، ہم اپنے پروگرام بدلا نہیں کرتے۔ آپ سے ملاقات ہوگی اور انشاء اللہ جلد ملیں گے۔“

دوسرے دن صبح کی لاری سے سرکار علی گڑھ کو روانہ ہو گئے۔ حالانکہ میں سرکار کے مُریدین کی طرح اُن کو اڈے تک چھوڑنے کیلئے بھی یہ سمجھ کر نہیں گیا کہ میں کوئی مُرید تھوڑا ہی ہوں جو لاری میں بھی بٹھانے ساتھ جاؤں۔ اور گھر سے ہی (اُنکو) خدا حافظ کہہ دیا تھا۔ لیکن جب سرکار کے مُریدین سرکار کو روانہ کر کے گھر واپس آئے، تو اُن سب کو میں نے چشم پُرَنم پایا۔ تو مجھے خیال ہوا کہ واقعی مُریدوں کو اپنے پیر سے کوئی خاص ہی قسم کی محبت ہوتی ہوگی۔

یہ تو مجھے اب نہیں معلوم کہ ایسا کیوں ہوا، لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ

was deeply affected by His Grace's departure and absence. I hid my tears, trying to conceal my face from the people. I started to think that I was very unlucky to have missed a great opportunity. I should have become initiated by His Grace. If nothing else, I would have received a lot of virtuous and pious blessings from His Grace. As the day wore on, my anxiety increased. It was difficult for me to spend that day and even sleeping at night seemed like a chore. It (this feeling of drudgery) got to such a point that I decided to tell my family, then go to Ajmer Shareef and become his disciple.

So, in the morning I took the travel fare from my mother and left for Aligarh. Instead of going to the University, I went straight to the Railway Station. I bought a ticket to Ajmer Shareef and got on the train leaving for Delhi, thinking that I will go to Ajmer Shareef by this route. When the train was about to leave, I realized that becoming a disciple was an important matter and that I shouldn't do it without my father's permission. I was sure that since he himself had praised His Grace (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) so much, it would be very easy for me to get his permission. Out of respect, however, I still considered it necessary to bring it to my father's attention.

Back in those days, a ticket could be returned at the cost of just one ana (1/16th of a Rupee). I stepped off the train, immediately, and returned the ticket, with the deduction of a small fee. At the same time, I bought a ticket to

مجھے خود حضرت کی روانگی اور غیر حاضری بہت شاک گزرنے لگی۔ اور ادھر ادھر لوگوں کی نظریں بچا کر اپنے آنسو پیتا رہتا۔ اور مجھے یہ خیال ہونا شروع ہو گیا کہ میں بہت بدنصیب ہوں۔ میں نے بڑا اچھا موقع ہاتھ سے نکال دیا۔ مجھے حضرت سے بیعت کر لینی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اور اگر کچھ نہیں تو اخلاقِ کریمانہ اور درویشانہ کا وافر حصہ حضرت کو ملا ہے۔ جوں جوں دن ڈھلتا گیا میرا اضطراب بڑھتا گیا، اور وہ دن مجھے گزارنا مشکل ہو گیا۔ اور اُسی رات کو نیند بھی بڑی واجبی سی ہوئی۔ یہاں تک کہ (اس اضطراب کی وجہ سے) میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں گھر والوں کو بتا کر اجمیر شریف چلا جاؤں گا اور مُرید ہو جاؤں گا۔

لہذا صبح ہی اپنی والدہ سے کرایہ لیکر علی گڑھ کیلئے روانہ ہوا۔ یونیورسٹی جانے کی بجائے سیدھا ریلوے اسٹیشن پہنچا۔ اجمیر شریف کا ٹکٹ لیا اور دلی جانے والی گاڑی میں بیٹھ گیا، کہ اس راستے سے اجمیر شریف چلا جاؤں گا۔ یہ گاڑی چھوٹنے ہی والی تھی کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ مُرید ہونا اہم معاملہ ہے، اور بغیر والد سے اجازت لیئے یہ کام مجھے نہیں کرنا چاہیئے۔ اور مجھے یہ بھی یقین تھا کہ چونکہ وہ خود بہت حضرت (سرکار یوسف شاہ بابا) کی تعریف کر چکے تھے، مجھے یہ اجازت ملنے میں کافی آسانی رہے گی۔ لیکن پھر بھی ادباً والد صاحب کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھا۔

گاڑی سے اُترا اُس زمانے میں ایک آنے کی کٹوتی سے ٹکٹ واپس ہو جایا کرتا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ میں نے آگرے کا ٹکٹ خرید لیا اور بریلی لائن سے آگرہ پہنچ گیا۔ اور اُسی شام کو کھیرا گڑھ پہنچا جہاں لاری رکنے کا

Agra and reached Agra by the Bareli Line. I arrived at Kheragarh that same evening at the bus stop, where my father was the sub-inspector in charge. From the stop, his office and the armchair, in which my father used to often sit, were clearly visible. I felt that instead of my father, His Grace was sitting on that chair. I thought that I was imagining this because my heart and mind were so preoccupied, at the time, with His Grace. Otherwise, why would he be here? His Grace had told me that he was going to Ajmer Shareef, after all. What purpose could he have to visit Kheragarh?

As I got closer, it became obvious that it was indeed His Grace sitting there. I was surprised as well as delighted that my purpose of going to Ajmer Shareef was being fulfilled by Allah SWT, here. At the same time, I also wondered if his presence might be a result of his miraculous powers (to know the hidden). Maybe it was due to that, which diverted the idea of Ajmer Shareef out of my heart and made it my goal to visit Kheragarh. Anyway, for the first time, I had a strong heartfelt desire to kiss His Grace's feet. When I did it, the very meaningful words that Sarkar uttered were these:

“Oh wanderer, why are you wandering here and there?

We are sitting right here for you.”

I did not consider it appropriate to mention my intention (of Initiation) to

اڈا تھا۔ وہاں سے والد صاحب جو کھیرا گڑھ میں سب انسپیکٹر انچارج تھے، اُنکا کوارٹر اور وہ آرام گُرسی جس پر والد اکثر بیٹھا کرتے تھے، صاف نظر آیا کرتی تھی۔ مجھے یہ محسوس ہوا کہ بجائے والد کے حضرت اُس گُرسی پر تشریف فرما ہیں۔ میں نے سوچا کہ چونکہ اس وقت حضرت میرے دل و دماغ پر طاری ہیں، اس لیئے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ ورنہ حضرت تو مجھ سے اجمیر شریف کا کہہ کر گئے تھے۔ اُنکا کھیرا گڑھ سے کیا تعلق؟

لیکن جوں جوں میں قریب ہوتا گیا، تو معلوم ہوا یہ حقیقت میں حضرت ہی تشریف فرما ہیں۔ مجھے حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی ہوئی، کہ جس مقصد کیلئے میں اجمیر شریف جا رہا تھا وہ اللہ نے یہیں پورا کر دیا۔ اور ساتھ کے ساتھ میں نے یہ بھی سوچا کہ حضرت کے یہاں ہونے میں کہیں اُنکی کرامت کا تو دخل نہیں۔ کہ میرا اجمیر شریف کا خیال دل سے نکال کر کھیرا گڑھ کا قصد کروا دیا۔ بہر حال پہلی مرتبہ میرے دل میں شدید خواہش ہوئی کہ میں حضرت کی قدم بوسی کروں، اور میں نے اس پر عمل کیا۔ سرکار نے جو الفاظ اُس وقت ارشاد فرمائے وہ من و عن یہ تھے،

”ارے دیوانے، تُو کہاں مارا مارا پھر رہا ہے؟

ہم تو تیرے لیئے یہاں بیٹھے ہیں۔“

میں نے حضرت سے اپنی (بیعت کی) نیت یا ارادے کا اُس وقت ذکر کرنا

مناسب نہ سمجھا۔

His Grace, at that time.

The other strange thing was that I didn't even ask my father for permission to undertake the Initiation (Bai'ath) nor did I even bring it up. My father, himself, said to me at lunch, where Sarkar was also present,

“Asghar, Initiation is very important. I have been initiated by Haji Waris Ali Shah Sahib RA. If you want to be initiated, you will not find any Sufi Master better than His Grace.”

Before I could answer, His Grace, himself, said,

“Masoom Ali Khañ is absolutely correct. Today is Thursday and the 26th of the lunar month. We will make Asghar a disciple today.”

I thought, in my heart, that all these things are from Allah SWT. I laughed and then became quiet. After dinner, my father told me,

“His Grace will probably initiate you between Asr and Maghrib prayers. I will arrange for sweets, flowers and drinks. You keep these Rs. 50 with you. When His Grace initiates you, offer these Rs. 50 to His Grace, as a gift of homage (Nazr).” He directed me to take a bath. *“When you are called for the Initiation, do the wudu and recite whatever His Grace tells you to. Then, he will give you*

دوسری عجیب و غریب بات یہ ہوئی کہ ہر چند میں نے والد صاحب سے بھی اپنی بیعت ہونے کی اجازت نہیں مانگی تھی، اور نہ ذکر کیا تھا۔ لیکن والد صاحب نے ازخود دوپہر کے کھانے کے بعد، جس میں سرکار بھی شریک تھے، مجھ سے یہ کہا کہ،

”اصغر، بیعت ہونا ضروری ہے۔ ہم تو حاجی وارث علی شاہ صاحب سے بیعت ہیں۔ اگر تم بیعت ہونا چاہتے ہو تو حضرت سے بہتر کوئی دوسرا پیر نہیں ملے گا۔“

پیشتر اس کے کہ میں جواب دوں، خود حضرت نے یہ فرمایا کہ،

”معصوم علی خاں بالکل ٹھیک ہے۔ آج جمعرات بھی ہے اور چاند کی ۲۶ بھی ہے۔ ہم آج اصغر کو مُرید کر دیں گے۔“

میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ سب باتیں اللہ کی طرف سے ہیں۔ اور ہنس کر چپ ہو گیا۔ کھانے کے بعد اندر زنان خانے میں والد نے مجھ سے کہا،

”غالباً عصر اور مغرب کے درمیان حضرت تمہیں بیعت کریں گے۔ میں مٹھائی، پھول، اور شربت کا انتظام کر دیتا ہوں۔ تم یہ ۵۰ روپے اپنے پاس رکھ لو۔ جب حضرت تمہیں بیعت کر لیں، تو یہ ۵۰ روپے حضرت کی نذر کر دینا۔“ اور مجھے حکم دیا کہ تم نہا لو اور، ”جب مُرید کرنے کیلئے بلائیں، تو باؤضو جانا اور جو کچھ

his leftover drink. Drink that and kiss his hand (Dast Bosi). Then you will become a disciple.” I said, “Very good, father.”

My father went to bed after explaining all this and I kept pondering about what he had described to me. I don't know how long I kept thinking about the changes in my life to come. While still in this state, I suddenly heard Sarkar's voice.

I went immediately to attend to him. Sarkar said,

“The mango season is over but Masoom Ali Khañ has brought some Fajri mangoes (a type of mango) for us. Cut those mangos and feed them to us.”

I went inside but I didn't know anything about the mangoes. I asked the cook, Ashraf, who brought the mangoes to me. I put the knife and the mangoes in a tray and returned to serve them to His Grace. I cut the mango and offered a slice to His Grace. While I was serving the mango, Sarkar took out leftover paan from his blessed mouth and put it in the tray. He ate half a slice of mango and also placed it in the tray (as well). While looking at me, he said,

“You eat this mango.”

حضرت تم سے پڑھنے کیلئے کہیں وہ پڑھنا۔ پھر حضرت تمہیں اپنا جھوٹا شربت پلائیں گے، وہ شربت پی کر دست بوسی کرنا۔ بس پھر تم مُرید ہو جاؤ گے۔“ میں نے کہا، ”بہت اچھا۔“

والد یہ کہہ کر سونے کیلئے چلے گئے۔ اور میں والد کی گفتگو پر غور کرتا ہوا معلوم نہیں کتنی ہی دیر تک اپنی زندگی میں آنے والی تبدیلی پر غور کرتا رہا۔ معلوم نہیں کتنی دیر اس حال میں گزری ہوگی، کہ باہر سے اچانک سرکار کی آواز میرے کانوں میں پڑی۔

میں حاضر ہوا تو (سرکار نے) فرمایا،

”آموں کی فصل تو ختم ہو چُکی ہے لیکن معصوم علی خاں کہیں سے تلاش کر کے ہمارے لیئے فجری آم (آم کی ایک قسم) لائے ہیں۔ وہ آم کاٹ کر ہمیں کھلاؤ۔“

میں اندر آیا مجھے آموں کے مُتعلق کچھ پتہ نہ تھا۔ اشرف باورچی سے پوچھا تو اس نے مجھے آم لا کر دیئے، اور میں چُھری اور آم ایک طشت میں رکھ کر دوبارہ حاضر خدمت ہوا۔ اور تراش کر کے آم کی ایک قاش حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ جس وقت میں آم پیش کر رہا تھا، تو سرکار نے پان کا اُگال اپنے دھن مُبارک سے نکال کر طشت میں رکھ دیا۔ اور آدھا قاش آم کھا کر وہ بھی طشت میں رکھ دیا اور پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ،

”یہ آم تم کھا لو۔“

I moved away from His Grace and stood in a place where no one was around and started wondering that the leftover paan was something to be thrown away. Why did he put it in the tray? I wondered if when His Grace said the phrase,

“You eat this mango,”

would it not mean that I should eat the leftover paan? In that way, maybe I will become a more devoted disciple. This thought caught such a forceful momentum that I ate the leftover paan reciting Bismillah (In Allah’s Name). After eating, I assumed that I had (already) become a disciple. When I came back, I quietly kissed His Grace's feet. At that time, there were tears in my eyes. His Grace prayed and said,

“Live well, live well, live well.”

Then His Grace lay down to rest and I went to my room and fell asleep. Just before Maghrib, my father saw that the sweets, flowers and drinks were all there, just as they were. Father asked me,

“Has His Grace not made you a disciple yet?”

I replied,

میں حضرت کے سامنے سے ہٹ کر ایک تنہا جگہ پر کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ اُگال پھینکے کی چیز تھی، اُسے طشت میں کیوں رکھا؟ تو کہیں حضرت کی مُراد اس جُملے سے کہ،

”یہ آم تم کھا لو،“

یہ تو نہیں تھی کہ یہ اُگال میں کھا لوں؟ اور شاید اس طور پر زیادہ پگا مُرید ہو جاؤں۔ میرے اس خیال نے کچھ ایسی قوت پکڑی کہ میں نے بسم اللہ (اللہ کا نام) کر کے وہ اُگال کھایا۔ اور وہ اُگال کھا کر سمجھ لیا کہ میں مُرید ہو گیا۔ اور آ کر خاموشی سے میں نے حضرت کی قدم بوسی کی۔ اُس وقت میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت نے دُعا دی اور فرمایا،

”اچھے رہتے ہیں، اچھے رہتے ہیں، اچھے رہتے ہیں۔“

پھر حضرت آرام کی غرض سے لیٹ گئے اور میں اپنے کمرے میں جا کر سو گیا۔ مغرب سے زرا سا پہلے والد نے دیکھا کہ مٹھائی، اور پھول، اور شربت، سب جوں کے توں رکھے ہیں۔ مجھ سے سوال کیا کہ،

”تمہیں حضرت نے ابھی مُرید نہیں کیا ہے؟“

میں نے جواب دیا کہ،

“Yes, I am a disciple.”

”میں تو مُرید ہی ہوں۔“

Father said,

والد نے کہا،

“Yes, that is right but I will request His Grace to formally complete the Initiation.”

”ہاں، یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن بیعت کی تکمیل کے لیئے میں حضرت سے عرض کرتا ہوں۔“

When my father went to His Grace, I stood, quietly, at a place where neither my father nor Sarkar could see me, just to hear what Sarkar said about the matter of Initiation. Father asked Sarkar,

جب والد حضرت کے پاس گئے، تو میں چُپ چاپ قریب ایک جگہ کھڑا ہوا جہاں والد یا سرکار مجھ کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ صِرف یہ سُننے کیلئے کہ بیعت کے مُعاملے میں سرکار کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ والد نے سرکار سے کہا کہ،

“Your Grace, have you not initiated Asghar yet?”

”حضرت، آپ نے اصغر کو ابھی تک مُرید نہیں کیا؟“

Sarkar replied immediately,

سرکار نے برجستہ جواب دیا کہ،

“No, Masoom Ali, he is a very old disciple of ours. Where is Asghar? Let us ask him.”

”نہیں، معصوم علی، وہ تو ہمارا بہت پُرانا مُرید ہے۔ اور کہاں ہے اصغر؟ اُس سے پوچھتے ہیں۔“

Sarkar called me. When I came, our conversation went as follows:

سرکار نے مجھے آواز دی۔ میں حاضر ہوا تو سرکار نے مندرجہ ذیل گفتگو فرمائی۔

(Sarkar Yousuf Shah Baba RA asked,)

(سرکار یوسف شاہ باباؒ نے پوچھا،)

“So Brother, are you not our disciple?”

”کیوں بھائی، کیا تم ہمارے مُرید نہیں ہو؟“

I said,

میں نے عرض کیا کہ،

“Yes, I am His Grace's disciple.”

”جی، میں حضرت کا مُرید ہوں۔“

Sarkar laughed out loud and said,

سرکار بہت زور سے ہنسنے لگا اور فرمایا کہ،

“Look Masoom Ali Khañ, he says that he is our disciple and we also say that he is our disciple. Then, how else can there be a relationship between a Sufi Master and a disciple, without such an agreement?”

”دیکھو معصوم علی خاں، یہ کہتا ہے کہ ہمارا مُرید ہے۔ اور ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ ہمارا مُرید ہے۔ تو اور پیر اور مُرید کیسے ہوتے ہیں؟“

My father said,

والد نے کہا،

“Yes, Your Grace, you are right.”

”جی حضور، مُناسب ہے۔“

Then Sarkar said to my father,

پھر سرکار نے والد سے فرمایا کہ،

“Congratulations, today is Thursday and it is also the 26th, let us also celebrate Milad-e-Shareef. Inform all Hindus and Muslims and arrange sweets to distribute as a blessing, after the Milad.”

”مبارکباد، آج جمعرات بھی ہے اور ۲۶ بھی ہے۔ ہم میلاد شریف بھی پڑھیں گے۔ ہندو اور مسلمانوں سب کو اطلاع کر دو اور مٹھائی کا انتظام کر لو کہ بعد میلاد تَبْرُک کے طور پر تقسیم کر دی جائے۔“

Just after Maghrib prayers, a large number of people gathered to celebrate the Milad. Both Hindus and Muslims were present and all were saying that

مغرب کی نماز کے بعد ہی سے بڑی تعداد میں لوگ حضرت کے یہاں میلاد سُننے کیلئے جمع ہو گئے۔ جس میں ہندو اور مسلمان سب ہی شامل

Darughaji's (Inspector) Sufi Master had come. Seeing the crowd, Father was worried that the sweets might not be enough, so he asked the servants to bring more. They replied,

“We have brought all the sweets available in Kheragarh, Sir. If you need more, we can only get them from Kagarawal which is 8 miles away. Going by horse, the sweets will arrive in about an hour.”

Father told them to bring the sweets, immediately. These arrangements were being made when Sarkar started reciting the Milad and after about half an hour, gave a very mesmerizing sermon. After Salaat and Salaam, His Grace asked,

“Where is Masoom Ali Khañ? We will distribute the sweets, ourselves.”

Father offered all the sweets available, a bit worried, and Sarkar started distributing them. The people were taking sweets one after the other, in an orderly manner, without any crowding. These sweets (it turned out) were more than enough. In fact, there were some left over. Sarkar handed these over to (my) father saying,

“Those who were not able to attend Milad, these leftover sweets should be sent to their homes.”

تھے۔ اور سب کہہ رہے تھے کہ داروغا جی (انسپیکٹر) کے پیر صاحب آئے ہوئے ہیں۔ مجمع کو دیکھ کر والد پریشان ہوئے کہ شاید مٹھائی کم ہو جائے۔ تو سپاہیوں سے اور مٹھائی لانے کے لیئے کہا۔ سپاہیوں نے کہا کہ،

”حضور، کھیرا گڑھ میں حلوائیوں کے پاس جتنی مٹھائی تھی وہ سب آگئی ہے۔ اور اگر مٹھائی کی ضرورت پڑی تو صرف کاگارول سے ملے گی جو یہاں سے ۸ میل دور ہے۔ گھوڑ سوار بھیج دیئے جائیں تو ایک گھنٹے میں مٹھائی آجائے گی۔“

والد نے کہا کہ فوراً منگوالی جائے۔ اور ابھی یہ انتظامات ہو ہی رہے تھے کہ سرکار نے میلاد پڑھنا شروع کر دیا اور آدھے گھنٹے میں نہایت مسحور کُن واعظ فرمایا۔ اور صلوٰۃ و سلام کے بعد میں کہا،

”معصوم علی خاں کہاں ہے؟ تبرک ہم خود بانٹیں گے۔“

والد نے جتنی مٹھائی تھی وہ ڈرتے ڈرتے پیش کر دی، اور سرکار نے بانٹنا شروع کر دیا۔ نہایت قاعدے کے ساتھ لوگ باگ یکے بعد دیگرے بغیر کسی جھمگٹے کے تبرک لیتے رہے۔ اور وہ ہی مٹھائی کافی ہو گئی، بلکہ بچ بھی گئی۔ جس کو سرکار نے یہ کہہ کر والد کو دیا کہ،

”جو لوگ نہیں آسکے ہیں، اُن کے گھر بھجوا دی جائے۔“

There were so many sweets left that both my father and I were amazed.

The next morning, Sarkar said to my father,

“Masoom Ali Khañ, the purpose for which we came here has been achieved. Now, we intend to stay with Haji Inam-ul-Haq Engineer for a few days and then intend to go to Ajmer Shareef. So, today we will go to Agra and if you allow, we would like to take Asghar with me to Agra.”

Father replied,

“Now, I have no jurisdiction over Asghar, he is your servant and whatever you want and however you want him, he is yours and With Allah’s Will (Insha’Allah) he will always remain yours.”

Sarkar said,

“Well, then we will take Asghar with us to Agra today.”

Therefore, on the same day, I accompanied Sarkar and arrived at Haji Inam-ul-Haq Sahib’s house.

Haji Inam-ul-Haq had met Sarkar during Hajj. Sarkar used to call Haji Inam-

اس مٹھائی میں اتنی برکت ہوئی کے والد اور میں دونوں حیرت میں پڑ گئے۔

دوسرے روز صبح کو سرکار نے والد سے فرمایا کہ،

”معصوم علی خاں، ہم جس کام کیلئے آئے تھے وہ کام ہو گیا۔ اب چند روز اگرہ میں حاجی انعام الحق انجینیئر کے یہاں قیام کر کے اجمیر شریف جانے کا قصد ہے۔ لہٰذا آج ہم اگرہ جائیں گے اور اگر آپ اجازت دیں تو ہم اصغر کو بھی اپنے ساتھ اگرہ تک لے جائیں۔“

والد نے جواب دیا کہ،

”اب اصغر پر میرا کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ تو آپکا ہی غلام ہے۔ آپ جو چاہیں اور جیسا چاہیں آپکا ہی ہے اور انشاءاللہ آپ کا ہی رہے گا۔“

سرکار نے کہا،

”اچھا، ایسا ہے تو پھر ہم اصغر کو آج اپنے ساتھ اگرہ لے جاتے ہیں۔“

چنانچہ اُسی روز وہاں سے سرکار کی ہمراہی میں اگرہ حاجی انعام الحق صاحب کے گھر آگیا۔

حاجی انعام الحق سے سرکار کی ملاقات دورانِ حج ہوئی تھی اور سرکار

ul-Haq Sahib his Arafati Bhai (Brother From Arafat). He was the Chief Engineer in Agra at that time. Very few Indians held such a position. The Chief Engineers, in most of the urban areas, would be British. He lived in the Barber Market and had a big house. The number of servants working for him was about 10 to 12. There, I met with my dear Fellow Brother, Monis Ali Khañ as well as the great elder Fellow Brother of our Silsila, Bhai Munir Khañ Sahib. He was one of those Fellow Brothers of mine whose station, morals and dignity need to be discussed in detail which will be done later, along with the other Fellow Brothers.

Let me narrate a few incidents, during my stay in Agra, which are noteworthy. The first incident was that I and Monis were to pick up Sarkar's washed clothes from His Grace Dilgeer Shah Sahib's house. This chore was assigned to Monis and me. Dilgeer Shah Sahib's house was in the Apple Market where there were many brothels of famous prostitutes of Agra. When we arrived, his servant seated us on the porch of the upstairs room. This room had latticework, through which the courtyards and the wash areas of the brothels were visible. We peeked through the net and watched the scene for a long time, without realizing as to what time it was. We spent 2 to 2.5 hours there and then left for home. I told Monis,

“Monis, we are late. I hope that Sarkar will not be angry.”

حاجی انعام الحق صاحب کو اپنا عرفاتی بھائی کہتے تھے۔ یہ اس زمانے آگرہ میں چیف انجینیئر تھے۔ بہت کم ہندوستانی اس عہدے پر فائز تھے، ورنہ زیادہ تر بڑے شہروں میں چیف انجینیئر انگریز ہی ہوا کرتے تھے۔ آگرہ میں نائی کی منڈی میں رہتے تھے اور بہت بڑا گھر تھا۔ نجی ملازمین کی تعداد بھی ۱۰ سے ۱۲ تھی۔ یہاں میری ملاقات میرے پیر بھائی اور میرے عزیز مونس علی خاں سے ہوئی۔ اور یہیں میری ملاقات ہمارے سلسلے کے بڑے ممتاز بزرگ پیر بھائی، بھائی منیر خاں صاحب سے بھی ہوئی۔ بھائی منیر خاں صاحب میرے اُن پیر بھائیوں میں سے ہیں جن کے مراتب و مدارج، اخلاق اور کردار پر سیر حاصل بحث کی ضرورت ہے۔ جو آگے پیر بھائیوں کے ذکر کے ساتھ بیان کی جائے گی۔

آگرہ کے اس قیام کے دوران چند واقعات میرے نزدیک قابلِ ذکر ہیں، بیان کرتا ہوں۔ پہلا واقعہ یوں ہے سرکار کے ڈھلے کپڑے حضرت دلگیر شاہ صاحب کے یہاں سے لانے تھے۔ یہ کام میرے اور مونس کے سپرد کیا گیا۔ دلگیر شاہ صاحب کا مکان سیب کے بازار میں تھا، جہاں آگرہ کی بڑی بڑی طوائفوں کے کوٹھے تھے۔ ہم لوگ جب پہنچے تو ہمیں اُنکے ملازم نے بالاخانے کے ایک برآمدے میں بیٹھا دیا، جس میں جالی لگی ہوئی تھی۔ اس جالی میں سے طوائفوں کے صحن اور غسل خانے بھی نظر آرہے تھے۔ ہم جالی میں سے جھانک جھانک کر یہ مناظر دیکھتے رہے، جس میں کافی دیر لگی اور ہمیں وقت کا احساس بھی نہیں ہوا۔ اور تقریباً ہم نے جان بوجھ کر دو ڈھائی گھنٹے وہاں صرف کر دیئے، اور پھر وہاں سے واپسی کیلئے روانہ ہوئے۔ میں نے مونس سے کہا کہ،

”مونس، دیر ہوگئی ہے۔ کہیں سرکار خفاء نہ ہوں۔“

مونِس نے کہا،

Monis said,

”کہہ دیں گے کہ کپڑے تیار نہ تھے۔“

“We will say that the clothes were not ready.”

میں نے مونِس سے کہا،

I said to Monis,

”بھائی، میں تو نیا ہوں، تم ہی کہنا۔“

“Brother, I am new here, you will have to explain.”

بہر حال جو خطرہ تھا وہ سامنے آیا۔ جب ہم سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو سرکار نے پوچھا کہ،

The issue that we had anticipated, came up. When we came to Sarkar, he asked,

”تم لوگوں نے اتنی دیر کہاں لگائی؟“

“Where did you spend so much time?”

مونِس نے برجستہ جواب دیا کہ،

Monis replied,

”سرکار، کپڑے تیار نہیں تھے۔“

“Sarkar, the clothes were not ready.”

سرکار نے ہنس کر ہم دونوں کی طرف دیکھا، اور فرمایا کہ،

Sarkar laughed, looking at both of us, he said,

”کپڑے تیار نہیں تھے یا کہ تم لوگ رنڈیوں کے ساتھ جھانک تانک کر رہے تھے۔“

“Were the clothes not ready or were you people peeking at the prostitutes.”

میں اپنے دل میں بہت ڈرا اور میں نے سوچا کہ اُن کو پتہ چل جاتا ہے، لہذا جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے۔ اور آئندہ سے اس قسم کی خرافات سے بھی بچنا چاہیئے۔

I was very scared and thought that Sarkar had found out the truth, for sure. I should never lie and avoid such actions in the future.

Second Incident

The second incident is that next day, in the evening, Sarkar said, *“Let us go to Hazrat Abul-Alaa’s Urs.”* So, Sarkar with a group of his disciples, believers and myself left for the shrine (Dargah of Hazrat Abul-Alaa). When we reached the shrine, just before sundown (Maghrib), we could see that there was already a huge crowd. Sarkar approached the shrine, took off his shoes and so did we. Instead of going inside the shrine, Sarkar went out to the field outside the shrine and started walking bare-feet, very fast. When I stepped onto the field, 4 or 5 thorns pricked my feet and I sat down to pull them out, while Sarkar went ahead. After going a little farther, Sarkar looked back and told me,

“Come on, run over here.”

When I started running, I was surprised that no thorns were pricking my feet and Sarkar was walking (so comfortably) as if the ground was covered with a carpet. Far, from the shrine, where the shrine and the assembly were still clearly visible, there, Sarkar said,

“What a good place. We will settle down here. It would be nice if you people could clean this place.”

دوسرا واقعہ (دور)

دوسرا واقعہ یوں ہے کہ سرکار نے دوسرے دن شام کے وقت یہ فرمایا کہ، ”حضرت ابوالعلیٰ کے عرس میں چلتے ہیں۔“ چنانچہ وہاں سے سرکار اپنے مُریدین اور معتقدین کی جماعت کے ساتھ (حضرت ابوالعلیٰ کی) درگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ ہم لوگ مغرب سے زرا پہلے درگاہ پہنچے تو وہاں بے پناہ ہجوم تھا۔ سرکار نے وہاں درگاہ پہنچ کر جوتے اُتار دیئے اور ہم لوگوں نے بھی۔ سرکار بجائے درگاہ جانے کے، درگاہ کے باہر جو کھیت اور میدان تھے، اس طرف نکل لیئے اور بہت تیز تیز ننگے پیر چلنا شروع کر دیا۔ میں نے جب کھیت کے اندر قدم رکھا، تو میرے پیروں میں چار پانچ گوگھرو چُبھ گئے۔ میں اُنکو نکالنے کیلئے بیٹھ گیا۔ سرکار آگے نکل گئے۔ تھوڑی دور جا کر، سرکار نے پیچھے دیکھا اور مجھ سے فرمایا،

“Come On!، بھاگ کر آؤ۔“

میں نے جب بھاگنا شروع کیا تو مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ میرے پیروں میں کوئی گوگھرو نہیں چُبھا۔ اور سرکار تو ایسے جا رہے تھے (اتنی آسانی سے کہ) جیسے فرش بچھا ہوا ہے۔ درگاہ سے دُور، جہاں سے درگاہ اور درگاہ کا مجمع صاف نظر آرہا تھا، وہاں جا کر ایک جگہ پر فرمایا،

”کیسی اچھی جگہ ہے۔ ہم تو یہاں ہی قیام کریں گے۔ کیا اچھا ہوتا اگر تم لوگ مل کر اس جگہ کو صاف کر لو۔“

So we started clearing the grass and the bushes. In a short time, we made the place clean and tidy. Then, the water carrier came, sprayed the ground and a large crowd gathered.

At that time, Nawab Sahib Chattari was the Governor of U.P. (Uttar Pradesh). I heard people say that Sarkar was a Sage of a very high station and the Governor of Uttar Pradesh was his disciple. The assembly kept growing and as Sarkar sat down on the ground, we did the same. Someone in the crowd said,

“Your Grace, if you intend to stay here, should I bring the carpet and lay it down?”

Sarkar said,

“You will do a very good thing if you do that. Please bring some Qawwals also. That way, we will celebrate our little Urs here.”

After a short time, both the carpet and the Qawwals arrived and Sarkar asked the Qawwals to recite their repertoire. A very mesmerizing Qawwali took place and the gathering kept on growing. It seems that the Keeper of the Shrine (Sajjadah-Nasheen) also came to know about it because he sent

چنانچہ ہم نے وہاں گھاس پھوس اور جھاڑیاں تھیں وہ صاف کرنا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی ہی دیر میں ہم نے دیکھا کہ گھری اور جھاڑو لیئے ہوئے مجمع سے کچھ لوگ نکل آئے اور ذرا سی دیر میں جھاڑ جھنکار سے اس جگہ کو صاف کر دیا۔ پھر بہشتی آیا، اس نے چھڑکاؤ کیا۔ کافی مجمع بھی جمع ہو گیا۔

اُس زمانے میں نواب صاحب چھتاری یوپی (اُتر پردیش) کے گورنر تھے۔ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا بڑے پُہنچے ہوئے بزرگ ہیں، اور یوپی (اُتر پردیش) کا گورنر بھی انکا مُرید ہے۔ مجمع بڑھتا ہی چلا گیا۔ سرکار وہی زمین پر بیٹھ گئے اور ہم لوگ بھی سب زمین پر بیٹھ گئے۔ مجمع میں سے کسی نے کہا،

”حضور، اگر یہیں قیام کا قصد ہے تو میں فرش لا کر چھا دوں؟“

سرکار نے فرمایا،

”یہ تو بہت ہی اچھا کام کرو گے۔ اور ساتھ میں کسی قوال کو بھی بُلاتے آنا۔ ہم اپنا چھوٹا عرس یہیں منا لیں گے۔“

تھوڑی دیر میں فرش اور قوال دونوں آگئے، اور سرکار نے قوالوں کو حکم دیا کہ ہاں بھائی اپنی کتاب سناؤ۔ بہت پُرکیف قوالی ہوئی اور مجمع بھی بڑھتا ہی چلا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ درگاہ کے سجادہ کو بھی علم ہو گیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے خُدام کو بھیج کر سرکار کو لنگر میں

servants of the shrine to invite Sarkar for the Urs Sanctified Food (Langar). Sarkar was in a state of spiritual ecstasy, at that time. He told the servants of the shrine,

“Say Salaam to Sajjadah Sahib and ask him to send our share of the Langar, here.”

The Servants replied,

“Your Grace, it is not customary to send Langar outside of the Holy Shrine.”

Sarkar replied in a very terse manner,

“The shrine is wherever the Faqeer sits. You convey our message to the Keeper of the Shrine and then do whatever he says.”

In a short time, the servants brought the Langar in big serving trays, along with plates and tablecloths. When servants started laying the tablecloths and placing the plates. Sarkar said,

“Do away with this tablecloth”,

and he asked the people,

“Aao Re Logoñ, Langar Looto.”

(Come on people, grab the Langar.)

شرکت کی دعوت دی۔ سرکار اس وقت بہت کیف میں تھے، دعوت دینے والوں سے فرمایا کہ،

”سجادہ صاحب کو سلام بولنا اور کہنا کہ ہمارے حصے کا لنگر یہیں بھجوا دیا جائے۔“

خُدام نے کہا کہ،

”حضور، درگاہ سے باہر جانے کا لنگر کا رواج نہیں ہے۔“

سرکار نے بہت جلال میں فرمایا کہ،

”فقیر جہاں بیٹھے وہی درگاہ ہو جاتی ہے۔ تم ہمارا پیغام سجادے کو پُہنچا دو اور پھر وہ جیسا کہیں اُس پر عمل کرنا۔“

تھوڑی دیر میں خُدام کئی سینیوں میں لنگر لے کر آگئے، ساتھ میں پلیٹیں اور دسترخواں بھی تھے۔ جب خُدام نے دسترخواں بچھانا اور پلیٹ لگانا شروع کیا تو سرکار نے فرمایا،

”ہٹاؤ یہ دسترخواں“،

اور اُنہوں نے لوگوں سے کہا،

”آؤ رے لوگوں لنگر لوٹو۔“

Many people came forward from the gathering and we all started eating from the same big serving trays. The Langar was plentiful. After eating, the Qawwali resumed and Sarkar sat there all night, listening to the Qawwali. At the time of Fajr prayers, Sarkar called those water carriers and said,

“Those who want to participate in the prayers should wash their hands and face.”

The people performed wudu and offered prayers. After the prayers, Sarkar sat facing the gathering and said,

“Let’s see, who wants to be enlisted in Baba's platoon? Stand up!”

As far as I remember, about 30 to 35 people became Sarkar’s disciples that day. After the Initiation, Sarkar stood up, turned towards the shrine of His Grace Abul-Aala RA and raised his hands for Fatiha. After the Fatiha, Sarkar said,

“What a blessed Urs. Come, let's go home now”

and started walking. When we reached near the gate of the shrine, the Keeper of the Shrine and all the Sufi Masters of Agra who had come to attend the Urs, all came to greet Sarkar and complained,

مجمع میں سے بہت سے لوگ آگئے اور ہم سب نے اُسی سینی میں کھانا شروع کر دیا، اور لنگر میں بھی بہت برکت ہوئی۔ لنگر کھا کر پھر قوالی شروع ہوگئی، اور رات بھر سرکار وہیں بیٹھ کر قوالی سنتے رہے۔ فجر کی نماز کے وقت سرکار نے انہی بہشتیوں کو یاد فرمایا اور کہا کہ،

”جو لوگ پریڈ کرنا چاہتے ہیں وہ ہاتھ منہ دھو لیں۔“

لوگوں نے وضو کیا نماز پڑھی۔ نماز کے بعد میں سرکار مجمع کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور فرمایا کہ،

”چلو، بابا کی پلٹن میں کون کون بھرتی ہونا چاہتا ہے؟ کھڑے ہو جاؤ!“

میرا جہاں تک خیال ہے کہ ۳۰ سے ۳۵ اشخاص اُس روز مُرید ہوئے۔ مُرید کرنے کے بعد میں سرکار کھڑے ہوئے، حضرت ابو العلیٰ کی مزار کی طرف رُخ کیا اور فاتحہ کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ فاتحہ کے بعد سرکار نے فرمایا،

”کیا اچھا عرس ہوا، چلو اب گھر چلیں۔“

یہ کہہ کر حضور وہاں سے واپسی کیلئے روانہ ہوئے۔ جب درگاہ کے دروازے کے قریب پہنچے تو اُس وقت سجادہ صاحب، اور آگرہ کے وہ مشائخ جو عرس میں شرکت کیلئے آئے ہوئے تھے، وہ سب سرکار سے ملنے کیلئے آئے۔ اور شکایتاً کہا کہ،

“Your Grace, we waited all night for you in the Qawwali main hall and you did not visit us.”

Sarkar said,

“Our Qawwali main hall in the jungle would have complained, so we attended the Qawwali there. Tomorrow, Insha'Allah, I will participate in the Exact Moment of Anniversary (Qul), then, I will sit with you and listen to the Qawwali in the Qawwali main hall.”

Sarkar laughed and recited this poem:

*Har Aan Keh Bajuz Ruwe To, Jaaey Nigaranand
Kotah Nazaranand, Cheh Kotah Nazaranand*

*(All Who Seek to View, Other Than Your Beautiful Face.)
(Are Short-Sighted, How Short-Sighted They Are.)*

I would like to describe another interesting incident, during my stay at Haji Inaam Ali's house. My father had given me Rs. 50, in Kheragarh, before I became a disciple, so that, after I am initiated by His Grace, I would offer this money to him, as an homage. However, as mentioned above, my becoming a disciple was a bit out of the ordinary and there was no opportune moment to offer homage money to Sarkar. So these Rs. 50 remained in my pocket and

”حضرت، آپکا رات بھر انتظار کیا آپ سماع خانہ میں تشریف نہیں لائے۔“

سرکار نے فرمایا کہ،

”ہمارا جنگلی سماع خانہ شکایت کرتا۔ اس لیئے ہم نے وہیں قوالی سُن لی۔ کل انشااللہ قُل میں حاضر ہوں گا تو آپ حضرات کے ساتھ بیٹھ کر سماع خانہ میں قوالی سنوں گا۔“

اور پھر ہنس کر یہ شعر پڑھا:

ہر آنا کہ بُجز روئے تو، جائے نگر آند
کو تاہ نظر آند، چہ کو تاہ نظر آند

(ہر لمحہ جب وہ آپ کے چہرے سے ہٹ کر دیکھتے ہیں)
(کتنے کم نظر ہوتے ہیں، کتنے ہی کم نظر ہوتے ہیں)

حاجی انعام علی صاحب کے گھر کے قیام کے دوران ایک اور دلچسپ واقعہ دام تحریر میں لانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ کھیراگڑھ میں میرے والد نے میرے مُرید ہونے سے قبل ۵۰ روپے بھی دیئے تھے۔ کہ جب تمہیں حضرت بیعت کر لیں، تو یہ رقم بطور نذرانہ پیش کر دینا۔ لیکن جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ میرا مُرید ہونا زرا عام دستور سے ہٹ کر تھا، اور اس میں کوئی موقع نذر پیش کرنے کا آیا ہی نہیں۔ لہذا وہ

I brought the amount with me to Agra. It was in my sherwani pocket and it is not known how and when someone took this money, out of my pocket. Engineer Sahib had 10 to 12 servant helpers. When I mentioned this to Monis, he advised me to remain quiet. If I inquired and Engineer Sahib came to know, or Sarkar found out, there would be unnecessary trouble for the servants. It was better, therefore, to remain silent than to create any unpleasantness. So I kept quiet.

After a stay of 3 to 4 days, Sarkar decided to leave for Talib Nagar. I was preparing to go to the (train) Station to bid farewell to Sarkar when Bhai Munir Khañ Sahib said to me,

“Asghar, pick up Sarkar's bedding and load it in the horse carriage.”

Since I had never carried such a load, I asked in surprise,

“Who (are you referring to) Brother, me?”

As soon as he heard my answer, Bhai Munir Khañ Sahib came over and in spite of his old age and frailty, picked up the bedding and carried it downstairs. He said to me somewhat angrily,

۵۰ روپے میری جیب میں بدستور موجود رہے اور سرکار کے ساتھ اگرہ آتے وقت میں اپنے ساتھ ہی لے آیا تھا۔ یہ میری شیروانی کی جیب میں تھے۔ معلوم نہیں کب اور کس وقت کسی نے یہ رقم میری شیروانی کی جیب سے نکال لی۔ انجینیئر صاحب کے ہاں ۱۰ سے ۱۲ مُلازمین تھے۔ میں نے مونس سے اس بات کا ذکر کیا تو اُنہوں نے مشورہ دیا کہ خاموش ہو جاؤ، کیونکہ اگر پوچھ گُچھ کی اور انجینیئر صاحب کے علم میں آگیا یا سرکار کو پتہ چل گیا، تو خَواہ مخواہ نوکروں پر سَختی ہوگی۔ لہٰذا بدمزگی پیدا کرنے سے خاموش رہنا زیادہ بہتر ہے۔ اس لیئے میں چپ رہا۔

تین چار دن کے قیام کے بعد سرکار نے وہاں سے طالب نگر روانگی کا قصد فرمایا۔ اور میں سرکار کو رُخصت کرنے کیلئے (ٹرین) اسٹیشن کی تیاری کر رہا تھا تو بھائی منیر خاں صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ،

”اصغر، یہ سرکار کا بستر یہاں سے اُٹھا کر نیچے تانگے میں رکھ آؤ۔“

میں نے چونکہ کبھی اس قِسم کا بوجھ اُٹھایا نہیں تھا، تو میں نے حیرت میں پوچھا،

”بھائی صاحب، میں؟“

میرا جواب سُنتے ہی بھائی مُنیر خاں صاحب بستر کی طرف آئے اور اُنا فانا بستر کو اُٹھا کر کھٹ کھٹ کر کے سیڑھیوں سے نیچے اُتر گئے۔ باوجود اپنی ضعیفی کے اور مجھ سے غصہ میں فرمایا کہ،

“If you cannot even carry your Sufi Master's bedding, what will you be able to do?”

I felt really embarrassed.

Arriving at the Station, Sarkar gave money to Monis to buy the ticket. At that point, I thought to myself that the journey from here to Tondala is only 15 minutes and connections are available minute by minute. So how good it would be if I were to travel with Sarkar to Tondala. While I was thinking this, Sarkar himself said,

“Ask Monis to buy a ticket to Tondala for you, as well.”

At the same time, I began to think that Sarkar would reach Aligarh at the latest at 1 o'clock in the afternoon. From there, at 3 o'clock, a passenger train departs from Bareilly for Agra which reaches Agra at 5 o'clock in the evening. From Agra, there are buses for Kheragarh that run till 10 o'clock at night. So, I will have no difficulty in returning to Kheragarh. I was just contemplating this and as if Sarkar was listening to my inner voice, Sarkar said,

“Look Asghar, Monis probably hasn't bought the tickets yet. Tell him to buy your ticket to Aligarh. You come with us to see Talib Nagar also. There, you will meet some of your Fellow Brothers.”

”تم سے اپنے پیر کا بستر تو اٹھتا نہیں ہے، اور کیا کر سکو گے؟“

مجھے تھوڑی سی ندامت بھی ہوئی۔

اسٹیشن پر پہنچ کر سرکار نے مونیس کو ٹکٹ لینے کیلئے پیسے دیئے۔ تو اُس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا، یہاں سے ٹونڈلا تک کا سفر صرف ۱۵ منٹ کا ہے اور منٹ منٹ کنکشن ملتے ہیں۔ تو کیا اچھا ہوتا کہ میں سرکار کے ساتھ ٹونڈلے تک چلتا۔ میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ سرکار نے ازخود فرمایا کہ،

”اچھا مونیس سے کہو کہ تمہارا ایک ٹکٹ ٹونڈلے تک کا خرید لے۔“

اسی کے ساتھ ہی ساتھ، مجھے دل میں یہ خیال آنے لگا کہ سرکار زیادہ سے زیادہ ایک بجے دن تک علی گڑھ اور وہاں سے ۳ بجے دن کے بریلی آگرہ پیسنجر چلتا ہے، جو پانچ بجے شام آگرہ پہنچ جاتا ہے۔ اور آگرہ سے کھیرا گڑھ کیلئے لاریاں رات کو ۱۰ بجے تک چلتی ہیں۔ تو مجھے کھیرا گڑھ واپسی میں کوئی دقت پیش نہیں ہوگی۔ میں یہ سب دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ سرکار جیسے کے میرے دل کی آواز سن رہے ہوں۔ سرکار فرمانے لگے کہ،

”ارے اصغر دیکھو، مونیس نے ابھی ٹکٹ نہیں لیے ہونگے۔ اُس سے کہو کہ تمہارا ٹکٹ علی گڑھ تک کا لیلے۔ چلو تم ہمارے ساتھ طالب نگر بھی دیکھ لو۔ وہاں کچھ تمہارے پیر بھائیوں سے ملاقات ہو جائے گی۔“

I ran and went to Monis and happily informed him. In this way, I also came to Talib Nagar, with Sarkar.

During my stay in Talib Nagar, I learned a lot. I met many of my Fellow Brothers, there. When we Fellow Brothers used to sit together, everyone would tell their own heartfelt story. It made me realize that they all loved their Master more than I did, at that time. In any case, in Sarkar's company and that of my Fellow Brothers, there was a lot of spiritual ecstasy as well as serenity. My belief became stronger and stronger that I had become associated with the right Sufi Master and the right Silsila.

During this time, it came to light again and again, that the Sufi Master has immense love and affection for his disciples. I found my Fellow Brothers in diverse spiritual conditions. Some were emotionally overwhelmed and in tears while others were exuberant and humming poetry. The most interesting thing was that everyone, within himself, was unbelievably convinced that Sarkar loved him the most. There was a mixture of envy and (friendly) competition but also a lot of good, mutual feelings (of comradery). Some Fellow Brothers were fond of supplications and some were engaged in Zikr. Overall, they had a great love for each other. There was also friendly teasing as well.

میں دوڑا دوڑا گیا اور مونس کو جا کر خوش خوش یہ اطلاع دے دی اور اس طرح میں بھی سرکار کے ہمراہ طالب نگر آگیا۔

طالب نگر کے قیام میں، میں نے بہت کچھ سیکھا۔ اور یہاں اپنے بہت سے پیر بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ ہم پیر بھائی جب مل بیٹھتے تھے تو ہر شخص اپنی اپنی رُودادِ قلبی بیان کرتا تھا۔ اور اس سے مجھے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ اُن سب کو اپنے شیخ سے اُس سے کہیں زیادہ محبت ہے جتنی شاید اُس وقت تک مجھے ہو پائی تھی۔ بہر حال، اس دوران سرکار اور پیر بھائیوں کی صحبت میں بہت کیف اور سرور کا عالم رہا۔ اور میرا یہ یقین پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا گیا کہ میں صحیح شیخ اور صحیح سلسلے سے منسلک ہو گیا ہوں۔

اس دوران یہ بات بھی بار بار علم میں آئی کہ شیخ اپنے مريدوں سے بے پناہ محبت اور اُنس رکھتا ہے۔ اپنے پیر بھائیوں کو میں نے مُختلف الحال پایا۔ کسی پہ گریہ کا غلبہ تھا تو کوئی سرشاری کے عالم میں گُنگناتا رہتا تھا۔ اور پھر مزے کی بات یہ تھی کہ ڈھکے چُھپے انداز میں ہر شخص اسکا دعویٰ دار تھا کہ جیسے سرکار سب سے زیادہ اُسی سے محبت کرتے ہیں۔ اور اس میں ایک رَشک اور (دوستانہ) مقابلے کی ملی جلی سی مگر بہت پُر لطف کیفیت بھی پائی جاتی تھی۔ کچھ لوگ نماز کے دِلدادہ تھے تو کچھ لوگ ذکر و اذکار میں مُبتلا رہتے تھے۔ پیر بھائیوں میں آپس میں بڑی مُحبتیں تھیں۔ ہلکی پھلکی چھیڑ چھاڑ بھی چلتی تھی۔

It became clear, to me, that Sarkar did not have a uniform system of training for all his disciples. Rather, it was an exclusive and unique matter with each one. I also got a practical demonstration as to how a disciple should respect his Sufi Master and how he should interact with the Fellow Brothers.

Since I was new there, all my Fellow Brothers treated me very kindly and lovingly. I was also very fond of them and became close to them. I stayed there for 11 days. One day after the Fajr prayers, Sarkar said to me,

“Asghar, now you must go to Kheragarh. Masoom Ali Khañ is missing you. By the way, when we arrived here, we wrote a postcard to him that we had brought you, with us.”

I felt a strange uneasiness after Sarkar told me to go. Although, I wanted to request him to stay longer with him, however, by that time, I understood two things:

1. Agree to your Sufi Master's commands, wholeheartedly.
2. Carry out the commands without any objections, whatsoever.

Sarkar, very rarely, revoked an order. Although there was no cure for the heart, it was not ready to go, at all and I cried my heart out, in private. My Fellow Brothers were also sad but no one had the courage to ask Sarkar

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی ایک جیسا نظام تربیت سرکار کے یہاں بالکل نہیں ہے۔ بلکہ ہر پیر بھائی کے ساتھ میں الگ الگ معاملہ ہے۔ مُرید اپنے شیخ کا ادب کیسے کرتا ہے، اور کیسے کرنا چاہیئے، اِسکی بھی عملی تعلیم اور شکل میں نے اپنے انہی پیر بھائیوں سے حاصل کی۔

میں سلسلے میں چونکہ نیا نیا آیا تھا۔ لہٰذا سارے پیر بھائیوں نے مجھ سے نہایت مُشفقانہ اندازِ روا رکھا۔ اور اس وجہ سے مجھے بھی اپنے پیر بھائیوں سے کافی اُنس اور لگاؤ پیدا ہو گیا تھا۔ میرا یہ قیام جب گیارہ روز کا ہو گیا تو ایک روز صبح کی نماز کے بعد، سرکار نے مجھ سے فرمایا کہ،

”اصغر، اب تم کھیرا گڑھ چلے جاؤ۔ معصوم علی خاں تمہیں یاد کر رہے ہیں۔ ویسے ہم نے یہاں پُہنچ کر پوسٹ کارڈ لکھ دیا تھا کہ ہم اصغر کو اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔“

سرکار کے فرمانے کے بعد مجھے کچھ عجیب بے چینی سی محسوس ہوئی، اور یہ چاہا بھی کہ اور قیام کرنے کی اور ساتھ رہنے کی اجازت کی درخواست کروں۔ مگر اُس وقت تک دونوں باتیں سمجھ میں آچکی تھیں کہ،

۱۔ پیر کے حُکم کی تہہ دل سے بجا آوری اور

۲۔ بے چوں و چرا شیخ کی مرضی پہ عمل کرنے ہی میں سعادت ہے۔

اور ویسے بھی سرکار کوئی حکم دے کر شاز و نادر ہی منسُوخ فرمایا کرتے تھے۔ دل کا کوئی علاج ہی نہ تھا، یہ تو جانے کیلئے بالکل تیار نہ تھا۔ اور تنہا اور اکیلی جگہ رُو کر میں دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔ پیر

about extending my stay. When it was time for me to leave, Sarkar asked me,

“Do you have the money for the fare to travel back?”

I have already mentioned that the Rs. 50 had been stolen. I thought that I would borrow the fare to Aligarh from Monis. In Aligarh, I had many friends to borrow money from. I thought that I would make it work somehow. I replied,

“Yes Sarkar, I have the money.”

Sarkar asked again,

“How much money do you have?”

Now, it was a little more difficult to answer. I told Sarkar,

“I have enough, Sarkar.”

Sarkar said,

“We’re not asking if you have enough. Count how much money there is.”

بھائی بھی سب رنجیدہ تھے۔ لیکن کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ سرکار سے عرض کر کے میرے مزید قیام کی بات کرتے۔ جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو سرکار نے مجھ سے پوچھا کہ،

”ارے، تیرے پاس واپسی کا کرایہ ہے؟“

یہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ وہ ۵۰ روپے پہلے ہی چوری ہو چکے تھے۔ اور میں نے اس خیال سے کہ علی گڑھ تک کا کرایہ مونیس سے لے لونگا اور علی گڑھ میں اپنے بہت دوست تھے، کسی سے بھی رقم ادھار لے کر کام چل جائے گا۔ میں نے جواب دیا کہ،

”جی سرکار، ہے۔“

سرکار نے پھر پوچھا کہ،

”تیرے پاس کتنے پیسے ہیں؟“

اب ذرا مشکل تھی۔ میں نے عرض کیا،

”سرکار کافی ہیں۔“

سرکار نے کہا کہ،

”ہم کافی نہیں پوچھ رہے۔ گن کر بتاؤ کتنے پیسے ہیں۔“

اور اِس کے ساتھ ہی فرمایا کہ،

At the same time, he said,

“Come here, put his hand in his pocket and he took out a Rs. 5 note.”

”ادھر آؤ، اور یہ کہتے ہوئے شلوکے کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پانچ روپے کا نوٹ نکالا۔“

As I approached him, he gave it to me and said softly,

میں اُس وقت قریب پُہنچ چکا تھا، وہ مجھے دیا اور آہستہ سے فرمایا،

“Keep it, don't lie to us.”

”یہ رکھ لو، ہم سے جھوٹ نہیں بولا کرتے۔“

I felt very sorry and decided that he knows everything. I should never lie to him again and I will not do that. After offering Qadam Bosi, when I started to walk outside and greeted my Fellow Brothers, I started crying profusely. My Fellow Brothers cried too. Nawab Bahadur's Packard (American Made Luxury Cars) was parked below to drive me to the Station. I stepped into it and sat down. The house was on high ground, with a stairway. I saw that my Fellow Brothers had come down to the car to see me off but Sarkar was still standing at the top of the stairs, looking at me. As the driver started the car, I could see that Sarkar's eyes were tearful. I have not been able to forget those tears until today.

مجھے پشیمانی بھی ہوئی اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ اُنہیں سب پتہ ہوتا ہے۔ اُن سے کبھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے، اور کبھی بولوں گا بھی نہیں۔ خیر میں قدم بوس ہو کر جب رُخصت ہونے لگا، تو باہر آکر اپنے پیر بھائیوں سے مل کر خوب رویا۔ وہ لوگ بھی روئے۔ نواب بہادر کی پیکرڈ گاڑی (امریکہ کی تیار شدہ آرام دہ گاڑی) مجھے چھوڑنے کیلئے نیچے کھڑی ہوئی تھی۔ میں اُس میں جا کر بیٹھ گیا۔ کوٹھی کی سطح زمین سے بلند تھی اور سیڑھیاں لگی ہوئی تھیں۔ تو اُس وقت میں نے دیکھا کہ میرے پیر بھائی مجھے چھوڑنے کیلئے نیچے گاڑی تک آ گئے تھے۔ لیکن سرکار سیڑھیوں کے اوپر ہی کھڑے ہوئے میری طرف دیکھ رہے تھے۔ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ سرکار کی آنکھیں بھی پُر نم تھیں۔ پھر اُن آنسوؤں کو میں آج تک نہیں بُھلا سکا۔

Although Sarkar had the authority (Ijazat) and was deputized (Khalifat) in all 4 Sufi Orders, namely:

1. Qadriyah
2. Chishtiyah
3. Naqshbandiyah
4. Sohrawardiyah

Sarkar initiated, usually in Qadriyah and Chishtiyah Sufi Orders. I am aware, however, that he initiated some people into Naqshbandiyah and Sohrawardiyah Sufi Orders as well but this was out of the ordinary. I know (instances of) some members of the Hindu community who joined Sarkar's Silsila (as well). Some of them later became Muslims and some of them used to join the Fatiha, with Sarkar, without leaving their religion. They also recited Darood-e-Taj and took part in Salaat and Salaam. During Qawwali, they enjoyed the Saintly hymns and Naat verses, just as we did and experienced spiritual ecstasy. They (our Hindu brothers and sisters) used to kiss the thumbs and put them on their eyes, in the same way as we did, when they heard the name of Lord of the Two Realms (Honorable Prophet Muhammad ﷺ). They remained Hindus in name only. Sometimes, if no one told you, it was difficult to even distinguish, if someone was a Hindu or not.

یوں تو سرکار کو چاروں خانوادوں میں اجازت و خلافت تھی یعنی:

۱. قادریہ
۲. چشتیہ
۳. نقشبندیہ
۴. سہروردیہ

لیکن سرکار معمولاً قادریہ اور چشتیہ سلسلے میں بیعت فرماتے تھے۔ میرے علم میں ہے کہ خال خال نقشبندیہ اور سہروردیہ سلسلے میں کچھ لوگوں کو بیعت فرمایا تھا، لیکن یہ معمول سے ہٹ کر بات تھی۔ یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ کچھ اہل ہندو بھی سرکار کے حلقے میں داخل تھے۔ اُن میں سے کچھ تو بعد میں مُسلمان ہو گئے اور کچھ اپنے مَذہب کو بغیر چھوڑے ہوئے بھی سرکار کے ساتھ گلدستہ اور فاتحہ میں شریک ہوتے تھے۔ درودِ تاج بھی پڑھتے تھے، صلوٰۃ و سلام میں بھی حصہ لیتے تھے۔ سماع میں مَنقبتی اور نعتیہ اشعار پر، محفلِ سماع میں بالکل اُسی طور پر لُطف اندوز ہوتے تھے جیسے ہم لوگ ہوتے تھے۔ اُنکو کیفیت بھی ہوتی تھی گریہ بھی ہوتا تھا۔ (ہمارے ہندو بھائی اور بہنیں) سرکارِ دو عالم ﷺ کے نامِ نامی کو سُن کر بالکل اُسی طرح انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے۔ بس نام ہی کے ہندو رہ گئے تھے۔ بعض اوقات تو اگر کوئی نہ بتائے تو تمیز کرنا مُشکل ہو جاتی تھی کہ، آیا یہ ہندو ہیں بھی یا نہیں۔

As far as I know, a few (members of the) Shia (community) also joined Sarkar's gatherings. I can say with certainty that their faith in the Grand Sufi Master (Barde Pir Sahib, Ghous Pak RA) and the entirety of the Great Companions (Sahaba Akbar, may Allah SWT be pleased with them all) was the same as ours. They were Shia simply in name. Some of my Shia Fellow Brothers even confessed to me that they had repented from their long-held temporary marriage (Mut'ah) and denial of faith (Taqiyyah) beliefs. My purpose in writing all this is just to make it (abundantly) clear that Sarkar was a very open-minded person and kept himself free from customary practices and outward appearances.

The exception was Guldastah Shareef which was essential for everyone. In all other matters, Sarkar's ways of education and training, with each disciple, were individual and distinct. He took special account of the disciple's temperament, aspirations, tendencies, prevailing circumstances, occupations and professions. The methods of training were so unique and subtle that the disciple wouldn't even realize that he was going through an educational process. There was so much compassion in his temperament that, I believe, helped struggling disciples pass the difficult stages easily and joyfully.

All the rules of Shariat, especially the punctuality of prayers and fasting, were encouraged and taught, collectively and individually. Sarkar's favorite

علم یہ بھی ہے کہ سرکار کے حلقہ ارادت میں چند (افراد) شیعہ (فرقہ کے) حضرات بھی داخل ہوئے۔ اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان حضرات کو بڑے پیر صاحب (حضرت غوث پاکؒ)، اور جُمْلہ صحابہ اکبار رضوان اللہ تعالیٰ عنہ سے بالکل وہی عقیدت قائم ہوگئی، جو ہم لوگوں کو تھی۔ بس کہنے کو شیعہ رہ گئے۔ مجھ سے میرے چند شیعہ پیر بھائیوں نے خود یہ اعتراف کیا کہ انہوں نے اپنے مُستند مُتبعہ کے عقیدے سے بھی توبہ کر لی تھی اور تقیہ کے عقیدے سے بھی۔ ان تمام باتوں کو دائرہ تحریر میں لانے کا میرا مقصد صرف یہ ہے کہ واضح کر سکوں کہ سرکار نہایت آزاد مشرب تھے اور ظاہری رواج و رسومات کے رواج سے اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھتے تھے۔

علاوہ گلدستہ شریف، جو ہر ایک کیلئے لازمی تھا۔ باقی تمام امور سلوک میں اپنے ہر مُرید کے ساتھ میں سرکار کا طریقہ تعلیم و تربیت انفرادی اور جُداگانہ تھا۔ جس میں خود مُرید کی اُفتادہ طبع، رُجحانات، اُس کے مخصوص گرد و پیش کے حالات، اور دنیاوی مشاغل، پیشہ یا ملازمت، کا خاص خیال رکھتے تھے۔ تربیت کے طور طریقے کچھ ایسے انوکھے تھے کہ زیر تربیت مُرید کو یہ کم ہی محسوس ہونے دیتے تھے کہ جیسے اُس سے کوئی مَشق کروائی جا رہی ہے۔ مزاج میں اتنی شفقت تھی کہ میں نے خود یہ محسوس کیا ہے کہ بڑے سے بڑا صبر آزما مُجاہدے سے بھی مُرید آسانی اور خوشدلی سے نکل جاتا تھا۔

تمام احکام شریعہ، خصوصاً نماز اور روزے پر کار بند رہنے کی ترغیب و تلقین اجتماعی اور انفرادی طور پر فرماتے رہتے تھے۔ کم خوری اور

practices were limited food consumption and night vigils which he advocated others to adopt as well. He took special care of people who were employed and had to go to their workplaces the next day. Except for a few select disciples, most of them were advised to go to sleep after Isha prayers. There were some disciples whom he included in the night vigils and allowed them to sleep for an hour or two, before sending them to their offices. It wasn't a matter of a day or two but months of practice, until the disciples would be able to stay awake at night and perform their personal and family duties, as well as business duties effectively and cheerfully.

As far as I could understand, Sarkar's basic method was to instill the love of the Sufi Master in the hearts of his disciples. At the same time, complete trust and confidence in the Master were ingrained. It was done, in such a way, that all the concepts and practices, related to Tasawwuf, would coalesce around the understanding of the pivotal point that the disciples must yearn for the Master. Their sole focus would be only the Master and nothing else.

In this regard, I will mention two of my own eye-witnessed events to help illustrate what's in my mind.

شبِ بیداری سرکار کا بڑا محبوب مشغلہ تھا اور اسکی تلقین بھی فرماتے تھے۔ لیکن مُلازم پیشہ حضرات، جن کو دوسرے دن دفتر جانا ہو، اُنکا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ اور اُن میں سے سوائے چند مخصوص مُریدین میں سے اکثر و بیشتر کو عشاء کی نماز کے بعد سو جانے کا حکم دیتے تھے۔ لیکن کچھ مُلازم پیشہ مُرید ایسے بھی تھے کہ جنکو سرکار اپنے ساتھ شبِ بیداری میں شامل بھی رکھتے، اور گھنٹے ۲ گھنٹے سونے کی اجازت دیتے اور دُوسرے دن دفتر بھی بھیج دیتے۔ اور پھر یہ ایک دو دن کی بات نہ تھی، بلکہ مہینوں اس پروگرام پر عمل کرواتے۔ یہاں تک کہ زیرِ تربیت مُرید اس بات کا اہل ہو جاتا کہ شبِ بیداری بھی کر لے اور اپنے فرائض منصبی اور کاروبار و ملازمت سے بھی خوش اسلوبی کے ساتھ عہدہ برا ہو سکے۔

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں، سرکار کا بُنیادی طریقہ اپنے مُرید کے دل میں محبتِ شیخ بھرپور انداز میں ڈالنا تھا۔ اور اسکے ساتھ شیخ پر کامل اعتماد اور یقین کچھ اس انداز سے مُرید کے دل میں سموتے تھے، کہ سلوک اور تصوّف کی راہیں اس ایک نقطے کے گرد جمع ہو جاتی تھی۔ یہاں تک کہ مُرید سمجھ جائے کہ اُسکی مُراد بس اُسکا شیخ ہے اور کچھ نہیں۔

اس ضمن میں، میں ۲ اپنے چشمِ دید واقعات کا ذکر کرونگا، جس سے غالباً میں اپنا معنیٰ ضمیر زیادہ اچھی طرح سے واضح کر سکوں۔

First Incident

پہلا واقعہ

The first incident is that during my stay in Nagpur, Sarkar once took me with him from Tajabad Shareef to Ganjakhet District of Nagpur, where the family of my Fellowship Mother (Pirani Ammaji Maryam, Yousuf Shah Baba's Fellow Sister) lived. Sarkar was meeting with the women and I was with the men in another room. It was time for lunch and the dining cloth was laid out. I had learned that Sarkar was going to come out to eat shortly.

پہلا واقعہ یہ ہے کہ ناگپور کے قیام کے دوران، ایک مرتبہ سرکار مجھے اپنے ہمراہ تاج آباد شریف سے ناگپور میں گانجا کھیت لے گئے، جہاں میری پیرانی امّاں جی صاحبہ (پیرانی امّاں جی مریم، یوسف شاہ بابا کی پیر بہن) کا میکہ تھا۔ سرکار اندر زنان خانے میں تھے اور میں باہر مردانہ میں۔ دوپہر کے کھانے کا وقت ہو گیا تھا اور اُس کیلئے دسترخواں بچھا دیا تھا۔ جو اس بات کی علامت تھی کہ سرکار کھانا تناول فرمانے کیلئے باہر تشریف لانے والے ہیں۔

Suddenly, my eyes fixated on the flag that a Gentleman standing at the door, was holding. On which was written,

اتنے ہی میں میری نظر دروازے پر ایک صاحب کے کھڑے ہوئے ایک جھنڈے پر پڑی۔ جس پر لکھا تھا،

“La Ilaha Illa. Anta Subhanaka! Inni Kuntu Minaz-Zalimeen.”

(There is no Lord except You. Perfection be to You! Surely, I am of those who transgressed.)

(Holy Quran, Surah Al-Anbiya, Ayah 87)

”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔“

(تیرے سوا کوئی خدا برحق نہیں، پاک ہے تو، بیشک میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔)

(قرآن، سورہ الانبیاء، آیت ۸۷)

I looked carefully and found that the same verses were written on his cap and the upper part of his shirt. I was a bit amused by his appearance. I asked him,

پھر جو میں نے غور سے دیکھا، تو پتہ یہ چلا کہ اُن کی ٹوپی پر بھی یہی آیت کریمہ لکھی ہے اور قمیض کے بالائی حصّے پر بھی یہی آیت لکھی ہے۔ اُنکی ہیٹ کزائی پر مجھے دل ہی دل میں ہنسی آئی، اور میں نے عرض کیا کہ،

“Please come inside.”

”اندر تشریف لے آئیں“

He replied,

اُنہوں نے کہا کہ،

“No, I will come in only with Baba Sahib’s RA permission. Please inform Baba Sahib RA that Safdar has come.”

”نہیں، اندر تو میں بابا صاحبؒ کی اجازت سے ہی آؤں گا۔ آپ اطلاع کر دیجیئے کہ صفدر آیا ہے۔“

I told him,

میں نے عرض کیا کہ،

“Sarkar is just about to come out to eat. Please wait a bit.”

”سرکار کھانا تناول فرمانے کیلئے باہر آنے ہی والے ہیں۔ تھوڑا سا انتظار کر لیجیئے۔“

In the meantime, Sarkar came out and said,

اُتے ہی میں سرکار برآمد ہوئے۔ اور اُنہیں دیکھ کر فرمایا کہ،

“Ok, come Safdar, come inside.”

”اچھا اچھا صفدر، آؤ اندر آجاؤ۔“

This Gentleman came inside and offered Qadam Bosi. The way he did that made me think that, maybe, he was one of our Fellow Brothers. Sarkar looked at me and said,

یہ حضرت اندر تشریف لائے اور قدم بوس ہوئے۔ اندازِ قدم بوسی سے مجھے خیال ہوا کہ شاید یہ ہمارے پیر بھائی ہیں۔ سرکار نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ،

“Safdar is our old (from long time ago) disciple.”

”صفدر ہمارا پُرانا مُرید ہے۔“

Sarkar sat down to eat and so did I. Safdar Bhai sat at a distance. Sarkar said,

سرکار دسترخواں پر تشریف فرما ہوئے اور میں بھی کھانے کیلئے بیٹھ گیا۔ صفدر دسترخواں سے دُور بیٹھے۔ سرکار نے کہا کہ،

“Come and eat, Safdar.”

”آؤ صفر، کھانا کھالو۔“

Safdar Bhai replied,

صفر بھائی نے جواب دیا،

“Baba Sahib, I am fasting.”

”بابا صاحب، میرا روزہ ہے۔“

Sarkar then said,

سرکار نے کہا کہ،

“Ok, that is good.”

”اچھا اچھا۔“

We both started eating. Sarkar asked Safdar Bhai,

ہم دونوں نے کھانا شروع کر دیا۔ سرکار نے صفر بھائی سے پوچھا کہ،

“So Safdar, what is your routine nowadays?”

”اور صفر، آج کل تمہارے کیا معمولات ہیں؟“

When Safdar Bhai started describing his activities, I realized that this Fellow Brother was completely occupied with Allah’s remembrance and was doing a lot of faith-based practices. I estimated that a maximum of 3 to 4 hours out of 24 would be left for his eating and other needs. Within me, I began to contemplate my own situation and felt very disappointed when I compared myself to Safdar Bhai. I thought and felt that people who attain something valuable, have to be like that (as Safdar Bhai). What results can be expected by people like us, who do very little compared to him? I was in deep thought and feeling somewhat down when Sarkar questioned Safdar Bhai,

صفر بھائی نے جو اپنے معمولات بیان کرنا شروع کیئے، تو اُس سے مجھے اندازہ ہوا کہ یہ شخص بے انتہا ذاکر اور شاغل قسم کے پیر بھائی ہیں۔ اور میں نے ذہنی طور پر حساب لگایا تو کھانے پینے اور سونے کیلئے ۲۴ گھنٹوں میں زیادہ سے زیادہ ۳ سے ۴ گھنٹے اُنکی ضروریات اور سونے کیلئے بچتے تھے۔ دل ہی دل میں، میں نے اپنے حالات پر بھی غور کرنا شروع کر دیا اور صفر بھائی سے مقابلہ کر کے بڑی مایوسی ہوئی۔ میں نے سوچا کہ دراصل کچھ پانے والے لوگ تو ایسے (صفر بھائی جیسے) ہی ہو سکتے ہیں۔ ہم جیسے لوگ جو اُنکے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کرتے ہیں، وہ کیا پائیں گے؟ میں اپنے ہی خیالات میں غلطان و پیچاں اور افسردگی کے عالم میں تھا، تو سرکار نے صفر بھائی سے سوال کر دیا،

”اب تو کشف کونیوں مکانیوں آپکو حاصل ہو گیا ہوگا؟“

”By now, you must have discovered the secret to knowing the hidden (Kashf) in all its forms?”

Safdar Bhai replied in the negative. Then, in a worried manner, Safdar Bhai asked Sarkar,

جس کا جواب صفدر بھائی نے نفی میں دیا۔ اور ایک اضطراب کے عالم میں سرکار سے پوچھا کہ،

”Baba Sahib, for the last 7 years, I have been carrying out all the instructions but nothing seems to be working so far.”

”بابا صاحب، پچھلے سات سالوں سے میں ہر حکم کی تعمیل بجا لارہا ہوں۔ لیکن ابھی تک کوئی کام بنتا نظر نہیں آیا۔“

Sarkar said,

سرکار نے فرمایا،

”Keep working with sincerity and dedication, you are making progress. Allah SWT will provide you with help.”

”خلوص اور لگن کے ساتھ میں کام کئے جاؤ، ترقی کر رہے ہو۔ اللہ تمہاری مدد فرمائیں گے۔“

By this time I was really disappointed with myself. Sarkar looked at me in a very meaningful way and very softly said to me,

میں اس وقت تک اپنے حالات سے کافی مایوس ہو چکا تھا۔ سرکار نے کن آنکھوں سے میری طرف دیکھا، اور نہایت آہستگی سے مجھ سے فرمایا کہ،

”True understanding comes with great difficulty.”

”سچی سمجھ بڑی مشکل سے آتی ہے۔“

After hearing these words from Sarkar, I felt, somewhat, encouraged and turned my attention towards Sarkar and prayed silently,

سرکار کا یہ جملہ سُننے کے بعد کچھ ڈھارس و ہمت بندھی، اور قلبی طور پر سرکار کی طرف متوجہ ہو کر دل ہی دل میں عرض کیا کہ،

”Sarkar, by your Grace, may I receive true understanding, effortlessly.”

”سرکار کا کرم ہو جائے، اور یہ سچی سمجھ مجھے ارذانی فرمائی جائے۔“

The reason to illustrate this is that, Sarkar wanted his disciples to invest minimum strenuous effort into reciting the rosary and verbal remembrance of Allah SWT. With his attention, companionship and maintaining a relationship of deep love and compassion with his disciples, Sarkar helped (in such a way) that the heart became soft and supple (ready to absorb new ideas and insights). Then, it accepted the various divine manifestations of the Sufi Master. He often repeated,

“Love and connection with one's Sufi Master is everything. All is achieved by its means.”

Second Incident

Once, on the occasion of the Urs of Ghareeb Nawaz RA in Ajmer Shareef, about 10 or 20 of us Fellow Brothers were present in Sarkar's service at Mehboob Manzil. Suddenly, one very well-versed Fellow Brother and someone very loving towards Sarkar, Hakeem Ishtiaq Ahmed Sahib, whom I affectionately called Crazy Brother (Deewane Bhai), started weeping profusely. He began to tell Sarkar,

“Sarkar, Masnavi Shareef mentions a King of China, who held a competition for artists painting murals on a wall. The two contesting parties were given the opposite walls of the same room, with a curtain in between. So that, both the

عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مُجاہدات، ذکر، اذکار، سرکار کم سے کم رکھنا چاہتے تھے۔ اور اپنی توجہ اور صُحبت سے اپنے مُریدین کے ساتھ میں بے پناہ محبت و شفقت کا تعلق قائم کرتے تھے، تاکہ قلب میں (نئے خیالات اور بصیرت پانے کیلئے تیار) سوز و گداز پیدا ہو سکے۔ جو شیخ کی گوناگوں تجلیات کو قبول کر سکیں۔ اور یہ بھی اکثر فرماتے رہتے تھے کہ،

”شیخ سے محبت اور نسبت ہی بس ہوتی ہے۔ باقی سب کام اُسی کے طُفیل میں ہو جاتا ہے۔“

دوسرا واقعہ

ایک مرتبہ اجمیر شریف میں غریب نوازؒ کے عرس کے موقع پر ہم ۱۰ یا ۲۰ پیر بھائی محبوب منزل میں سرکار کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک ایک بڑے پڑھے لکھے اور سرکار سے بے پناہ محبت کرنے والے پیر بھائی، حکیم اشتیاق احمد صاحب، جنہیں میں پیار سے دیوانے بھیا کہا کرتا، اُن پر شدید گریہ طاری ہوا۔ اور اسی گریہ کے عالم میں انہوں نے سرکار سے عرض کرنا شروع کیا کہ،

”سرکار، مثنوی شریف میں چین کے ایک بادشاہ کا ذکر ہے۔ جس نے دیوار پر نقش و نگار کرنے کا مقابلہ کروایا تھا۔ اور مقابلہ کرنے والی دونوں پارٹیوں کو ایک

contesting parties could carry out their art.

On one wall, the artists painted a very beautiful mural and on the other side, the competitors just kept polishing the wall. When the time came to judge the competition, the King came and saw that there was a beautiful painting on one wall and the wall on the other side was blank.

Upon seeing this, he was furious. Those who worked on the empty wall requested the King to draw the curtain so that the truth would become evident. When the curtain was removed, there was no end to his surprise. He saw that the painting on one wall was the same as the painting on the other wall because it was polished so well that the wall became like a mirror. The image of the opposing wall was reflected by it.

(Masnavi Maulana Rum RA, Daftare Awwal, Book 1:63, Page 381)”

Ishtiaq Bhai was narrating this incident and was crying. Sarkar kept listening without any reaction. All the Fellow Brothers were wondering what Ishtiaq Bhai was trying to say. Then Ishtiaq Bhai said,

ہی کمرے کی آمنے سامنے کی دیواریں دے دی گئی تھیں۔ اور بیچ میں پردہ حائل کر دیا تھا، تاکہ دونوں مقابلہ کرنے والے اپنے فن کا مظاہرہ کر سکیں۔

تو ایک طرف کے فنکاروں نے بہت ہی خوبصورت نقش و نگار کیئے اور دوسری طرف مُقابلہ کرنے والوں نے دیوار کو خوب جلا کیا۔ جب فیصلہ کرنے کا وقت آیا اور بادشاہ آیا، تو اُس نے دیکھا کہ ایک طرف تو نقش و نگار ہیں اور دوسری طرف دیوار بالکل خالی ہے۔

تو وہ بہت غصہ ہوا۔ اس دیوار پر کام کرنے والوں نے بادشاہ سلامت سے عرض کیا کہ جہاں پناہ، زرا پردہ ہٹائیں تو حقیقت کُھل جائے گی۔ جب پردہ ہٹایا گیا تو بادشاہ کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اُس نے دیکھا کہ جو نقش و نگار سامنے والی دیوار پر تھے، بالکل ویسے ہی نقش و نگار اس دیوار پر نظر آ رہے تھے۔ کیونکہ اتنی محنت اور جانفشانی سے صفائی کی گئی تھی کہ دیوار بالکل آئینہ ہو گئی تھی اور اُسکا عکس آئینہ پر پڑ گیا۔

(مثنوی مولانا رومؒ، دفترِ اول، کتاب ۱:۶۳، صفحہ ۳۸۱)۔“

اشتیاق بھیا یہ سب واقعہ بیان کرتے جا رہے تھے اور روتے جا رہے تھے۔ اور سرکار آنکھ بند کیئے خاموش بغیر کوئی ردِ عمل ظاہر کیئے سب سُنتے رہے۔ اور سارے پیر بھائی اپنی جگہ حیرت میں تھے کہ آخر اشتیاق بھیا کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ پھر اشتیاق بھیا نے کہا کہ،

“If I had been given this task, what else could I have done but put dirt and filth on the wall, instead of polishing it.”

Even then, Sarkar did not say anything. Then Ishtiaq Bhai said,

“Sarkar, I have heard that if the children are very disobedient, the father can disown such children.”

Sarkar opened his eyes, looked at Ishtiaq Bhai and said,

“But you have also heard that fathers who disown their children are not forgiven.”

(Sahih Bukhari Book 8, Hadith 1100)

Hearing this, I screamed (overcome by the feelings of humility and gratitude) and I threw myself at Sarkar's feet. It was now clear to all the Fellow Brothers that, in fact, Ishtiaq Bhai was interpreting, for almost all of us, that there is always a little bit of negligence, from each of us, in following Sarkar's guidance. It was also true that the constant practice of remembrance and other practices that Sarkar used to teach, very few select people were steadfast in their practice. It was a bit like being disobedient children and kept weakening their own connection with Sarkar. By saying

”میں اگر اس کام پر معمور کیا ہوا ہوتا تو اُس دیوار پر بجائے جلا کرنے کے، سوائے گندگی اور غلاظت لگانے کے اور کیا کر سکتا تھا۔“

اس پر بھی سرکار نے کچھ نہ فرمایا۔ پھر اُسکے بعد میں کہا کہ،

”سُننا ہے سرکار اگر اولاد زیادہ نافرمان ہوتی ہے، تو باپ ایسی اولاد کو عاق کر دیتا ہے۔“

سرکار نے اس جُملے پر آنکھیں کھولیں، اشتیاق بھیا کی طرف دیکھا، اور فرمایا،

”مگر تم نے یہ بھی سُننا ہے کہ جو باپ اپنی اولاد کو عاق کر دتے ہیں اُنکی بَخِشِش نہیں ہوتی۔“

(صحیح بُخاری کتاب ۸، حدیث ۱۱۰۰)

یہ جُملہ سُن کر (شکرگزاری اور عاجزی کے جذبات سے مغلوب) میری تو چینخ نکل گئی، اور میں سرکار کے قدموں میں جا پڑا۔ اور سارے پیر بھائیوں پر اب بات کُھل کر سمجھ میں آگئی کہ دراصل اشتیاق بھیا قَریب قَریب سب ہی کی ترجُمانی کر رہے تھے۔ کہ سرکار کے احکامات کی بجا آوری میں سب ہی سے تھوڑی بہت کوتاہی تو ہوتی ہی رہتی تھی۔ اور پھر یہ بھی صحیح بات تھی کہ جو چھوٹے اور بڑے ذکر اور مجاہدے سرکار تعلیم فرماتے رہتے تھے، اُن کی بجا آوری میں کم ہی لوگ ثابت قدم تھے، اور نافرمان اولاد کے مصداق ہی تھے۔ اور اپنی اپنی نسبت کو کمزور

that the father who disowns his children is not forgiven, in fact, he expressed his determination that he was not (like) those fathers who disassociate themselves from their disobedient children. In fact, he was saying that he would be kind and helpful to them, no matter what.

Sarkar was very kind to his (spiritual) children (disciples). He was very forgiving, tolerant, generous and open-hearted. He used to love in ways that his disciples had no choice but to feel close to Sarkar. This was Sarkar's style of education and training of his disciples.

Every now and then, Sarkar used to give clear instructions to his (spiritual) children to pay due respect and reverence to all his contemporaries, Sufi Masters and other Sufis. He also implanted the fundamental idea in his disciples that, it doesn't matter who the person is; whether he is one of the pious Masters of the time or one of Sarkar's contemporaries, the blessings come only from one's own Master. He made this fundamental concept so strong and stable that none of Sarkar's disciples would ever turn to anyone except him, in pursuit of their needs and goals, nor bow down to anyone else.

In this regard, I never found anyone lacking the belief of such a relationship with the Master and being continually blessed by him. In fact, it (turning to the Master for every need) is a distinguishing feature of the Yousufi Silsila.

کرتے رہتے تھے۔ یہ جُملہ ارشاد فرما کر کہ جو باپ اپنی اولاد کو عاق کر دیتا ہے اُسکی بخشش نہیں ہوتی۔ دراصل اپنے اس عزم کا اظہار فرمایا کہ ہم اُن (جیسے) باپوں میں سے نہیں کے جو نافرمان اولاد سے قطع تعلق کر لے، بلکہ ہر حال میں تمہارے شفیق اور مددگار رہیں گے۔

سرکار اپنے (روحانی) بچوں (مُردین) سے بہت شفقت فرماتے تھے۔ مزاج میں بے حد عفو اور درگزر تھی اور بہت دریا دلی، سخاوت، اور فیاضی فرماتے تھے۔ اور اس انداز کی محبت فرماتے تھے کہ مُرید (تمام مُردین) کے پاس کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ سرکار کے اس برتاؤ کی وجہ سے سرکار سے ہمیشہ قُرب کی نسبت محسوس کرتے رہے۔ یہی سرکار کا اندازِ تعلیم و تربیت تھا۔

ہرچند کہ سرکار اپنے (روحانی) بچوں کو اپنے جُملہ ہم عصر مشائخ و صوفی حضرات کی کما حقہ تعظیم و تکریم، ادب و آداب برتنے کی واضح ہدایت وقتاً فوقتاً دیتے رہتے تھے۔ لیکن بنیادی طور پر مُرید کے اس خیال کو بھی پختہ کرتے رہتے تھے کہ کوئی کسب فیض کسی بزرگ، چاہے وہ زمانہ سلب کے مشائخ میں سے ہوں یا سرکار کے ہم عصر، علاوہ شیخ کی ذات کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور اس بنیادی تصوّر کو اتنا مضبوط اور مستحکم کر دیا، کہ سرکار کے جُملہ وابستگان اپنی طلب اور مقصد کے حصول میں سوائے سرکار کی ذات کے کسی اور طرف متوجہ نہ ہوئے اور نہ کسی دوسرے در یہ سائل ہوئے۔

اور اس ضمن میں اپنی نسبت اور شیخ کے فیضان کے بارے میں کبھی بھی کوئی تشنگی نہ محسوس کی۔ بلکہ، سلسلہ یوسفیہ کا ایک طرح امتیاز (ہر ضرورت کیلئے شیخ کو پُکارنا) یہ بھی رہا ہے کہ اس کے وابستگان

All those, associated with this Silsila, whom I met, got to know, interacted with and assessed; I found that, regardless of their conduct, views on spirituality, level of excellence and devotion, all were very steadfast in their relationship with their Master.

Another beautiful aspect of Sarkar's way of educating was that he encouraged to keep on strengthening the relationship with Allah SWT, with the Master as a Means (Visatat). Praise be to Allah SWT! In the Yousufi Silsila, I found among my Fellow Brothers, whom I met and whose sole desire was their Master and their Master only, that they were very steadfast in their relationship with Allah SWT. In fact, the ultimate goal of the Spiritual Journey (Salook) is to perceive Allah SWT and His Messenger ﷺ in the personhood of the Sufi Master. Otherwise, it becomes worship of the individual. In other words, it becomes idolatry and polytheism.

The reality is such that faith is not just the name of affirmation by the heart, it must be professed by the tongue. It is not enough to rely on the affirmation of the heart because only Allah SWT knows the secrets of the heart. Therefore, a verbal confession is obligatory. If a person keeps on affirming their faith millions of times, by heart and does not profess with the tongue, the person will not get the legal ruling (Fatwa) of being a Muslim, in Shariat. Now, when we reflect upon the idea of a verbal confession and move on to outward expression in actions; we realize that nurturing any belief,

سلسلہ میں جس جس سے میری ملاقات ہوئی، اُنکو جانا، پہچانا، پرکھا، اپنی نسبت کے معاملے میں بڑا معقول پایا۔ قطع نظر اُسکے کہ سلوک، تصوّف، فخر، درویشی میں اُسکا کوئی اپنا امتیازی مقام تھا یا نہ تھا۔

سرکار کی تربیت کا ایک اور حسین پہلو یہ تھا کہ وہ شیخ کی وساطت سے اللہ اور بندے کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی ترغیب و تلقین فرماتے۔ اور بحمد اللہ، سلسلہ یوسفیہ میں، میں نے اپنے پیر بھائیوں میں جن جن سے میری ملاقات ہوئی اور جن کا مقصد صرف اُنکا شیخ اور شیخ ہی تھا، وہ اپنے تعلق باللہ میں بڑے ثابت قدم پائے گئے۔ اور حقیقت میں سلوک کا نصب العین بھی یہی ہے کہ پیر کی ذات ہی میں اللہ اور رسول ﷺ کے جلوے نظر آئیں۔ ورنہ تو بات شخصیت پرستی یا دوسرے سیدھے الفاظ میں بُت پرستی اور شرک پر مُختتم ہو کر رہ جاتی ہے۔

حقیقت کچھ یوں ہے کہ ایمان صرف تصدیقِ قلب کا نام نہیں ہے، بلکہ اس کے لیئے اقرارِ باللسان بھی ضروری ہے۔ تصدیق بالقلب پر کوئی حکم لگانا اس لیئے ممکن نہیں کہ قلب کے بھید کو صرف اللہ جانتا ہے۔ اسلیئے زبان سے اقرار پر حکم لگایا جائے گا۔ اگر کوئی لاکھ ایمان کی تصدیق قلب سے کرتا رہے اور زبان سے اقرار نہ کرے، تو شرع شریف میں اُس پر مسلمان ہونے کا فتویٰ نہیں ملے گا۔ اب اس اقرارِ باللسان پر تَعَمَل اور غور کیا جائے، اور اس کو صرف اظہارِ لفظی یا حرفی سے وُسعت دے کر اشارات، کنایات، عمل، اور اظہارِ بالقویٰ تک وُسعت دے

love and connection in your heart is not enough. It (these emotions) must be expressed in some way. For example, in addition to keeping the love of Allah SWT in one's heart, it is also obligatory to express it by performing all kinds of acts of worship, spiritual and physical, including daily prayers, fasting, poor tax (Zakat), Hajj, recitation of the Holy Qur'an, Zikr, individual charity (Sadaqah), community charity (Khairaat) and other related practices. So all this falls into the category of the profession by the tongue and leads to ultimate full realization.

While keeping the love of Lord of the Two Realms (Honorable Prophet Muhammad ﷺ) in the heart, it is necessary and obligatory to recite Darood Shareef. When hearing the name of Prophet Muhammad ﷺ, to kiss the thumbs and put them over the eyes and to present oneself in Madinah Munawwarah to offer Salaam, in person, at the Grand Court of the Messenger of Allah ﷺ. All these actions comprise the definition of verbal confession. To consider Allah SWT as your Lord, in such a way that He (Allah SWT) becomes the Lord and Master of your being and thus completes the negation of the Self (Khudi Ki Nafi). It is not enough for one to (merely) conceptualize in one's heart the love of a Sage, a Dervish, a Saint, or a Righteous One but it is also obligatory to be initiated by a Master. So, the act of Initiation is a kind of confession by the tongue.

دی جائے۔ تو پتہ چلے گا کہ کسی عقیدے، کسی محبت، اور کسی نسبت، کو صرف اپنے دل میں ہی پرورش کرتے رہنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ کسی نہ کسی طور پر اُسکا اظہار کرنا لازمی ٹھہرے گا۔ مثال کے طور پر اللہ سے محبت اپنے دل میں رکھنے کے ساتھ یہ بھی لازمی ہوگا کہ بدنی، جسمانی، مالی عبادات، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، سجدہ، تلاوت، ذکر، اشغال، صدقہ، خیرات، یہ بھی کرے۔ تو موخر الذکر علامات اقرار باللسان کے زمرے میں آجائے گا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت دل میں ہونے کے ساتھ ساتھ سرکار ﷺ کے نامِ نامی پر درود شریف پڑھنا، انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا، اور مدینہ منورہ حاضر ہو کر بہ نفس نفیس دربارِ رسالت ﷺ میں سلام پیش کرنا بھی ضروری اور لازمی ہے۔ اور یہ علامتیں اقرار باللسان کی تعریف میں آئیں گی۔ اللہ کو اپنا ربّ سمجھنا، اس انداز سے کہ اس ظاہری وجود کا ربّ اور مالک اللہ ہو جائے اور خود اپنی نفی کی تکمیل ہو جائے۔ اس کے لیئے کسی بزرگ یا درویش یا ولی یا صدیقین اور صالحین کی محبت اور عقیدت کو (محض) صرف دل میں بسا لینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ظاہری طور پر کسی شیخ سے بیعت کرنا بھی لازم ہے۔ تو یہ ظاہری طور پر بیعت کرنا اقرار باللسان ہی کی ایک شکل ہو گی۔

The need for a Master is indeed a very controversial subject. Among the Exoteric Religious Scholars, many have adopted the view that, after the sayings and the exemplary life of Allah's very Last Messenger ﷺ and the complete, clear guidance of the Holy Quran, there is absolutely no need of a Master for acquiring divine knowledge. In reality, because the Oneness of God depends on the essence and attributes of Allah SWT, to acquire that understanding is the most subtle and challenging, among all the branches of knowledge.

Practically speaking, it is improbable, impossible and impractical to self-study and understand thoroughly the essential concepts of even subjects such as philosophy, mathematics and sciences without an expert guide. Everyone concurs that it is not possible to have an in-depth understanding of such subjects without expert teachers. So, how can the knowledge of complex subjects such as Attributes of Allah SWT and Tawheed be acquired without a teacher?

That is why many Esoteric Religious Scholars consider it absolutely necessary that, in order to acquire this inner, spiritual knowledge, one needs a Master who has comprehended and achieved all the stations of Oneness of God and God's Gnosis (Irfan). Such a person is known as a Master.

اصل میں یہ مسئلہ بڑا اختلافی رہا ہے۔ اور علماء ظواہر میں سے بہت سے علماء نے اس عقیدے کو اپنایا ہے کہ اللہ کے نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثت، اور قرآن کی مکمل اور واضح ہدایت کے بعد، اب قطعاً اس کی ضرورت نہیں کہ عرفانِ الہی کے لیئے کسی شیخ کی ضرورت ہو۔ لیکن چونکہ توحید الہی مُنحصر ہے اللہ کی ذات اور صفات پر، علم حاصل کرنے پر، تو یہ تمام علوم میں سب سے زیادہ مُشرف اور دقت طلب علم ہوگا۔

معمولی معمولی علم اور فلسفہ، ریاضی، سائنس، ان سب کے لئے بغیر اُستاد کے ان کو پڑھنا اور سمجھنا ناقابلِ عمل ہے، ناممکن و نامرّوج ہے۔ اور سب اس پر مُتفق ہیں کہ بغیر ان مضامین کے ماہر اُستادہ کے ان علوم پر کوئی دسترس حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ تو اوصافِ باری تعالیٰ اور توحید جیسے ادق مضامین میں بغیر کسی استاد کیسے حاصل کیئے جاسکتے ہیں؟

اس لیے ایک بہت بڑا گروہ علماء کا ضروری سمجھتا ہے کہ اس علم کو حاصل کرنے کے لیئے کسی ایسے استاد کی ضرورت ہے، کہ جو توحید الہی اور عرفان کی منازل طے کر چکا ہو، اُس سے رجوع کیا جائے۔ اِس علم کے جاننے والے کو شیخ کہتے ہیں۔

Allah Almighty has fulfilled His promise which is known as the Eternal Covenant (Misaq-e-Azal). That is, He created all humanity from the dorsum of Hazrat Adam (AS) and asked them, collectively,

“Am I not your Lord?”

(Alastu bi Rabbikum)

(Holy Quran, Surah Al-A'raf, Ayah 172)

They all testified in unison,

“But of course! You are indeed our Lord.”

(Qaalu Balaa)

(Holy Quran, Surah Al-A'raf, Ayah 172)

Since then Allah Almighty has been sending His Prophets, Messengers and the Holy Scriptures to remind people of this primal promise. He revealed the Holy Books to his Prophets, from time to time, in order to clarify and to enlighten the testimony of the Oneness and the Lordship of Allah SWT.

Allah Almighty sent the Prophet of the End Times (Honorable Prophet Muhammad ﷺ) along with the Holy Quran which comprises of all the accurate versions of the previous Divine Scriptures and was revealed to

ہمیشہ سے دستورِ الہی یہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس عہد کو، جو میثاقِ ازل کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی کہ حضرت آدمؑ کی پشت سے تمام بنی نوع انسان کی تخلیق فرمائی اور اُن سے دریافت فرمایا کہ،

”کیا میں تمہارا رَبّ نہیں ہوں؟“

(أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ)

(قرآن، سورہ الاعراف، آیت ۱۷۲)

تو چونکہ واقعہ سامنے کا تھا، لہذا سب نے یک زبان ہو کر اقرار کیا کہ،

”بے شک! تو ہی ہمارا رَبّ ہے۔“

(قالوا بلى)

(قرآن، سورہ الاعراف، آیت ۱۷۲)

کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور رسولوں کو بھیجتا رہا، اور آسمانی صحیفوں سے اسی بنیادی بات کو یاد دلانے کیلئے آسمانی صحیفے بھی نازل فرمائے۔ جس میں واضح اور روشن بیان و دلائل اللہ کی ربوبیت کو واضح کرنے کیلئے وقتاً فوقتاً اپنے نبیوں پر اُتارے۔

تاکہ نبی آخرالزماں (حضرت محمد ﷺ) مبعوث ہوں اور قرآن جو تمام پچھلی صحائف کی جامع اور ناصح کتاب تھی، اُس کو نازل فرمایا (حضرت محمد ﷺ پر)۔ اور سرکار (حضرت محمد ﷺ) نے اپنے عمل اور نسبت سے (سب کو) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور توحید ذاتی اور صفاتی

کی تعلیم فرمائی۔ اور اس طور پر منشاء الہی پورا ہوا۔

Sarkar Muhammad ﷺ. He (Honorable Prophet Muhammad ﷺ), through his Hadith and Sunnah, taught (everyone) of God's Lordship, God's Oneness and God's Attributes. Thus, the divine promise has been fulfilled.

Since no Prophet is to come after the Lord of the Two Realms (Honorable Prophet Muhammad ﷺ), the great Scholars and the Masters assumed the responsibility of preaching and propagating both the outward and the inward dimensions of Islam. These enlightened individuals began to initiate people according to their respective Denominations and Sufi Orders. This process continues to this day except for a relatively small group that considers the Holy Quran and the Prophetic Hadith ﷺ to be sufficient and do not subscribe to a need for Initiation. Ahl-e-Sunnah Wal-Jama'ah and the people of the Hanafi School of Fiqh support and adhere to Initiation. For this reason, the need for a Master continues.

The doctrine of the Exoteric Scholars (Ulema-e-Zawahir) is that if Monotheism (Tawheed) and even within that, the right to being worshiped belongs only and only to Allah SWT, is understood, then that it is enough. The Esoteric Scholars (Ulema-e-Batin) believe that this concept of Monotheism (Tawheed) must be clear, for sure, but to gain Gnosis of Allah's Self and His Attributes, it is not enough to consider Allah SWT as God only but also to believe in His Intent (Maqsood), His Omnipresence (Maujood)

اور سرکارِ دو عالم (حضرت محمد ﷺ) کے بعد چونکہ نہ کوئی نبی آنا تھا، اس لیئے علماء ظاہر اور مشائخِ عظام نے دین کے ظاہر اور باطن کی تربیت تبلیغ و ترویج کی ذمہ داری سنبھالی۔ اور بیعت دونوں گروہ میں اپنے اپنے مسلک کے اعتبار سے کرنا شروع کیا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ صرف وہ گروہ علیحدہ ہو گیا، جو اپنے عقائد کے اعتبار سے قرآن اور حدیثِ نبوی ﷺ ہی کو کافی سمجھتے تھے۔ لیکن اس گروہ کی تعداد کم ہے۔ اہلِ سنت و الجماعت اور حنفی عقائد لوگ بیعت کے حامی اور معتقد ہیں۔ اس لیئے بھی ضرورتِ شیخ جاری و ساری ہے۔

علماءِ ظواہر کا مسلک ہے کہ توحید میں صرف اتنی بات اگر سمجھ میں آجائے کہ عبادت کا استحقاق صرف اللہ کو ہے، تو یہ کافی ہے۔ علماء باطن کا خیال ہے کہ توحید کا یہ مفہوم تو واضح ہونا ضروری ہے ہی، لیکن عرفانِ ذات و صفات کے لیئے صرف اُس کا مَعْبُود سمجھنا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ اُس کا مقصود اور موجود اور مؤثر ہونے پر بھی ایمان لانا ہوگا۔ یعنی عرض کرنے کا مطلب یہ کہ علماءِ ظواہر کی تعلیم تو اس پر کفایت کرتی ہے کہ کلمہ طیبہ میں جو جُزِ اوّل ہے، یعنی، ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ (اللہ کے

and His Efficaciousness (Mo'assar). That is to say, that the teachings of the Exoteric Scholars (Ulema-e-Zawahir) find it sufficient to say the first part of Kalima-e-Tayyiba, that is, “*La Ilaha Illallah*” (There’s no Lord except Allah SWT; Holy Quran, Surah As-Saffat, Ayah 35) because it has the meaning of “*La Mabood Illallah*” (There is nothing to worship except Allah SWT).

However, all the great Masheikh and Sufi Masters, on the other hand, take the meaning of this part of Kalima Tayyiba to mean that:

1. “*There is no Intended Objective except Allah SWT*” : (*La Maqsood Illallah*)

2. “*There is nothing Present (anywhere) except Allah SWT*” : (*La Maujood Illallah*)

3. “*There is nothing Efficacious except Allah SWT*” : (*La Mo'assar Illallah*)

The emphasis here is on the two latter concepts, that is:

سوا کوئی خدا نہیں، قرآن سورہ الصافات، آیت ۳۵) اُسکا مفہوم ہے، ”لا معبودِ اِلَہِ اللہ“، (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے)۔

مگر تمام مشائخ عظام اور صوفیاء اکرام کلمہ طیبہ کے اس وجود کے یہ معنی لیتے ہیں کہ:

۱۔ ”اللہ کے علاوہ کوئی مقصود نہیں ہے“ : (لا مقصودِ اِلَہِ اللہ)

۲۔ ”اللہ کے علاوہ کوئی چیز (کہیں بھی) موجود نہیں ہے“ : (لا موجودِ اِلَہِ اللہ)

۳۔ ”اللہ کے علاوہ کوئی چیز کارگر نہیں ہے“ : (لا مؤثرِ اِلَہِ اللہ)

اور اس میں بھی سب سے زیادہ زور جو دو موخر الذکر مفہیم ہیں اُس پر ہے یعنی:

- “There is nothing Present (anywhere) except Allah SWT” : (La Maujood Illallah)

and

- “There is nothing Efficacious except Allah SWT” : (La Mo’assar Illallah)

In the explanation of, “There is nothing Present (anywhere) except Allah SWT”: (La Maujood Illallah), there emerge two concepts:

1. “The Unity of Existence” : (Wahdat al-Wujood)

and

2. “The Unity of Perception” : (Wahdat al-Shahood)

In broad terms, we will say that the Unity of Existence is interpreted as “The Only One, Existing Everywhere” (Hama Oost) and the Unity of Perception refers to “Separation of Creator from All the Creation” (Hama-az-Oost). These two avenues of thought have been discussed at length and there is abundant literature on these topics. It is not our goal to preoccupy ourselves with this discussion here, in any substantive way. A large number of people of Chishtiyah and Qadriyah Sufi Orders and Religious Scholars of Ahl-e-Sunnah Wal-Jama’ah are adherents of the Unity of Existence (Wahdat al-Wujood). My Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) also held this view. Monotheism (Tawheed) and The Unity of Existence (Wahdat al-Wujood) were totally

- “اللہ کے علاوہ کوئی چیز (کہیں بھی) موجود نہیں ہے“ : (لا موجود إله الله)

اور

- “اللہ کے علاوہ کوئی چیز کارگر نہیں ہے“ : (لا مؤثر إله الله)

لا موجود إله الله کی تفصیل میں ۲ مسلک سامنے آئے:

۱۔ وحدت الوجود

اور

۲۔ وحدت الشہود

اس بات کو موٹے لفظوں میں کہا جائے تو یہ یوں کہیں گے کہ، وحدت الوجود کو ”ہم اوست“ سے تعبیر کرتے ہیں اور وحدت شہود کا مفہوم ”ہم از اوست“ ہے۔ یہ دونوں مکاتبِ فکر اتنے مشہور ہیں اور ان مسائب پر سیر حاصل مضامین کی بُہتات ہے۔ تو یہاں اس بحث میں اُلجھنا ہمارا مقصود بھی نہیں ہے، اور زیرِ نظر مضمون میں اسکی گنجائش بھی نہیں ہے۔ چشتیہ حضرات، قادریہ مسلک کے بزرگ، اور علماء اہل سنت و الجماعت کی ایک کثیر تعداد، وحدت الوجود کی قائل ہے۔ اور میرے سرکار (یوسف شاہ بابا) بھی اس مسلک پر تھے۔ اور توحید اور وحدت الوجود سرکار کی سیرت، مزاج، عمل، اور گفتگو میں اتنا رَج پچ گیا تھا کہ میں نے سرکار کو کبھی اس کیفیت سے خالی نہیں پایا۔ سرکار اکثر

فرمایا کرتے تھے کہ،

integrated into Sarkar's character, temperament, actions and discourses. I never found Sarkar devoid of this reality. Sarkar used to say that,

“On this path, only those people succeed and prosper who have no ambition to become something great. Otherwise, they are slaves to lust and close to idolatry and polytheism.”

Sarkar would often recite this couplet :

To Mabaash Aslan, Kamal Eeñ Nast Va Bas

To Daru Gumm Sho, Visal Eeñ Nast Va Bas

(It's Ideal That You Do Not Exist)

(It's Ideal That You're Lost In His Unity)

In the Eternal Covenant (Misaq-e-Azal), it was established that our Lord is Allah SWT. That means that this existence is granted to us by Allah SWT. It's a loan (Amanat, given by Him to keep under our care) to us from Allah SWT and we are not the owners of this existence. We made this pact with our Lord on the Day of Inception (Roz-e-Alahst). The biggest mistake we make after our physical birth is that we continue to usurp this existence in a variety of ways which is, in fact, the Trust of Allah SWT. Thus we continue to deviate from the reality of Allah SWT being the Lord and Master and we

”اس راستے میں کامران اور باُمُراد صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جن کا مقصود کچھ نہ ہونا ہو۔ اور جن کا مقصود کچھ ہونا ہوتا ہے، وہ ہوس اور شرک کے قریب ہوتے ہیں۔“

اکثر یہ شعر وردِ زبان رہتا تھا:

تو مباحش اصلاً کمال اینست و بس
رو درو گم شو وصال اینست و بس

(تُم ہو نہیں دراصل، کمال ہے یہی)
(تُم گم ہو جاؤ، وصال ہے یہی)

میثاقِ ازل میں یہ عہد ہو گیا تھا کہ ہمارا رَبّ اللہ ہے۔ یعنی کہ یہ وجود اللہ نے بخشا ہے۔ اللہ کی امانت ہے (اللہ کی طرف سے کہ ہم اسکی حفاظت کریں) اور ہم اپنے اس وجود کے مالک نہیں۔ یہ اقرار و عہد روزِ ازل میں اپنے ربّ سے کر لیا تھا۔ دُنیا میں اپنی ظاہری پیدائش کے بعد، جو سب سے بڑی خطاء ہم سے ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ ہم اس وجود کو، جو اللہ کی امانت ہے، اس پر طرح طرح سے قبضہ غاصبانہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اس طرح اللہ کے مالک و ربّ ہونے کی حقیقت سے انحراف کرتے رہتے ہیں، اور بجائے اللہ کے خود بینی اور خود رائی میں مبتلا رہتے ہیں۔

engage in self-conceit and self-adulation. In other words, we engage ourselves in the types of acts due to which Satan was thrown out and became the biggest associationist (Mushrik, may Allah SWT protect mankind from such thoughts and actions). The lesson, in all this, is that our existence belongs to Allah SWT. He is the Creator and the Lord. We have no control over it, except for what He permits. This is a very difficult lesson to master on one's own. To this day, no better way has been found to keep focused on this key lesson, than taking Initiation with a Master.

In the matter of teaching and learning, it is a fact that no subject can be learned and mastered without a qualified, expert subject matter teacher. So, the question arises. The knowledge of the Divine and the Sunnah of the Prophet ﷺ which are much more important and the most revered of all subjects; how can it be achieved without a teacher? In order to understand Islamic jurisprudence (Fiqh) and religion, it is necessary to be a student of Exoteric Religious Scholars (Ulema-e-Zahir). In the same way, to understand the inner spiritual existence, an Esoteric Religious Scholar (Alim-e-Batin) is needed and he is known as (Master or) Guide of the Inner Path (Sheikh-e-Tariqat).

No Prophet will come after the Lord of the Two Realms (Honorable Prophet Muhammad ﷺ). So, the task of educating about Islam (Deen) has been

یا بہ الفاظ دیگر اُسی عمل میں اپنے آپ کو مبتلا کر دیتے ہیں جسکی وجہ سے شیطان راندِ درگاہ ہوا، اور مُشرکِ اعظم ٹھہرا (اللہ تعالیٰ اس کج روئی اور خام خیالی سے بندگانِ خدا کو محفوظ رکھے)۔ یہ سبق کہ ہمارا وجود اللہ کی امانت ہے، اور وہی اس کا خالق و ربّ ہے، اور ہمیں اس پر کسی قسم کا کوئی تصرف حاصل نہیں ہے، بڑا مُشکل سبق ہے۔ لہٰذا اس سبق کو ہم وقت یاد رکھنے کیلئے کسی شیخ سے بیعت ہو جانے سے بہتر کوئی نسخہ یکسر موجود ہی نہیں ہے۔

تعلیم و تدریس کے سلسلے میں یہ امر مسلّمہ ہے کہ بغیر کسی ماہرِ مضمون استاد کے کوئی مضمون سیکھا و پڑھا نہیں جاسکتا۔ چہ جائے کہ علمِ الہی اور سنتِ نبوی ﷺ کا علم، جو اہم بھی ہے اور تمام مضامین میں سب سے زیادہ اشرف بھی ہے؛ وہ بغیر کسی اُستاد کے کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ جس طرح فقہ اور دین کو سمجھنے کیلئے علماء ظاہر کی شاگردی ضروری ہے، بالکل اُسی طور پر تہذیبِ باطن کے لیئے کسی عالمِ باطن کی ضرورت ہے۔ اس عالمِ باطن کو عُرف عام میں (شیخ یا) شیخِ طریقت کہا جاتا ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ (حضرت محمد ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور تبلیغ، رشد و ہدایت، دین کا کام علماء اُمت کے سپرد ہو گیا۔ خود

entrusted to the Religious Scholars of the Ummah. A blessed Hadith of the Lord of the Two Realms (Honorable Prophet Muhammad ﷺ) states, “*The Scholars of my Ummah are like the Prophets of Bani Israel.*”

Every Prophet is multi-faceted. One aspect is that of Prophethood (Nabuwat), by which he teaches people the commandments of Allah SWT and thus propagates Islam. Another facet is Sainthood (Wilayat), by which he receives revelations and commands from Allah SWT. So, for the development of the Prophetic aspect, the Exoteric Scholars, the Ulema, have assumed the responsibility. For the Saintship (Wilayah) dimension, the Esoteric Scholars, the Saints and the Sufi Masters (Masheikh) have become the qualified expert guides. So for one who wants to develop his inner-self to the highest potential, it is absolutely necessary, for him, to associate himself with a Master.

Just, as from childhood to adulthood, parents and household elders play an important role in shaping the morals and habits of children and youth, similarly, the Master through his behavior and deeds, sets the best examples for his disciples. Experiencing this, the disciple comes to the realization that, in order to acquire functional expertise in small Arts and Crafts, it is not possible for one to be proficient, without an expert teacher. So, how would one be able, to travel the ever-challenging path of spiritual growth and be aware of the obstacles along the way? The Guide, that helps to navigate through this path, is called a Sheikh. One must be accompanied by someone

سرکارِ دو عالم ﷺ (حضرت محمد ﷺ) کی حدیثِ مبارکہ ہے کہ، ”میری اُمت کے علماء ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے نبی۔“

ہر نبی ذوجہت ہوتا ہے۔ ایک اس کی جہت نبوت ہوتی ہے، جس سے کہ وہ لوگوں کو احکامِ خداوندی کی تعلیم دیتا ہے، اُس طرح دین کو پھیلاتا ہے۔ دوسری جہت، جہت ولایت ہوتی ہے، جس سے وہ اللہ سے وحی اور احکامات حاصل کرتا ہے۔ تو جہتِ نبوت کے مظہر تو علماء ظاہر ہو گئے اور جہت ولایت کے مظہر علماء باطن، ولی اور مشائخ ہو گئے۔ تو جو اپنے باطن کو سنوارنا چاہے، اور اُس کو آراستہ پیراستہ کرنا چاہے، اُس کے لیئے از بس ضروری ہے کہ وہ کسی شیخ سے رابطہ قائم کرے۔

جس طرح بچپن سے لے کر سنِ بلوغ تک والدین اور گھر کے بزرگ بچوں اور جوانوں کے اخلاق اور عادات بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اسی طور پر شیخ اپنی ظاہری صورت میں اعمال اور اخلاق کا معلّم ہوتا ہے، اور مُرید کے لیئے زندگی بسر کرنے کا بہترین نمونہ ہوتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے فن اور ہنر حاصل کرنے کیلئے اُس فن کو جاننے والے اور سکھانے والے کے بغیر وہ فن نہیں آتا۔ تو راہ سلوک کی دُشوار گزار اور مشکل گھاٹیوں سے کوئی شخص کیسے بغیر اس راستے کے شناور کے، مُجاہدات اور ریاضیات سے عہدہ براہ ہو سکتا ہے؟ اس سلوک کے

who is very knowledgeable about the journey and its different stages. A Master is someone who has already traveled and has navigated this path. It is common knowledge that a person's ego is immensely involved in his misguidance, leading him the wrong way and acting outside moral limits. Sometimes, the tricks and deceptions (of the untamed ego) are so twisted and complex that it is not possible to escape from them without a Perfect Master overseeing our vulnerabilities and guiding us along the way.

Maulana Rum RA said,

Damane Oou Nafs Kush, Ra Sakht Geer
(Kill Your Ego, the Path Ahead is Difficult)

That is, without the association with a (Master or) Guide of the Inner Path (Sheikh-e-Tariqat), spiritual achievement is extremely difficult, virtually impossible.

جاننے والے ہی کو شیخ کہتے ہیں۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ انسان کو گمراہی، بے راہ روی، اور حدود سے تجاوز کرنے میں اُسکے اپنے نفس کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات نفس کے مقائد اور فریب ایسے پُر پیچ اور مسحور کن ہوتے ہیں کہ اُن سے بچ نکلنا بغیر کسی شیخِ کامل کے ممکن ہی نہیں ہے۔

مولانا رومؒ نے فرمایا کہ،

دامنِ اُو نفس کُش، را سخت گیر
(اپنے نفس کو مار دو، آگے راستہ دُشوار ہے)

یعنی بغیر کسی شیخِ طریقت کی وابستگی کے دشوار ہے۔

Maulana Rum RA has said,

*Ismillah Baang Hasto Ya Sada
Bey Musamma Ism Ki'ye Bashad Rawa*

*(Calling Out Name of Allah SWT Continuously)
(How Can a Name Remain Valid Without Its Essence?)*

When we call someone out loud or think of someone or something in our mind; as soon as it is done, either the person or the object, if it exists, is in front of our eyes, or if it is absent, its image comes into our mind. For example, if Zaid is not present and we think about Zaid, his clear image will come to our mind. When we say Allah Almighty, however, there is nothing but ambiguity or an imaginary concept of essence and attributes that comes into our minds. Whatever is imagined is our own creation and definitely isn't Allah SWT. Instead of Him being our Creator, we become the creators ourselves (of this imaginary God). It means that we have imagined our own Creator, using our own faculties and begun to worship it, that is, our created imaginary God(s).

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ،

اسم اللہ بانگ ہست و یا صدا
بے مسمیٰ اسم کےء باشد روا

(اللہ کا نام پُکارو، یا دیتے رہو صدا)
(نام بغیر اصل کے کیسے جائز ہوا؟)

یعنی جب ہم کسی کو بُلاتے ہیں زبان سے یا ذہن میں، اور کسی کو پُکارتے ہیں زبان سے یا خیال میں، تو اُس چیز کا نام لیتے ہیں۔ اور نام کے ساتھ ہی یا تو وہ چیز اگر موجود ہے تو آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے، یا اگر غائب ہے تو اسکی ہیئت اور کمیت ہمارے تصوّر میں آجاتی ہے۔ مثلاً زید موجود نہیں، اور ہم نے دل میں زید کا نام لیا تو زید کی شکل و صورت ہمارے ذہن میں بالکل صاف صاف آجائے گی۔ لیکن جب ہم اللہ کہتے ہیں، تو اب ہمارے تصوّر میں سوائے ابہام کے اور کچھ نہیں آتا ہے۔ یا پھر ایک خیالی تصوّر ذات و صفات کا جو کہ خود ہمارا ہی پیدا کردہ ہے، وہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ تو وہ اللہ نہ ہوا، خالق بھی نہ ہوا، اُس (خیالی خُدا) کے خالق ہم خود ہو گئے۔ یعنی ہم نے اپنے خالق کو خود ہی پیدا کر دیا اور اسکی پُرسش کرنے لگے یعنی خیالی خدائی۔

Faqeeha Daftare Raami Purtunad
Haram Jo Yaa Dare Raami Purtunad
Bey Afkan Pardah Ta Maloom Gardad
Keh Yaraa Digare Raami Purtunad

(Scholars are Worshipping the Books.)
(Sanctuary Seeker is Worshipping Its Doorway.)
(When the Veil was Lifted, It Was Found,)
(It Was the Beloved That Was Worshiped Everywhere.)

فقیہاں دفترِ رامی پرتند
حرم جو یاں درِ رامی پرتند
بے افکن پردہ تا معلوم گردد
کہ یاراں دیگرِ رامی پرتند

(فقیہہ سے کتاب و دستاویز کی پوجا ہو رہی ہے)
(حرم کے مُتلاشی سے اُسکے درِ پُجا ہو رہی ہے)
(جَب ہٹا پردہ تو یہ معلوم ہوا چلا)
(کہ یار ہی کی ہر طرف پوجا ہو رہی ہے)

حقیقت یہ ہے کہ:

- He is: The First, The Last, The Manifest and The Inherent
(Huwal-Awwal, Huwal-'Akhiru, Huwadh-Dhaahir, Huwal-Baatin - Holy Quran, Surah Al-Hadeed, Ayah 3)
- Wherever You Turn, You Will Find the Face of Allah SWT
(Fa Ainama Tuwallu Fathamma Wajhullah - Holy Quran, Surah Al-Baqarah, Ayah 115)
- There is No Power, Nor Strength, Except with Allah SWT
(La Hawla Wala Quwwata Illa Billah - Holy Quran, Surah Al-Kahf, Ayah 39)
- Allah SWT is the Divine Light of the Heavens and the Earth
(Allahu Nur-us-Samawa-ti-Wal Ard - Quran, Surah An-Nur, Ayah 35)

- هُوَ الْاَوَّلُ، هُوَ الْاٰخِرُ، هُوَ الظَّاهِرُ، هُوَ الْبَاطِنُ (قرآن، سورہ الْحَدِيد، آية ۳)
(وہی اوّل، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن)
- فَاَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهُهُ اللّٰهُ (قرآن، سورہ البقرہ، آية ۱۱۵)
(سو جس طرف تم رخ کرو، تو اُس طرف اللہ کا چہرہ)
- لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (قرآن، سورہ الْكَهْف، آية ۳۹)
(کوئی زور، یا قوت نہیں، ماسوا اللہ کے)
- اللّٰهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ (قرآن، سورہ النُّور، آية ۳۵)
(اللہ نور ہے، آسمانوں کا اور زمین کا)

These and very many other Holy Quranic verses, Hadith Qudsi and other blessed Hadiths are in unanimous agreement about the Unity of Creation. Meaning, there is nothing in existence, (past or present), except Allah SWT. It is also true that Allah SWT encompasses and envelopes the whole universe in His Essence and Attributes.

Wa Huwa Bi-Kulli Shay-'in Muheet
(And He Completely Encompasses Everything.)
(Holy Quran, Surah Fussilat, Ayah 54)

Nothing encompasses it; not any being, intellect or knowledge! On the contrary Allah SWT Himself, envelopes everything. We can neither point at Him in any direction, nor limit Him to any being. His existence cannot be ruled out, from any molecule (or lack thereof) of the universe.

Bey Hijabi Yeh Keh, Har Zarre Mein Jalwah Aashkaar
Uss Pe Ghunghat Yeh Keh, Surat Aaj Tak Nah Deedah Hei

(Unveiled, as He is Manifested, in Every Particle.)
(But Veiled, Such That His Face Remains Unseen.)

In all Sufi Schools of Thought, the highest manifestation of the Almighty has been confirmed to be that of the Master. Therefore, going forward with the

اور ہزاروں قرآنی آیات، اور حدیثِ قدسی، اور متفقِ علیہ، اور حدیثِ مبارکہ سے مسئلہ وحدت الوجود ثابت ہے۔ یعنی سوائے اللہ کے، فی الحقیقت (ماضی یا حال میں) کوئی موجود نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی اپنی جگہ کے اوپر حق ہے کہ اللہ اپنی ذات و صفات میں تمام کائنات پر مُحِیط ہے۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ
(اور وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے)
(قرآن، سورہ فُصِّلَتْ، آیت ۵۴)

تو کوئی چیز اُس پر مُحِیط نہیں ہے: نہ کوئی وجود، نہ کوئی عقل نہ کوئی علم! بلکہ خود اللہ ہر چیز پر مُحِیط ہے۔ نہ ہم کسی جہت کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں، اور نہ کسی وجود میں محدود کر سکتے ہیں۔ اور ویسے کائنات کے کسی ذرّہ سے اُس کے وجود کو خارج بھی نہیں کیا جا سکتا۔

بے حجابی یہ کہ ہر ذرّے میں جلوہ آشکار
اُس پے گھونگٹ یہ کہ صورت آج تک نہ دیدہ ہے

صوفیوں کے مَسَلک میں وجودِ باری تعالیٰ کا مظہرِ اَتم شیخ کی ذات کو قرار دیا گیا۔ لیکن شیخ کو ذاتِ حق (فناء فی اللہ) میں فناء سمجھتے ہوئے،

premise of the Master as one who has attained Union with Allah SWT (Fana-fi-Allah); one has to perceive, identify and acknowledge every particle of the Universe as being part of the Master's presence. Then, this statement of Maulana Rumi RA rings true:

Bey Musamma Ism Ki'ye Bashad Rawa
(How Can a Name Remain Valid Without Its Essence?)

There are two possible forms of this realization of the essence of the Master. It may be simply knowing it, intellectually, as a matter of knowledge, at least to start with and then the disciple proceeds on to achieve the final form of annihilation (Fana) from his own being to that of the Master.

As a matter of knowledge, comprehension can be obtained from books. To achieve the Union itself, however, a Master is needed for this to happen. Without a Master, no one has ever achieved Union with Allah SWT (Fana-fi-Allah) and it can never happen. When this spiritual state is established, the disciple has no existence of his own, except in the being of his Master. (In the progression of Union with the Divine:)

- At first, the disciple Unites with his Master (Fana-fi-Sheikh),
- Then progresses further from there to the level of the Union with the Prophet ﷺ (Fana-fi-Rasul),

کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں شیخ کے وجود کو جانا، پہچانا، اور مانا۔ اور اس طرح اب یہ مولانا روم کا مصرعہ صادق آیا کہ:

بے مسمیٰ اسم کےء باشد روا
(نام بغیر اصل کے کیسے جائز ہوا؟)

اور اس کی بھی ۲ شکلیں ہیں۔ کہ علم کے اعتبار سے اس بات کا کُھل جانا اور پھر یہ حال طاری ہو جانا کہ مُرید اپنی ذات سے شیخ کی ذات میں فناء ہو جائے۔

علمی اعتبار سے کُھل جانا تو کتابوں میں سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ حال ہو جانے کیلئے شیخ کی ضرورت ہے۔ بغیر شیخ کے یہ حال (فناء فی اللہ) نہ کسی نے حاصل کیا اور نہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور جب یہ حال طاری ہو جاتا ہے تو پھر مُرید کا اپنا کوئی وجود باقی نہیں رہتا اور وہ شیخ کی ذات میں فنا ہو کر:

- پہلے فنا فی الشیخ
- اور وہاں سے ترقی کرتے ہوئے پھر فناء فی الرسول ﷺ کے درجے میں

- Ultimately he unites with the Divine Essence and travels through various stages of Union with Allah SWT (Fana-fi-Allah),
- Immortality with Allah SWT (Baqā-bi-Allah).

This, in fact, is the actual, high and lofty position of the Master. Otherwise, before that, a person is only involved in idolatry and imaginary romance.

So far, the ranks of the Master and the disciple have been described in general, for an overall understanding. Our aim is to now describe, specifically, Sarkar's actions and character. For that, we have to focus on his teachings and instances which are essential to get to know the need for the Master and his Essence, which is at the center of Tasawwuf. The beauty and qualities of my Sarkar will be illustrated by the following examples:

Sarkar Baba Yousuf Shah RA received his early education from an exemplary and a great teacher who was, on the one hand, a great Religious Scholar and on the other hand, a distinguished and authoritative Master of the Qadriyah Silsila. This teacher had an immense love for the Lord of the Two Realms (Honorable Prophet Muhammad ﷺ). The Scholars, of all Schools of Thought, remember him by the title of Aala Hazrat RA (not to be confused with our Sarkar Aala Hazrat RA). Who has not heard the name of Hazrat Ahmad Raza Khañ Barelvi RA? Of course, he held a prominent, very high and

- تاکہ انتہائی سلوک کی منزل میں وہ ذاتِ الہی میں فنا ہو کر فناء فی اللہ اور
- بقاء باللہ کے مقامات کی سیر کرتا ہے۔

اور یہی اصل میں ذاتِ شیخ کا حقیقی اور اعلیٰ و ارفع مقام ہے۔ ورنہ اس سے پہلے آدمی صرف بُت پرستی اور صنم پرستی میں مُبتلا رہتا ہے۔

مذکور الصّدر عبارت میں شیخ و مُرید کے عمومی اور علمی مراتب ظہورِ اجمال بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن مقصود سرکار کے افعال و سیرت بیان کرنا ہے۔ اور اس کے لیئے ہمیں اُن تعلیمات اور واقعات پر نظر ڈالنی ہوگی جس سے ضرورتِ شیخ اور ذاتِ شیخ جو دراصل جانِ تصوّف ہیں، اُس سے میرے سرکار کس حُسن و خوبی سے عہدہ برا ہو گئے۔

سرکار بابا یوسف شاہؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم ایک ایسے فقیرالمثال اور عظیم اُستاد سے حاصل کی کہ جو ایک طرح کے بڑے جید عالم بھی تھے، اور سلسلہ قادریہ کے مُمتاز مجاز شیخ بھی تھے۔ اور خود سرکارِ دو عالم (حضرت محمد ﷺ) سے ایسا والہانہ عشق تھا کہ تمام مکاتبِ فکر علماء اُنکو اعلیٰ حضرتؒ (ہمارے سرکار اعلیٰ حضرتؒ نہیں) کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور حضرت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلویؒ

unique position in Hindustan among the great Masters, scholars and lovers of the Prophet ﷺ. So, definitively, Hazrat Baba Yousuf Shah RA received quality exoteric and esoteric spiritual knowledge from such a high-ranking and esteemed teacher. Moreover, would it ever be possible to receive such a supreme education without also receiving spiritual graces and blessings (rhetorical question)?

In addition to this, during his student days, Sarkar had a great love for Hazrat Shah Niaz Ahmad Bareilvi's RA Sajjada-Nasheen (Keeper of the Shrine), Siraj-as-Salikeen (Lightsource of the Mystics) Hazrat Nanne Miañ Shah Sahib RA, who was staying at the Dargah in Bareli Shareef. So, Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) had his company and access to the spiritual knowledge of Hazrat Nanne Miañ Shah RA who was a very well-established and famous Master of his time.

After completing this educational phase, Sarkar addressed a large number of gatherings for Zikr and Milad, delivered speeches and thus expanded his spiritual knowledge through teaching others. He achieved unprecedented popularity for his speeches and discourses. His Grace received invitations from all over Hindustan, with a growing reputation as a Learned Scholar (Aalim). If it is said that His Grace's (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) studies and completion of practical know-how of spiritual knowledge were fully achieved, it will be in accordance with the truth.

کے نام نامی سے کون بے بہرہ ہے؟ بالیقین ہندوستان کے مشائخِ عظام، علماء اکرام اور عاشقانِ رسول ﷺ میں اپنا ایک ممتاز، بہت بلند اور منفرد مقام رکھتے تھے۔ تو ظاہر ہے ایسے بلند پایہ اُستاد سے حضرت بابا یوسف شاہ نے علمِ ظاہری اور باطنی اور روحانی کی کیا کیا نعمتیں نہ حاصل کی ہوں گی (خطیبانہ سوال)؟

اور حالات اس پر بھی شاہد ہیں کہ زمانہ طالبِ علمی میں حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی کے سجادہ نشین، (درگاہ کے نگران) سراجُ السالکین (سالک درویشوں کا روشن آفتاب) حضرت ننھے میاں شاہ صاحب سے بھی، جو بریلی شریف کی درگاہ میں قیام پزیر تھے۔ (سرکار یوسف شاہ بابا کی اُن سے) اچھی خاصی صحبتیں رہیں اور حضرت سے فیضِ باطنی اس کا لازمی نتیجہ نکلا۔ خود حضرت ننھے میاں شاہ صاحب قبلہ اپنے زمانے کے بہت مُستند اور مشہور شیخ گزرے ہیں۔

یہاں سے فارغ ہو کر بعد میں ذکر و میلاد کے اور واعظ کے بڑے بڑے اجتماع سے سرکار نے خطاب فرمایا اور اس طرح اپنے علمِ ظاہری کو جلا و وسعت بخشی۔ اور تقریر و خطابت میں ایک ایسا مقام حاصل کیا جو اپنی نظر آپ ہی تھا۔ اس طور پر ہندوستان کے گوشے گوشے سے حضرت کو دعوتِ ذکر و واعظ ملتی رہتی تھی اور آپ کی عالمانہ حیثیت مُستحکم سے مُستحکم تر ہوتی چلی گئی۔ اور یوں اگر یہ کہا جائے کہ علمِ ظاہری کی درسی اور عملی تکمیل حضور (سرکار یوسف شاہ بابا) نے فرمائی، تو عین حقیقت کے مطابق ہوگا۔

Having reached the pinnacle of his religious knowledge, His Grace undertook Initiation from Hazrat Sufi Abdul Hakim Shah Sahib RA, who was the authorized deputy (Khalifa) of Hazrat Talib Hussein Shah RA, who was (further) deputy of Shah Mujeeb Qadri, Chishti, Sabri RA. Since his spiritual foundation was strong, solid and substantial, Sarkar completed all the phases of spiritual sobriety within a short span of time and His Grace achieved Union with his Master (Fana-fi-Sheikh). After receiving the Certificate of Khilafat, he was sent, by his Master (Hazrat Sufi Abdul Hakim Shah Sahib RA), to the illustrious court of Hazrat Baba Tajuddin (May Allah SWT Reveal Ever Greater Secrets to Him). There, he had such enlightening experiences of both Spiritual Ecstasy (Jazb) and Spiritual Sobriety (Salook). These experiences resulted in achieving Fana-fi-Rasul and Fana-fi-Allah without any delay.

With Baba Sahib's (Sarkar Tajuddin Baba RA) permission, a series of Initiations of people into the Silsila started throughout the length and breadth of Hindustan. All the exoteric and esoteric perfections that were needed to bring his (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) disciples to their highest spiritual station were within Sarkar's (Yousuf Shah Baba RA) reach. The disciples, therefore, found such a perfect Master that the people who joined the Yousufi Silsila did not feel any need to reach out to any other Master for their exoteric and esoteric wants and needs. Just association with Sarkar was enough to achieve everything.

“Alhamdo’Lillah! (All Praise is Allah’s)”

اس ظاہری دینی تکمیل کے نکتہ عروج کے ساتھ ساتھ، حضرت نے حضرت صوفی عبدالحکیم شاہ صاحبؒ، جو حضرت شاہ طالب حسینؒ، شاہ مجیب قادری چشتی صابریؒ کے خلیفہ مجاز تھے، سے بیعت حاصل کی اور مقاماتِ سلوک طے فرمائے۔ کیونکہ بنیاد اچھی اور مضبوط پڑ چکی تھی، لہذا مقاماتِ سلوک طے کرنے میں کچھ زیادہ وقت نہ لگا اور حضرت نے بہت جلد اپنے شیخ میں فنائیت (فنا فی الشیخ) حاصل کر لی۔ اور وہاں سے سندِ خلافت حاصل کر کے بحکم شیخ (حضرت صوفی عبدالحکیم شاہ صاحبؒ)، حضرت بابا تاج الدینؒ قدس سرہ العزیز کی بارگاہِ عالی مقام میں بھیج دیئے گئے۔ جہاں جذب و سلوک کی ایسی حسین آمیزش تھی کہ علم اور حال دونوں اعتبار سے فناء فی الرسول ﷺ اور فناء فی اللہ کے بلند مراتب کے حصول میں دیر نہ لگی۔

پھر بابا صاحب (سرکار تاج الدین باباؒ) کے حکم سے بیعتِ طریقت کا سلسلہ اطراف و جوانب ہندوستان میں پھیلا دیا گیا۔ لہذا (سرکار یوسف شاہ باباؒ کے) اپنے مُریدین کو اپنے مقصود تک پہنچانے میں جن ظاہری و باطنی کمالات کی ضرورت تھی، وہ سب سرکار (یوسف شاہ باباؒ) کی دسترس میں تھے۔ اور یوں اپنے مُریدین کو ایک ایسا جامع اور کامل شیخ ملا کہ یوسفی سلسلے کے لوگوں کو اپنی ظاہری یا باطنی کسی بھی مشکل سے مشکل مرحلے میں بھی کسی دوسرے شیخ کی جانب دستِ طلب بڑھانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ اور بھرپور اور سیراب کر دینے والی نسبت اپنے شیخ سے عطاء ہوئی۔

“اَلْحَمْدُ لِلّٰہ (حَمْدِ صِرْفِ اللہ کی)۔“

Prior to the birth of Syed Aftab Karim (Sarkar Yousuf Shah Baba RA's son), also known as Kallu Pasha, His Grace had three male children who died, one after the other, at very young ages. The patience and acceptance of the Will of Allah SWT that Sarkar demonstrated on the death of these children astonished his friends, relatives and acquaintances.

The number of disciples was very high and offerings (gifts of homage, Nazrana) kept coming in large sums. Sarkar was not at all inclined towards these offerings and would quietly distribute them to the needy, within and outside of the Silsila. He never let any funds accumulate for future needs. Innumerable new clothes were also offered to him, as gifts. He would select the simplest attire and never kept more than 4 or 5 sets, in total, of everyday use clothes. He distributed the rest among the poor and the underprivileged. The more poverty-stricken the disciple was, the more kindness and consideration he showered upon such (disciples). He never let anyone feel that there was any special treatment for the rich and another for the poor. Equal, respectful treatment for one and all was always the way.

Disciples who were obviously inclined towards materialism, whenever they mentioned their financial issues; Sarkar would, in the most loving and compassionate way, teach them patience and trust in Allah SWT. He would

سید آفتاب کریم (سرکار یوسف شاہ بابا کے فرزند) عرف کَلّو پاشا کی ولادت سے قبل، حضور کی تین اولادِ نرینہ پیدا ہوئیں جو یکے بعد دیگرے گمسنی میں ہی وفات پا گئیں۔ ان بچوں کی وفات پر جس صبر و رضاء کا مظاہرہ سرکار نے فرمایا، اُس سے سرکار کے احبّاء، متعلقین، اور منتسبین حیران اور ششدر رہ گئے۔

متمول مُریدین کی تعداد بہت زیادہ تھی اور نذر نذرانے بھی کثیر رقوم کے طور پر آتے رہتے تھے۔ لیکن اس طرف بالکل میلان نہ تھا اور خاموشی کے ساتھ میں وہ رقم سلسلے اور سلسلے کے باہر ضرورت مندوں میں عطاء کر دیتے۔ اور اپنے پاس کبھی آئندہ کی ضرورت کیلئے جمع نہ ہونے دی۔ لاتعداد نئے نئے لباس خدمتِ اقدس میں پیش ہوتے۔ لیکن اُن میں سے چھانٹ چھانٹ کر ۴ یا ۵ معمولی قسم کے جوڑوں سے زیادہ کبھی اپنے پاس نہ رہنے دیا، سب غریب غُربا میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ مُریدین میں جتنا غریب مُرید ہوتا اُس سے زیادہ تلطف فرماتے۔ اور کبھی اُس کو یہ احساس نہ ہونے دیتے کہ سرکار کے یہاں بھی امراء اور غُربا میں امتیاز برتا جاتا ہے۔

مُریدین جو ظاہر ہے علایق دُنیا میں مُبتلا تھے، جب بھی اپنی مالی دشواریوں کا ذکر فرماتے، اُن کو بھی بہت محبت و شفقت سے صبر و توکل کا درس دیتے۔ اور اس میں کوششِ بلیغ فرماتے کہ وہ اپنے حال و

make great efforts to help the disciples to not let their earnings and livelihood be a source of worry and distress. Instead, the disciples would begin to view their problems with equanimity, patience, peace and being steadfast in accepting the Will of Allah SWT. In this, Sarkar's own temperament was so very helpful to assist his disciples in changing their outlook. It became possible and easier for them to practice patience and contentment. This applied especially to the extremely difficult periods during which, to tread steadfastly on the spiritual path that appeared virtually impossible, became feasible and easy.

Whenever out of an abundance of love and devotion, Sarkar's most poor and needy disciples offered some money as a gift; Sarkar would often accept only Rs. 2 and return the rest. He would say,

“This is for the food and other expenses of your children. Keep in mind that family responsibility is also obligatory on you.”

When Nawab Sahib Chhatari arrived in Hyderabad as the Minister to Nawab of Hyderabad of Deccan, he (Nawab Chhatari) sent a letter to Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) requesting him (Sarkar) to accept a Rs. 500 monthly stipend as a tribute, from the treasury of Nawab of Hyderabad of Deccan. Coincidentally, at the time this letter came, I was with Sarkar in Ajmer Shareef. Sarkar asked me to read the letter and to write the response. In the

معاش کی طرف بجائے سراسیمگی اور پریشانی خاطری کے، صبر، اطمینان، سکون، اور رضائے الہی میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کرنے لگتا۔ اس میں مُرید کو اپنا حال درُست کرنے میں خود سرکار کے حالات اتنے مدد اور معّاون ہوتے کہ خود اس کے لیئے صبر و رضاء کا راستہ، جو انتہائی دُشوار گزار گھاٹیوں سے نکلتا ہے، اُس پر چلنا جو اکثر ناممکن ہوتا ہے، ممکن و آسان ہو جاتا ہے۔

جب بھی فرطِ محبت و عقیدت میں سرکار کے غریب و مسکین مُرید کچھ رقم نذرانہ کے طور پر پیش کرتے، تو اکثر سرکار اُس میں سے صرف ۲ روپے قبول فرماتے تھے اور باقی لوٹا دیتے تھے کہ،

”یہ تم اپنے بچوں کے نان نفقہ کے لیئے رکھو۔ کہ یہ بھی تم پر واجب ہے۔“

جس زمانے میں نواب صاحب چھتاری نواب حیدرآباد دکن کے وزیراعظم بن کر حیدرآباد پُہنچے تو اُس زمانے میں سرکار (یوسف شاہ بابا) کو (نواب چھتاری نے) ایک خط بھیجا۔ جس میں نواب حیدرآباد دکن کے خزانے میں سے (سرکار کو) ۵۰۰ روپے ماہانہ بطور نذرانہ قبول کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ جس زمانے میں یہ خط آیا تھا، اتفاق سے اُسی زمانے میں میرا قیام اجمیر شریف میں ہی تھا۔ سرکار نے وہ خط مجھے

response, Sarkar offered many prayers (Dua) for Nawab Sahib Chhatari and Nawab of Hyderabad of Deccan. He also wrote,

“You and Nawab of Hyderabad of Deccan, have both already received much spiritual reward and blessings (Savaab) for your sincere intentions. The inability to accept such a stipend, as a tribute, is firmly rooted in the absolute commitment not to live the life of a Tribute Collector. This Faqeer has been given everything needed, by Allah SWT and our greatest wealth is acceptance, wholeheartedly, of the Divine Will which cannot be undermined at any cost.”

In any case, seeing his (Nawab Sahib Chhatari) spirit of service, I (Sarkar Aala Hazrat RA) will continue to pray for his safety, faith and salvation in Both the Realms (this life and the Hereafter). In the same way, Nawab Bahadur Talib Nagar and Nawab Sahib Baghpat tried repeatedly to offer a fixed monthly amount for the household expenses to Dearest Mother (Amma Sahiba RA), (Sarkar Yousuf Shah Baba’s RA Spouse) but without success. These approaches and offers were always declined in a very polite and delicate manner. The exceptions were, when Sarkar had to visit Talib Nagar or Baghpat, he would accept any reasonable offering presented at that time but he never accepted any fixed amount as a stipend. In short, the love of the world had no influence on Sarkar’s nature.

پڑھنے کو دکھایا اور جواب بھی مجھ سے تحریر کروایا۔ اس خط میں نواب صاحب چھتاری اور نواب حیدرآباد دکن کو بہت ساری دُعائیں لکھوائیں، اور انہوں نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ،

”آپ کو اور نواب حیدرآباد دکن دونوں کو حُسنِ نیت کا ثواب مل گیا۔ لیکن معذوری اور مجبوری یہ ہے کہ ہم لوگ بطور وظیفہ خور کے زندگی گزارنے کے قائل نہیں ہیں۔ فقیر کے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے، اور ہماری سب سے بڑی دولت توکل ہے، اس کو کسی قیمت پر بھی مجروح نہیں کیا جا سکتا۔“

بہر حال، اُن (نواب صاحب چھتاری) کے اس جذبہ خدمت کو دیکھ کر میں (سرکار اعلیٰ حضرت) اُن کے حق میں سَلامتی، ایمان، اور نجاتِ دارین کی دُعا کرتا رہوں گا۔ اسی صورت سے نواب طالب نگر اور نواب صاحب باغ پت نے متعدد بار کوشش کی کہ کوئی مُقررہ رقم ماہ بہ ماہ گھر کے اخراجات کیلئے امّاں جی صاحبہ (امّاں جی صاحبہ، سرکار یوسف شاہ بابا کی زوجہ) کی خدمت میں پیش کر دی جائے۔ لیکن سرکار نے ہمیشہ بڑی خوش اسلوبی سے اس بات کو ٹال دیا۔ ہاں البتہ جب کبھی طالب نگر تشریف لاتے، یا باغ پت جانا ہوتا تو اُس وقت جو مُناسب نذرانہ ہوتا، اس کو سرکار ضرور خوش دلی سے قبول فرما لیا کرتے تھے۔ لیکن کوئی مُقررہ رقم بطور وظیفہ کے کبھی قبول نہ فرمائی۔ مختصراً یہ کہ سرکارِ والا کے مزاج میں حُبِّ دُنیا کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔

The celestial events, worldly affairs, hardships, grief and pain often provide the opportunity for complaints, criticisms or religious verdicts (Fatwa). These reactions can be about good and evil that are declared and often blame is imposed on one or another. When one's critical reaction seizes from all such matters, that's when one enters (begins) the stage of acceptance of the Divine Will. If there is even the smallest passing criticism of any worldly or universal affair, it goes against the Divine Will. Using the intellect to realize the importance of the acceptance of the divine decree and then steadfast perseverance is a commendable and rewarding achievement. Just saying that we have accepted Allah's Will and that we have achieved the state of acceptance isn't enough. When this inner resolve is definitively established, its sign of an ever-present feeling of joy and inner peace, become visible.

Now that I am refreshing my memories of Sarkar's courteous manners and his inherent nature, I am able to vividly visualize that whenever I witnessed Sarkar in the most difficult and perplexing of circumstances, I found him to be very content and happy. Sarkar, himself, used to mention a letter, over and over, which Hazrat Khwaja Qutbuddin Bakhtiyar Kaki RA, after he had become famous and very widely renowned, received from Hazrat Ghareeb Nawaz RA, (Hazrat Qutbuddin RA's Sufi Master) in which he wrote,

کائنات، حالات، واقعات، حادثات ارضی و سماوی، اور مصائب و آلام، وہ واقعات یا انسانی موضوعات، جس میں ایک دوسرے پر تنقید یا خیر و شر کے فتوے لگائے جاتے ہوں۔ جب ان سب امور پہ سے اعتراض اُٹھ جاتا ہے، تو اُس وقت انسان تسلیم و رضا کی منزل میں داخل (ہونا شروع) ہوتا ہے۔ لیکن اگر کسی بھی آفاقی و کائناتی تغیر و تبدل پر اگر طائر نہ بھی نظرِ اعتراض پڑ گئی، تو انسان کا یہ اعتراض ارادہ حق پر وارد ہوتا ہے۔ اس لیئے عقل و تصرف کے میدان میں تسلیم و رضا کے مقام کی جو اہمیت ہے، اُس پر استقامت ہو جانا ہی دراصل منزل کا پانا ہے۔ تو قولی طور پر یہ کہنا کہ ہم راضی بہ رضا ہیں، اور ہم نے تسلیم کی منزل کو حاصل کر لیا ہے، یہ اور بات ہے۔ لیکن حالی طور پر اس مقام پر فائز ہونے کی علامت ہم وقت ایک سرور، انبساط، اور اطمینان کی کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

اب جب آج میں سرکار کے اخلاق و مزاج پر اپنی یادوں کو تازہ کر رہا ہوں، تو یہ بات بالکل میرے پیشِ نظر ہے کہ میں نے سرکار کو مشکل سے مشکل حالات میں، اور پریشانی کے عالم میں، بڑا مطمئن اور مسرور دیکھا۔ اور سرکار خود بار بار اُس خط کا ذکر فرماتے تھے جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکئی نے، جب اپنی شہرت میں تمام مخلوق میں مشہور ہو گئے تھے، تو اس وقت حضرت خواجہ غریب نواز (حضرت قطب الدین کے شیخ) نے ایک خط میں تحریر فرمایا کہ،

“Baba Qutb, worship your Lord, in such a way that He may be satisfied with you.”

One would think that this would be one of the standard instructions that Sufi Masters would often give to all their disciples. In the case of Hazrat Khwaja Qutbuddin Bakhtiyar Kaki RA (however, this was not so). He had achieved all the success, with distinction, in areas of divine worship, spiritual and worldly matters as well as the Seal of Authority to guide others. For him (Hazrat Khawaja Qutubuddin Bakhtiar Kaki RA), receiving this guidance from his Sufi Master, caused him considerable concern. It led him to do a thorough re-examination. He carefully scrutinized his ways of worship as well as his worldly matters to see where there were any shortcomings. When nothing lacking was found in these endeavors, he sent a request to his Sufi Master (Hazrat Khwaja Ghareeb Nawaz RA) asking:

“Your Grace, please help me and guide me on a way of worship by which Allah SWT will be satisfied with me.”

Hazrat Ghareeb Nawaz RA replied to Hazrat Khwaja Qutbuddin Kaki RA:

“Baba Qutb, this desired worship will be obtained by you paying attention to these three things:

”بابا قُطْب، اپنے ربّ کی ایسے عبادت کرو کہ وہ تم سے راضی ہو جائے۔“

سطحی نظر سے تو یہ بات اُنہی عام ہدایات میں سے معلوم ہوتی ہے جو پیر اپنے مُریدین کو وقتاً فوقتاً رقم کرتے رہتے ہیں۔ لیکن حضرت خواجہ قُطْبُ الدین بختیار کاکِی نے تو اپنی عبادات، معمولات، اور مشغولات کے منازلِ کمال پر پہنچ کر ہی سندِ رُشد و ہدایت پر متمکن ہوئے تھے۔ اُن کے لیئے یہ بات بڑی روحانی اُلجھن کا سبب بن گئی، اور اپنے عبادات اور مشغولات کو اچھی طرح چھان پھٹک کر دیکھا کہ کہاں کمی یا نُقص رہ گیا ہے۔ لیکن جب اُن پہلوں میں کوئی کمی نظر نہ آئی، تو اپنے پیر (حضرت خواجہ غریب نوازؒ) کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا کہ،

”حضور، میری دستگیری فرمائیں۔ اور مجھے وہ عبادت کا طریقہ تلقین فرمائیں، کہ جس سے میرا ربّ مجھ سے راضی ہو جائے۔“

حضرت غریب نوازؒ نے حضرت خواجہ قُطْبُ الدین بختیار کاکِی کو جواب دیا کہ:

”بابا قُطْب، یہ عبادت مَطْلوبہ اِس طور پر حاصل ہوگی کہ آپ اِن تین باتوں کا خیال رکھیں:

1. *Take care of the needy as much as possible.*

2. *Cover people's flaws.*

3. *Refrain from any criticism of all that is the Creation.”*

۱۔ حتہ الوسع حاجت مند کی حاجت روائی کریں۔

۲۔ لوگوں کے عیب کی پردہ پوشی فرمائیں۔

۳۔ مخلوق پر سے اعتراض ہٹا لیں۔“

The contents of this letter prove that the goal of acceptance of Allah’s Will is not achieved until a person annihilates his own existence in the existence of Truth. Until then, acceptance of Allah’s Will is just a verbal act. When Sarkar’s life is examined in the light of this perspective, many interesting incidents come to light. In case of any trouble or tragedy, Sarkar would express a degree of concern but he would also explain immediately to those present that he was accepting the Divine Will, totally and without any reservation, whatsoever.

I experienced this for myself on an occasion when I was with Sarkar in Ajmer Shareef. The Grocer who used to provide groceries, on loan, to Sarkar, refused to do so any longer. There was nothing in the house but hunger. We saw Sarkar as usual, satisfied and happy like any other time. He used to console me and his other children (disciples) that,

اس خط کے مندرجات سے یہ ثابت ہوا کہ تسلیم و رضاء کی منزل دراصل اُس وقت تک حاصل ہوتی ہی نہیں جب تک بشر اپنے اس وجود کو وجودِ حق میں فناء نہ کر دے۔ اس سے پہلے، تسلیم و رضاء صرف ایک قولی ہی عمل رہ جائے گا۔ جب ان سطور کی روشنی میں سرکار کی زندگی کو پرکھا جاتا ہے، تو بہت س عجیت اور غریب واقعات رونما ہوتے ہیں۔ لہذا سرکار کسی بھی پریشانی اور سانحہ کی صورت میں، بہ تقاضہ بشریت کسی تردد یا فکر کا اظہار فرماتے۔ لیکن جلد ہی اپنے مخاطب کو اپنے ارشادات سے اور کیفیاتِ ظاہری و باطنی سے یہ بھی سمجھا دیتے کہ ہم اپنے حال میں کلیتاً راضی بہ رضاء ہیں۔

میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ جب میں اجمیر شریف میں سرکار کے یہاں مقیم تھا، تو اُس بقال نے جو سرکار کو اجناء خوردونوش قرض دیا کرتا تھا، مزید قرض دینے سے انکار کر دیا۔ اور گھر میں کچھ نہ ہونے کی وجہ سے فاقہ ہی فاقہ ہوا۔ سرکار کو میں نے دیکھا کہ بدستور اُتے ہی مطمئن و مسرور رہے جیسا کہ عام دنوں میں رہتے تھے۔ اور مجھے اور اپنے بچوں (مُريدین) کو بھی یہی دلا سہ دیتے تھے کہ،

“Allah SWT is the Provider. He will send the destined provisions to us, whenever He wills.”

After about a day and a half of hunger, in the afternoon, a tray of Biryani and Saffron Sweet Rice (Zarda) came from (one of the) Sahibzada's houses. It was specially prepared food for a celebratory occasion. On the latter part of the same day, a money order of Rs. 500 came from Kathiawar, all of which was paid to the Grocer and the groceries became available again.

After a great many prayers, three male children that were born to Sarkar, all of whom passed away, one after another, at a young age. Even in such grief stricken situations, the recognition and acceptance of Divine Will shown by Sarkar were exemplary and not an act of any ordinary person.

Disciples used to come to Sarkar, from time to time, to express their concerns and worries. Sarkar's replies, along with the prayers and the possible solutions for their troubles, would also remind them that servitude is another name for submission and acceptance of the Divine Will.

”رازق اللہ ہے۔ جب ہم لوگوں کی قسمت میں رزق چاہے گا، بھیج دے گا۔“

تقریباً ڈیڑھ دن فاقے کے بعد، پھر دوسرے دن دوپہر ایک طشت میں بریانی اور ذردہ ایک صاحب زادے کے یہاں سے آیا، جس کے ہاں ختنوں کی دعوت کا کھانا پکا تھا۔ اُسی روز تیسرے پھر، ۵۰۰ روپے منی آرڈر کاٹھیا وار سے آیا، جو سب کا سب اُس بقال کو پہنچا دیا گیا اور اشیائے خوردونوش وہاں سے حاصل کیں۔

بڑی بڑی دُعاؤں کے بعد میں سرکار کے ہاں اولادِ نرینہ پیدا ہوئی تھی۔ صغیر سنی یا گمسنی ہی میں اوپر تلے تین صاحبزادگان کا انتقال ہوا۔ اُس وقت بھی سرکار نے جس تسلیم و رضاء کا مظاہرہ فرمایا، جو عام انسانوں کے بس کی بات نہ تھی۔

مُريدینِ سلسلہ جو سرکار کے حضور میں وقتاً فوقتاً حاضر ہوتے رہتے اور سرکار سے اپنے افکار و پریشانی کا ذکر کرتے۔ تو سرکار کا زیادہ تر ذوق یہی ہوتا تھا کہ اُس وقتی پریشانی کا مداوا اور دُعا کے ساتھ ساتھ، مُريدین کو یہ بھی تلقین کی جاسکے کہ بندگی تسلیم و رضاء ہی کا نام ہے۔

One of the many exceptional achievements that I noted about Sarkar was that first he completed his exoteric religious education, with distinction, under the supervision of an acknowledged master teacher, Hazrat Ahmad Raza Khañ Barelvi RA. Then he achieved the highest spiritual stations under the tutelage of Hazrat Sufi Abdul Hakim Shah Sahib RA and later under the guidance of Hazrat Baba Tajuddin RA. This, exoteric and esoteric training made Sarkar's character and personality very special and versatile. When he was in the company of worldly people, his discussion of local and global affairs would be impressively comprehensive, concise and ever so complete. The audience would concede that he had a very thorough and in-depth understanding of the political, social, professional and religious issues being considered. If there were arts and poetry gatherings, the literary crowd present would consider Sarkar to be an accomplished artist and a great poet.

If the audience was of Westernized youth, he would talk according to their temperaments, to children as if he was a child and similarly to the elders (of their interests), to each age group at their own level. In short, there was such comprehensiveness in Sarkar's knowledge, nature and personality that amid any sector: social, professional or ideological, he would talk to them according to their interests and pre-occupations, regardless of whether they were devout or secular. All would be influenced by his charming personality

ایک نہایت امتیازی خصوصیت جو میں نے سرکار میں دیکھی اور وہ یہ تھی کہ ظاہری دینی تعلیم کی تکمیل، جو اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی جیسے قابلِ فخر اور کامل اُستاد کے زیرِ نگرانی تکمیل کو پہنچی ہے۔ اور سلوک کے اعلیٰ ترین مراتب بہ توفیقِ الہی حضرت صوفی عبدالحکیم شاہ صاحب جیسے با کمال پیرِ طریقت اور مجددِ وقت حضرت بابا تاج الدین کے زیرِ تربیت حاصل ہوئے۔ اس نے سرکار کی شخصیت کو ہمہ جہت بنا دیا۔ اگر صرف اہل دنیا کی محبت ہوتی، تو دنیاوی معاملات میں سرکار کی گفتگو نہایت جامع، مُختصر، پُر مغز، اور اتنی مکمل ہوتی، کہ مخاطب یہ سمجھتا کہ وہ جس فن، پیشہ، بُنر یا شعبہ زندگی زیرِ بحث ہوتا اسکا بڑا کامل اور عمیق مطالعہ رکھتے ہیں۔ اگر کوئی بزمِ ادم، شعر و شاعری کی مجلس ہوتی، تو حاضرینِ مجلس بلا تعامل سرکار کو ایک اچھا ادیب، ایک اچھا ناقد، اور ایک اچھا شاعر سمجھتے۔

اگر سامعین مغرب زدہ نوجوان طبقہ ہوتا، تو اُن سے اُن کے ذوق کی باتیں کرتے، بچوں سے بچوں جیسی اور ضعیفوں سے ضعیفوں جیسی (اُن کے مزاج کے مطابق)۔ المُختصر یہ کہ اتنی جامعیت سرکار کی ذات اور شخصیت میں تھی کہ کسی طبقہ، سوسائٹی، نظریاتی گروہ کے سامنے اُسی مَسَلک کی انمول باتیں اُن سے کرتے، اور قطع نظر اس کے کہ وہ عقیدت مند ہوتا یا نہ ہوتا۔ سرکار کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا تھا اور بار بار ملاقات کا ذوق پیدا ہوتا تھا۔ بہت سے اہلِ ہندو اور شیعہ

and would want to meet him again and again. Some even joined the Silsila, including many Hindus and Shias.

In the family homes that he would visit, the children would gather around Sarkar excitedly, full of admiration. Sarkar's nature was such because Allah SWT had endowed him with such an immense treasure of love, compassion and mercy that, if we look for other examples of the Masters and Sufis of that time, Sarkar would be unique in his glory. Along with this bounty, Allah Almighty had also blessed him with great spiritual maturity to the point of being miraculous. As an example, I will narrate an incident that took place at the annual gathering of the Giarveen Shareef (11th Rabbi-us-Sani, Urs of Barde Pir Sahib, Ghous Pak RA) in Farqabad Shareef. When Sarkar was leading the Friday prayers in the Khanqah Mujibiyah and delivering the sermon, it had such a powerful and moving effect that most people were overcome with tears. I, myself, later heard people say that it was as if a sermon was being heard during the time of the Prophet ﷺ.

His Grace had a highly refined taste for music. Hindustan's (Old name for India) greatest Qawwal, classical music Maestros and female vocalists, all considered Sarkar to be an accomplished and discerning artist. They were proud that “*we made His Grace happy with our art.*” When they talked amongst themselves, they would say that this is the only Sufi Dervish, to whom we have to present our art of the highest, impeccable quality, with

جن گھروں میں آنا جانا تھا، اُس گھر کے بچے دیوانہ وار سرکار کے اردگرد جمع رہتے تھے۔ خود سرکار کے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے محبت، شفقت، اور رحمدلی کا ایسا بے پایاں خزانہ دیا تھا، کہ اُس کی مثال اگر میں اُس زمانے کے درویشوں اور بزرگوں میں ڈھونڈوں، تو سرکار اپنی شان میں مُنفرد نظر آتے تھے۔ خوش لہنی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے بلاغت بدرجہ کرامت بخشی تھی۔ مثال کے طور پر، ایک واقعہ بیان کروں گا کہ فرقہ آباد شریف میں گیارہویں شریف (۱۱ ربیع الثانی، بڑے پیر صاحب، غوث پاک کا عرس) کے سالانہ اجتماع میں جب حضرت جمعہ کی نماز خانقاہ مجیبیہ میں امامت کر رہے تھے اور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، تو اُس خطبے کے ارشاد میں ایسا ذوق و شوق اور تاثیر تھی کہ اکثر لوگوں پر گریہ طاری ہو گیا۔ اور میں نے خود لوگوں کو بعد میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایسا لگا جیسے عہد رسالت ﷺ پناہی میں خطبہ سنا جا رہا ہے۔

اور اسی طرح حضرت کا ذوقِ سماع بھی تھا کہ ہندوستان (انڈیا کا پُرانا نام) کے بڑے سے بڑے قوال اور کلاسیکی موسیقی کے اُستاد اور گانے والیاں سب یک زبان سرکار کو ایک بہت اچھا ماہر فن سمجھتے تھے۔ اور اس بات پر فخر محسوس کرتے تھے کہ، ”ہم نے حضرت کو اپنے فن سے خوش کیا۔“ اور آپس میں جب گفتگو کرتے، تو کہتے کہ یہی ایک صوفی

due respect.

In Tasawwuf and Monotheism (Tawheed), the great Sufi Masters of the time held Sarkar in high esteem and reverence. Men like Maulavi Abdul Salam RA, a Qalandar and a Dervish, used to kiss Sarkar's feet openly in front of crowds. He used to say aloud,

“This forehead, which has never bowed before even the greatest of dervishes, enjoys bowing at his (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) feet.”

In this regard, it is also worth mentioning that on the occasion of the Urs of Sultan-ul-Masheikh Hazrat Nizamuddin Auliya RA, Hazrat Maulavi Abdul Salam Sahib RA was giving the keynote speech. He said, in honor of Hazrat Ameer Khusrau RA,

“Now where would lovers like Hazrat Ameer Khusrau RA be born (meaning, such lovers are not found nowadays)? Khusrau was the only one born as such and now no other such as Khusrau will ever be born.”

While Maulavi Abdul Salam Sahib RA was delivering this speech, I (Sarkar Aala Hazrat RA) noticed that Sarkar (Yousuf Shah Baba RA) was in a state (Kefiyat) that only appeared when he did not like something happening. When Maulavi Abdul Salam Sahib RA concluded his speech, Sarkar

اور درویش ایسے ہیں کہ جن کے سامنے بہت سنبھل کر گانا پڑتا ہے۔

تصوّف اور علمِ توحید میں اُس زمانے کے مشائخِ کبار بہت عزت اور تکریم فرماتے تھے۔ اور مولوی عبدالسلام جیسا مردِ قلندر اور سر پہرے درویش بھرے مجمع میں سرکار کی قدم بوسی کرتے تھے اور پھر با آوازِ بلند یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ،

”یہ پیشانی، جو بڑے بڑے درویشوں کے سامنے کبھی نہیں جھکی، آپ (سرکار یوسف شاہ بابا) کے قدموں میں جھک کر اسے مزہ آتا ہے۔“

اسی ضمن میں یہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ سلطانُ المشائخ حضرت نظامُ الدین اولیاء کے عرس کے موقع پر حضرت مولوی عبدالسلام صاحب قبلہ بڑی بلیغ تقریر فرما رہے تھے، اور حضرت امیر خسرو کی شان میں کہا کہ،

”اب حضرت امیر خسرو جیسے عاشق کہاں پیدا ہوتے ہیں (یعنی اُن جیسے عاشق زمانہِ حال میں نہیں ملتے)؟ خسرو تو بس ایک ہی پیدا ہوا، اب کوئی دوسرا خسرو پیدا نہیں ہو گا۔“

تو جس وقت مولوی عبدالسلام صاحب یہ تقریر فرما رہے تھے، تو میں (سرکار اعلیٰ حضرت) نے دیکھا کہ سرکار (یوسف شاہ بابا) پر وہ کیفیات طاری ہوئیں جو کسی بات کو ناپسندیدگی پر نمودار ہوا کرتی تھیں۔ اور جب مولوی عبدالسلام صاحب اپنی تقریر ختم کر رہے تھے تو سرکار نے

اُسی مجمع میں با آوازِ بلند فرمایا کہ،

”مولوی صاحب، آپ فرما چُکے جو کہنا تھا؟“

مولوی عبدالسلام صاحب نے آواز پہچان کر اور حضور کی طرف دیکھ کر فرمایا،

”جی حضور۔“

سرکار نے پھر کہا،

”مولوی صاحب، آپ نے یہ کیا فرمایا کہ خُسرُو تو پیدا ہوچکا، اب کوئی دوسرا خُسرُو پیدا نہیں ہو گا؟ ہم کہتے ہیں کہ جتنے نظام (دو معنی، وضاحت کیلئے نیچے پڑھیں*) ہوں گے اتنے ہی خُسرُو ہوں گے۔“

(*وضاحت: نظام ”نظم“ کا مُترادف ہے اور خُسرُو یا خُسرَواں بھی ”حُکمران“ کا مترادف ہے۔ یوسف شاہ باباؒ کا (معاذ اللہ) یہ مطلب نہیں تھا کہ نظام الدین اولیاءؒ اور امیر خُسرُوؒ کسی بھی صورت میں دوبارہ جَنم لیں گے۔ لیکن اس کا یہ معنی تھا کہ جیسے ہر دور میں ایک نیا حکمِ الہی ترتیب دیا جاتا ہے اور ہر حکمِ الہی کو چلانے کے لیئے ایک خُدائی مُنتخب حکمران یا خُسرُو کو چُنا جاتا ہے۔ اس صورت میں سرکار یوسف شاہ باباؒ (اگرچہ قابلِ احترام اور قابلِ عزت لیکن) غلط الفاظ نہیں سُن سکتے تھے۔ سرکار کی خاموشی سب ہی اہلِ مجلس کے لیئے ایک غلط مثال قائم کر دیتی۔ ویسے تو آپ خود اپنے وقت کے خُسرُو ہیں۔)

addressed the assembly and said,

“Maulavi Sahib, have you said all that you had to say?”

Maulavi Abdul Salam RA recognized the voice, looked at Sarkar and said,

“Yes, Your Grace.”

Sarkar then said,

“Maulavi Sahib, how can you say that Khusrau was one of a kind and now none like Khusrau will ever be born again? We declare that as many Nizams (double meaning read below*) there will be, that’s how many Khusrau there will also be.”

(*Explanation: Nizam is also a synonym for “Order”. and Khusrau or Khusravan is also a synonym for “Ruler.” Yousuf Shah Baba RA did not mean that Nizamuddin Auliya RA and Ameer Khusrau RA will be re-incarnated in any way (Ma’az Allah). It meant that in every era, there’s a new Divine Order setup and for each order, a Divinely Selected Ruler or Khusrau is chosen to administer this Divine Order. In this situation, Sarkar Yousuf Shah Baba RA could not sit idle and listen to (although honorable and respectful but) an incorrect statement. Sarkar’s silence would have created an incorrect

precedence for all the attendees. In fact, he was the Khusrau of his time.)

At this, the whole crowd said out loud, “Subhan’Allah! (Allah SWT is Perfect)” and other ovations, in Sarkar’s honor. Maulavi Abdul Salam RA came down from the stage and kissed Sarkar’s feet. After that, Hazrat Maulavi Abdul Salam RA acknowledged to the crowd,

“Your Grace is absolutely right, I stand corrected.”

Once upon a time, some famous Masters of Hindustan, including Maulavi Abdul Salam Sahib RA, Maulana Abdul Qadir Sahib RA, Pir Ji Abdul Rashid Sahib Panipati RA, Sajjada Sahib RA of Phulwari Shareef, Pir Ji Mirza Anwar Zaman Ali RA and a few others were gathered together. They were all discussing the scholarly virtues of a famous Religious Scholar of that time. Everyone was acknowledging his expertise and said words of praise about him one by one but Sarkar remained silent during the conversation as if he was indifferent to it. Maulavi Abdul Qadir RA, who was a very happy-go-lucky, cheerful, good-humored Sufi, deliberately teased Sarkar and said,

“You didn’t say anything, Your Grace?”

Sarkar asked,

اس پر تمام مجمع نے ”سبحان اللہ! (اللہ تمام خامیوں سے پاک ہے)“ اور ”واہ واہ“ کہا۔ مولوی عبدالسلام نے اسٹیج سے اتر کر سرکار کی قدم بوسی کی، اور بھرے مجمع میں اعلان کیا کہ،

”حضرت، آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔ میری اصلاح ہوگئی۔“

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند ہندوستان کے مشہور مشائخ جس میں مولوی عبدالسلام صاحب، مولانا عبدالقادر صاحب، پیر جی عبدالرشید صاحب پانی پتی، پھلواری شریف کے سجادہ صاحب، پیر جی مرزا انوار ضامن علی وغیرہ باہم جمع تھے۔ اور اُس زمانے کے کسی مشہور عالمِ دین کے علمی فضائل پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اور سب ہی اُن کے کمال کے مُعترف تھے، اور اُن کے بارے میں تعریفی کلمات حاضرین نے فرداً فرداً کہے۔ مگر سرکار خاموش رہے جیسا کہ اس گفتگو سے لا تعلق ہوں۔ مولوی عبدالقادر جو بڑے بزلہ سنج، خوش مزاج اور نقطہ رسِ قسم کے صوفی تھے، اُنہوں نے جان بوجھ کر سرکار کو چھیڑا اور کہا کہ،

”حضرت، آپ نے کچھ نہ فرمایا؟“

سرکار نے پوچھا،

”کس بارے میں؟“

“About whom?”

Maulana named the Religious Scholar he was referring to. Sarkar asked in a very cursory manner whether he (the Religious Scholar) was even literate. Maulana Abdul Qadir understood the matter and he replied,

“Your Grace, what is the definition of literacy in your opinion?”

Sarkar said,

“In my opinion Maulavi Ji, a literate person, is the one who can read what is written on the Divine Preserved Tablet (Lohhe Mahfooz). Only that person is literate, all others are ignorant.”

All the attendees very much appreciated this statement and agreed with the idea that there can be no more authentic definition of a truly literate person than this.

Typically, a Sufi Master (of low caliber) would bluntly answer with a curt yes or a no to answer a question of a seeker. However, it was Sarkar’s established habitual practice was that when he either replied to letters or spoke face-to-face; Sarkar replied very thoroughly and comprehensively. To fully understand the meaning, the questioner had to either consult some of his Fellow Brothers or, after much deliberative contemplation, discover the

مولانا نے اُنہی عالمِ دین، جن کا ذکر ہو رہا تھا، نام لیا۔ سرکار نے نہایت ہی سَرسری انداز میں پوچھا کہ کیا (وہ عالمِ دین) کچھ پڑھے لکھے بھی ہیں؟ مولانا عبدالقادر بات سمجھ گئے اور اُنہوں نے جواباً کہا کہ،

”حضرت، آپ کے نزدیک پڑھے لکھے کی کیا تعریف ہے؟“

سرکار نے برجستہ کہا کہ،

”مولوی جی، میرے نزدیک پڑھا لکھا وہ ہے جو یہ پڑھ لے کہ لوح محفوظ پر کیا لکھا ہے۔ بس وہ تو پڑھا لکھا ہے، باقی سب جاہل۔“

تمام حاضرینِ جلسہ سرکار کے اس ارشاد پر بہت پُر کیف ہوئے اور اس خیال سے اتفاق کیا واقعی حقیقت میں پڑھے لکھے کی اس سے مُستند اور حقیقی تعریف اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

ایک عادتِ شریفہ یہ بھی تھی کہ جب سرکار یا تو خطوں کا جواب دیتے یا دوبدو گفتگو فرماتے، تو کسی بات کے پوچھنے والے کو جسکا جواب عام طریقے سے پیر اور بزرگ صاحبان دوٹوک جواب دیتے ہیں، ہاں یا نہیں میں، ایسا کبھی کبھار فرماتے تھے۔ بلکہ اکثر و بیشتر بہت بلیغ بات فرماتے تھے جس کو سمجھنے کیلئے خود سوال کرنے والے کو یا تو کچھ پُرانے پیر بھائیوں سے مشورہ کرنا پڑتا تھا، یا تو خود کافی غور و فکر

کرنے کے بعد مفید مفہوم کو پاتے تھے۔

intended meaning, himself.

For example, when I was on my official secret Government mission, I could not write to Sarkar in an open, transparent manner. When I wrote a letter from Shimla, I hinted that it was in the interest of my future career to resign from my post and join the U.K.C.C. (United Kingdom Commercial Corporation) in Zahedan, Iran as a transfer officer which would increase my salary six fold. Sarkar replied,

“Today's egg is better than tomorrow's hen.”

After I considered the message, I understood the meaning of what Sarkar was saying but it could not be implemented because my job would be in jeopardy.

The message, however, was clear. Later when I was in Iran, the (Indo-Pak) Partition took place. From there, I left for Pakistan and in September 1947, I reported to G.H.Q. (General Headquarters), Rawalpindi. The Government of Pakistan offered me my post but I could not tell them about going on that secret mission. So, they recorded a break of 3 months and 24 days in my service. As a result, I had to bear the loss of Rs. 347 per month, in my

مثال کے طور پر، میں نے جب اپنے سرکاری مشن پر، جو ایک سرکاری خُفیہ راز سے متعلق تھا اور جس کو میں کسی صورت بھی صاف الفاظ میں سرکار کو تحریر نہیں کر سکتا تھا۔ شِملہ سے خط لکھا تو اُس میں نے اشارتاً یہ بات یوں لکھی کہ یہ بات میری آئندہ مُلازمت کے مفاد سے وابستہ ہے کہ میں اپنی پوسٹ سے استعفیٰ دے کر ایران میں زہدان U.K.C.C. (یونائیٹڈ کنگڈم کمرشل کارپوریشن) میں بحیثیت ٹرانسفر آفیسر جوائن کرلوں۔ اور اس میں تنخواہ میں بھی چھ گنا اضافہ ہو جائے گا۔ تو سرکار نے جواب میں ارشاد فرمایا،

”کل کی مرغی سے آج کا انڈہ بہتر ہے۔“

اب میں غور کرنے کے بعد سرکار کا مفہوم تو پا گیا، لیکن عمل پیرا اس لیئے نہ ہو سکا کہ خود مُلازمت ہی خطرے میں پڑ جاتی۔

بہر حال بات اُس وقت سمجھ میں آئی کہ جب میں ایران میں تھا (پاک و ہند) پارٹیشن ہو گیا، وہیں سے میں نے پاکستان کیلئے آف کیا اور ستمبر سن ۱۹۴۷ کو میں نے جی-ایچ-کیو (صدر دفتر)، G.H.Q. روالپنڈی میں رپورٹ کیا۔ تو حکومتِ پاکستان نے مجھے میری پوسٹ پر رکھ تو لیا لیکن اس خُفیہ مشن پر جانے کی بات میں نہ بتا سکا۔ تو انہوں نے میری سروس میں ۳ مہینے ۲۴ دن کا بریک ریکارڈ کر دیا، اور اس کا خمیازہ یہ بھگتنا پڑا

pension from retirement till today. I don't know how long I will have to suffer this loss.

The second example is also related to me. While visiting the shrine of Kalki Sahib RA in Kalyar Shareef, Sarkar turned around, slapped me on the back, angrily, and said,

“You don't show respect for the garb (clothes)?”

At that moment, my foot was on a dirty piece of cloth, lying on the ground. I thought maybe I shouldn't even put my feet on such cloth pieces lying on the ground. I slowed down and got left far behind while avoiding these cloth pieces. Sarkar went ahead and told me,

“Come On! Run over here.”

So, I thought to myself that I had wrongly interpreted the first issue. On our way back from the shrine when I reached a certain spot, I realized what Sarkar's statement was referring to when he had said,

“You do not show respect for the garb”

that a person who is dressed up like a Dervish, should not be a target of suspicion.

کہ میری پنشن میں مجھے ۳۴۷ روپے ماہوار کا نقصان ریٹائرمنٹ سے لیکر آج تک بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اور معلوم نہیں کب تک بھگتنا پڑے گا۔

دوسری مثال وہ بھی مجھ ہی سے متعلق ہے کہ کلیئر شریف میں گُلکی صاحب کے مزار پر جاتے ہوئے سرکار نے پلٹ کر غصہ میں ایک پیٹھ پر تھپڑ رسید کیا اور فرمایا کہ،

”کپڑوں کا ادب نہیں کرتے ہو؟“

اُس وقت میرا پیر زمین پر پڑے ہوئے گندے چیتھڑے پر رکھا ہوا تھا۔ میں یہ سمجھا کہ شاید زمین پر پڑے ہوئے کپڑوں پر بھی پیر نہیں پڑنا چاہیئے، اور میں کپڑوں سے بچتا بچاتا بہت پیچھے رہ گیا۔ سرکار نے آگے جا کر فرمایا،

”Come On!، بھاگ کر آؤ۔“

تو میں نے پہلا حُکم ساکت سمجھا۔ مزار سے واپسی پر جب میں ایک خاص مقام پر پہنچا تو وہاں یہ بات سمجھ میں آئی کہ،

”کپڑوں کا ادب نہیں کرتے ہو؟“

سے مُراد یہ تھی کہ جو شخص درویشانہ لباس پہن لے تو اُس کی طرف دل میں بدگُمان نہیں ہونا چاہیئے۔

It so happened that a young Dervish, dressed in a Sabri-colored sarong (Tahmad), Kurta shirt and a headwrap, was constantly staring at a pretty young girl, so much so that people gathered around him, yet he was not taking his eyes off the girl. Wherever the girl went, he followed her, at a distance. I thought to myself,

“Look, he is wearing Dervish clothing and there is the shrine of Sabir Sahib RA, yet he is doing such a lewd act.”

So, I understood what Sarkar meant by disrespecting the garb (clothes).

Sarkar’s biographical description will remain incomplete without mentioning the small instances in Nagpur and Ajmer Shareef. Although Sarkar used to travel for most of the year, he stayed in a small hut in Nagpur and a small house in Ajmer Shareef for a couple of months at a time.

ہوا یوں کہ ایک درویش صابری رنگ کی تہمد، اور کُرتے، اور صافے، میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کو مسلسل گھور رہے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے گرد لوگ جمع ہو گئے، اور وہ اپنی نظریں لڑکی کے چہرے سے نہیں ہٹاتے تھے۔ اور وہ جدہر کو جاتی، اُس سے کچھ فاصلے پر اُس کے ساتھ چل دیتے تھے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ۔

”دیکھو، فقیرانہ لباس پہن رکھا ہے اور صابر صاحب کا دربار ہے۔ اس کے باوجود کیسی بیہودہ حرکت میں مُبتلا ہیں۔“

تو سمجھ میں آیا کہ کپڑوں کے ادب سے کیا مُراد ہے۔

سرکار والا تبار کی سیرت اور سوانح حیات نامُکمل رہ جائے گی اگر سرکار کے ناگپور اور اجمیر شریف کے چھوٹے چھوٹے مسکن کا ذکر نہ کیا جائے۔ ہر چند کے سرکار سال کے بیشتر دنوں میں سفر ہی میں رہتے تھے، لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ مہینے ۲ مہینے کا قیام ناگپور کی جھونپڑی اور اجمیر شریف کے چھوٹے سے مکان میں ہوتا ہی رہتا تھا۔

In Tajabad Shareef, Sarkar owned a mat and two bamboo huts. One of these huts was bigger and had two parts. In one part was Sarkar's residence and in the other part lived the Aunt of our Dearest Mother (Amma Ji Sahiba RA, Sarkar Yousuf Shah Baba's RA Spouse). Sarkar had very limited and insufficient household items. The other hut which was much smaller, about a hundred steps away from the residence hut, was used as a guest house. It consisted of:

- (2) Mats
- (2) Pillows
- (1) Stool
- (1) Water Pitcher
- and (1) Steel Drinking Bowl to drink water.

Somehow, Allah SWT made it adequate for all the guests.

At times, when Sarkar used to come and stay in Nagpur, Sarkar's followers and devotees from all over Hindustan would come to Tajabad Shareef. They would all stay in the same hut dwelling. Sleeping on the ground was

تاج آباد شریف میں سرکار کے تصرف میں چٹائی اور بانس سے بنی ہوئی ۲ جھونپڑیاں تھیں۔ ان میں سے ایک بڑی جھونپڑی کے ۲ حصے تھے۔ جس میں ایک حصے میں سرکار کی رہائش تھی اور دوسرے حصے میں امّاں جی صاحبہ کی ایک خالہ (امّاں جی صاحبہ، سرکار یوسف شاہ بابا کی زوجہ) قیام پذیر تھیں۔ سرکار کے پاس یہاں گھر کا اور خانہ داری کا نہایت مختصر اور نا کافی سا سامان تھا۔ ایک جھونپڑی جو بہت ہی چھوٹی تھی، وہ اس جھونپڑی سے تقریباً ۱۰۰ قدم کے فاصلے پر بطورِ مہمان خانہ کے استعمال ہوتی تھی۔ اُسکا کُل سامان:

- (۲) دو چٹائی
- (۲) دو تکیے
- (۱) ایک لوٹا
- (۱) ایک پانی پینے کا گھڑا
- اور (۱) ایک پانی پینے کا کٹورا اسٹیل کا۔

اللہ اللہ خیر صلا۔

جس زمانے میں سرکار ناگپور میں قیام پزیر ہوتے، تو ہندوستان کے اطراف و جوانب سے سرکار کے مُریدین اور معتقدین تاج آباد شریف آتے تو اُسی جھونپڑی میں قیام ہوتا۔ جہاں زمین پر سونا ہی دستور تھا۔ مگر اس

common practice. Only those who have stayed there would know the joys and bliss of such a stay. I have experienced this happiness a few times, including a 3.5 month stay at one time. The life of Tajabad Shareef was very different from the life when Sarkar used to stay with his followers in Ajmer Shareef or other places.

The distinguishing feature of Tajabad Shareef was that Sarkar's entire time there, was spent as a Faqeer and a Dervish. This simplicity was evident, not just in the way His Grace carried himself, not only in his dress but also in his reduction of food, increased night vigils and speaking less. For the food, it was usually lentils and rice, soup with flat-bread once a week. Another significant change was that when Sarkar's devotees and disciples who had come to seek supplications for their spiritual and worldly needs, Sarkar would often say to them,

"I will present your request to Baba Sahib. When you go into his presence yourself, you too should tell him about your needs and difficulties."

In Tajabad, in either 1937 or 1938, I had the opportunity to stay for over 3 consecutive months. Here, I would like to describe, for the interest of the readers, Sarkar's daily routine, the distinctive and significant differences that I noted during his stay in Tajabad Shareef, in comparison to other

قیام کی لذت اور کیفیت صرف وہی جان سکتے ہیں، جنہوں نے وہاں قیام کیا ہے۔ مجھے بھی یہ سعادت چند مرتبہ حاصل ہوئی۔ اور اس میں بیک وقت تسلسل کے ساتھ میں ایک مرتبہ ساڑھے تین مہینے کا قیام بھی شامل ہے۔ تاج آباد شریف کی زندگی سرکار کے اُس زندگی سے بالکل مختلف ہوتی تھی جو سرکار اجمیر شریف یا دیگر مقامات میں اپنے مُریدین کے یہاں دورانِ قیام گزارا کرتے تھے۔

تاج آباد کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ یوں تو ساری عُمر ہی فقیرانہ اور درویشانہ زندگی گزاری، لیکن تاج آباد شریف میں بہت ہی فقیرانہ ہو جاتی تھی۔ اور یہ سادگی حضور کے صرف رہن سہن ہی سے نہیں، لباس ہی سے نہیں، بلکہ تقلیلِ غذا، شبِ بیداری اور کم گوئی سے بھی نمایاں ہوتی تھی۔ آنے والے مہمانوں کے لیئے زیادہ تر دال چاول، ہفتے میں ایک آدھ بار شوربہ چپاتی معمول بہ تھا۔ ایک اور معمول سے ہٹ کر مزاج میں یہ تبدیلی بھی آتی تھی کہ مُعتقدین اور مُریدین جو اپنی دینی اور دنیاوی ضروریات کیلئے دُعا کے طالب ہوتے، تو سرکار اکثر جواب دیتے کہ،

”میں عرض کر دوں گا بابا صاحب میں۔ آپ خود بھی حاضر ہوں، تو اپنے مسائل کو بابا صاحب کی خدمت میں پیش کر دیجئے گا۔“

تاج آباد شریف میں غالباً سن ۱۹۳۷ء یا ۱۹۳۸ء میں مجھے تسلسل سے تین مہینے سے کچھ زیادہ کا قیام کا موقع ملا۔ اور وہاں مجھے سرکار والا تبار کے روز و شب کے معمولات، جو تاج آباد شریف میں ظاہر ہوئے تھے اور جو دوسرے مقامات پر میرے مطالعہ میں آئے، اُن میں جو

places.

It almost seemed as if Sarkar was deliberately avoiding the fame of being a Sufi Master and a Noble Dignitary. He considered Himself as an ordinary attendant at the court of Tajuddin Baba RA. If anyone in his company ever mentioned something about His Grace's miracles, he would dislike that; almost to the point of behaving as if he's unaware of such things. In Tajabad Shareef, he also avoided scholarly discourses about Tariqat and Tasawwuf which were favorite topics for daily discussions in other places. His Grace used to exchange ideas, mostly about the social and personal affairs of the people living in Tajabad Shareef, especially during the time of Baba Sahib RA. He would never make a show of his own glory or privilege among his Fellow Brothers and if any of them ever showed special honor towards him (Sarkar Yousuf Shah Baba RA), Sarkar would discourage it. Sarkar preferred to stay, mostly in Tajabad Shareef. He rarely accepted any invitations to Qawwali gatherings or other events of Nagpur City. If he did attend, he would stay there for the minimum possible time. His close disciples and friends who were also His Grace's guests, from time to time, in Tajabad Shareef knew that Sarkar paid more attention to and engagement towards Baba Sahib RA.

There was also a norm that, in daily affairs, if any of the Fellow Brothers

امتیازی اور نمایاں فرق میں نے محسوس کیا اُس کا تھوڑا سا ذکر قارئین کی دلچسپی کا باعث ہو کرتا ہوں۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے پیرانہ اور بزرگانہ شان سے جان بوجھ کر اجتناب فرما رہے ہیں، اور اپنے آپ کو ایک معمولی سا دربار کا حاضر باش سمجھ رہے ہیں۔ اگر کبھی کوئی حاضرین میں سے کوئی ایسا ذکر اُٹھا لیتا کہ جو حضور کے کشف و کرامات کا پہلو لیئے ہوئے ہو، تو ناپسند فرماتے اور لاعلمی کی حد تک گریز فرماتے۔ علمی مباحث، طریقت، اور تصوّف کے وہ نکات جو تاج آباد شریف سے ہٹ کر حضور کی روزمرہ کی صحبتوں کا محبوب مشغلہ تھا اُس سے بھی گریز فرماتے۔ اور زیادہ تر وقت تاج آباد شریف میں بابا صاحب کے زمانے سے جو مقیم حضرات تھے، اُنکے معاشرتی اور انتظامی امور پر گفتگو فرماتے اور اپنے سارے پیر بھائیوں میں اپنی کوئی امتیازی حیثیت کا اظہار سخت ناپسند فرماتے۔ اور اگر پیر بھائیوں میں سے کوئی (سرکار یوسف شاہ بابا کی) امتیازی تعظیم و تکریم کا مظاہرہ کرتا، تو اسکی حوصلہ شکنی فرماتے۔ زیادہ تر وقت تاج آباد شریف میں ہی رہنا پسند فرماتے۔ ناگپور شہر کی دعوتیں، قوالیاں، یا تقاریب میں خال خال ہی شرکت فرماتے، اور اگر کبھی ایسا ہوتا تو کم سے کم وقت وہاں دیتے۔ خود سرکار کے حالات کے اوپر نظر رکھنے والے سرکار کے قریبی مُریدین، احبّہ، دوست جو تاج آباد شریف میں حضور کے وقتاً فوقتاً مہمان ہوتے، وہ بھی اس بات کو محسوس کر لیتے کہ جیسے زیادہ توجہ اور مشغولیت بابا صاحب کی طرف ہے۔

ایک عادتِ شریفہ اور بھی سامنے آئی تھی کہ روزمرہ کی زندگی اور

presented any saying or deed of Baba Sahib RA, either incorrect or misunderstood, as being factual and even when Sarkar's personal knowledge and observation contradicted it, Sarkar never pointed out that it was misunderstood, incorrect or that it was untrue. Rather, he would say,

“If Baba Sahib had given such an instruction, or if it had happened in the way you are saying, then I will accept it.”

All the Fellow Brothers in Tajabad Shareef treated Sarkar with great respect, dignity and valued his opinion. If any Fellow Brother ever expressed pride that they were all followers of the same Sufi Master, Sarkar would be very pleased, appreciative and would encourage this spirit. His Grace would take an interest in all that was happening within the community as well. All his efforts were geared towards being loving to everyone, as well as being of service to them. Treating people with kindness had become Sarkar's life goal.

Sarkar used to pay homage and respect to all his Fellow Brothers who were also the Heads of their own respective Sufi Orders (Silsila). He used to treat their disciples and followers with great compassion as an elder and teach them especially about the importance of Tajiyah Silsila. There were many

معمولات میں اگر پیر بھائیوں میں سے کوئی بابا صاحب کے کسی قول یا فعل کو بطور سند کے پیش کرتا، تو اگر خود سرکار کا ذاتی علم اور مُشاہدہ اُسکے برخلاف ہی کیوں نہ ہو، کبھی قائل سے یہ نہیں کہتے تھے کہ آپ نے ٹھیک نہیں سمجھایا یہ واقعہ حقیقت کے خلاف ہے۔ بلکہ ایسا ظاہر فرماتے کہ،

”اگر بابا صاحب نے ایسا ارشاد فرمایا ہے، یا عملاً یہ بات اُسی طور پر واقع ہوئی ہے جیسا کہ آپ بیان فرما رہے ہیں، تو اُس کو قبول فرما لیتے۔“

ان تمام امور کے باوجود تاج آباد شریف میں سارے پیر بھائی ایک خاص توقیر اور عظمت کا سلوک سرکار کے ساتھ برتتے تھے۔ اور آپ کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔ اور اگر کوئی پیر بھائی اس قسم کا ناز دکھاتا کہ ہم بھی اُسی پیر کے مُرید ہیں جس کے آپ ہیں، تو اس بات سے خوش ہوتے تھے۔ اور اُسکے اِس جذبے کو سراہتے تھے، اور ہمت افزائی فرماتے۔ برادری اور برادری کے قصے فضیلت جو ہوتے، اُس میں بھی اپنے آپ کو کمتر سمجھنے کا مظاہرہ فرماتے۔ اور ایسا لگتا تھا کہ پوری کوشش اس امر کی فرماتے ہیں کہ جیسے ہر پیر بھائی کی دلداری اور خدمت گزاری اور اُس کے ساتھ میں حسن سلوک اُنکا مقصدِ حیات ہے۔

سرکار کے ایسے پیر بھائی جو صاحبِ سلسلہ بھی تھے، اُنکی خاطر خواہ تعظیم و تکریم فرماتے۔ اُنکے مُریدین اور معتقدین کے ساتھ میں بزرگانہ شفقت کا برتاؤ کرتے، اور خصوصیت سے وحدت و مرکزیت سلسلے تاجیہ کا درس دیتے۔ یہاں ایک اشارہ کرتے ہوئے کہ ایسی تو کئی مثالیں

instances where his Taji Fellow Brothers sent their special disciples for education and training to Sarkar (Yousuf Shah Baba RA). Sarkar treated them in such a way that any observer would feel that they were disciples of Sarkar himself.

The essence of Sarkar’s Nagpur life can be summarized with this verse,

“Ashaddu Hubbal Lillah”

(Intense in their Love of Allah SWT)

(Holy Quran, Surah Al-Baqarah, Ayah 165)

Sarkar’s life in Nagpur, was the epitome of his intense attachment and cohesion with Allah SWT, both outwardly and inwardly.

تھیں کہ آپ کے تاجی پیر بھائیوں نے اپنے چند مخصوص مُریدین کو سرکار (یوسف شاہ بابا) کی خدمت میں زیرِ تربیت رکھوایا۔ اور یہ اُنکے اپنے اپنے پیر کی تعلیم و تربیت کے اثرات تھے کہ وہ جتنہ عرصہ سرکار کے زیر تربیت رہے، دیکھنے والوں نے یہی محسوس کیا کہ یہ سرکار کے ہی مُرید ہیں۔

اگر سرکار والا تبار کی ناگپور کی زندگی کا کوئی جامع اور بلیغ خاکہ پیش کیا جائے تو اس ارشاد کے بموجب ہوگا۔

”أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ“

(شدید ہیں مُحبت کرنے میں اللہ سے)

(قرآن، سورہ البقرہ، آية ۱۶۵)

سرکار اپنی ناگپوری زندگی میں ظاہراً اور باطناً اللہ سے اس شدید وابستگی اور پیوستگی کے چلتے پھرتے پیکر نظر آتے تھے۔

Believe it or not, Ajmer Shareef is the spiritual center of Indo-Pak, for sure. Even today, Ajmer Shareef is full of Spiritual Dignitaries, Sufi Masters, Eminent Sufis and adherents of various Sufi Paths, in throngs. (Those that are) the topmost in spirituality, like the very Top Divisions of Vanguards of the Palm Groves of Madinah (Nakhle Bustane Madinah), are found in Ajmer City and the Venerable Dargah (Dargahe Muaala). Wherever you look, they can be seen engaged in their own spiritual practices. In this great place of beauty and love, they are immersed in the remembrance and contemplation of Allah SWT and His Messenger ﷺ.

Some readers may have experienced this reality first hand. For others, this preamble may seem unnecessary but I (Sarkar Aala Hazrat RA) have included it for a special purpose. This biographical review is of such a Perfect Dervish who was functioning fully in the world while being completely absorbed in Allah SWT (Salik Majzoob). His countenance conveyed the Might of Makkah and the Beauty of Madinah, so clear and prominent. So much so that, without mentioning Tajabad Shareef and Ajmer Shareef, places of his (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) residences and the characteristics of his life in these places, I feared that Sarkar's biography would not be complete and would not be in its proper context.

بالیقین براعظم ہند و پاک کا روحانی مرکز اجمیر شریف ہے۔ آج بھی اجمیر شریف میں اکابر، مشائخ، ممتاز صوفی حضرات، سالکانِ راہِ طریقت کے گروہ در گروہ، روحانیت کے مبلغ، نخلِ بوستانِ مدینہ کے ہر اول دستے، اجمیر شہر اور درگاہِ معلیٰ میں جدہر نظر اٹھاؤ اپنے اپنے دھن میں مگن اور حسن و عشق کی اس عظیم بارگاہ میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے ذکر اور فکر میں محو، مستغرق نظر آئیں گے۔

دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا ہے۔ یہ تمہید لوگوں کو غیر ضروری معلوم ہوگی لیکن میں (سرکارِ اعلیٰ حضرت) نے اس کو جان بوجھ کر شامل کیا ہے۔ کیوں کہ زیرِ نظر سوانح حیات ایک ایسے کامل، سالک، مجذوب درویش کی ہے، جس کے رُخِ تانباں پر مگہ مکرمہ کے جلال کی تھاپ، اور پیشانی اقدس پر مدینہ منورہ کے جمال کی مہر اتنی واضح اور نمایاں تھی، کہ (سرکارِ یوسف شاہ بابا کے) تاجِ آباد شریف اور اجمیر شریف دونوں جگہ کے قیام اور زندگی کی خصوصیات دامِ تحریر میں لائے بغیر مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ سرکار کی مکمل سیرت قاری کے سامنے کھل کر نہیں آئے گی۔ جب تک کہ اس کو شاملِ سیرت نہ کر دیا جائے۔

Here, in Ajmer Shareef, most of Sarkar's time was spent in his small house. It was a clean and tidy place where everything needed for the household was available. This house was also a resting place and accommodation for 10 to 20 Fellow Brothers. On the occasion of Urs, an extra rented house was made available. About 400 to 500 of Sarkar's devotees and disciples from various parts of India used to come and accommodation had to be provided for them. This house was multi-functional, as a mess hall, a Qawwali hall, a Masjid and as a shelter. At night, in order to get to the front door or from one place to another, one had to climb over the heads and feet of Fellow Brothers sleeping along the way. Everyone's food was cooked at home but bread and naan came from the bakery. The wealthy, the rich merchants and the less fortunate Fellow Brothers lived happily with the same facilities, accommodation and food.

*“Aik Hi Saff, Mein Kharde, Ho Gaey, Mehmoodo Ayaaz”
(In the Same Row Stood, Mehmood and Ayaz.)*

In the upper portion of the house, there were arrangements for the ladies (Fellow Sisters) of the Silsila to stay and eat. It was not customary for any individual to stay separately, for his own comfort and convenience, in the house of a relative, in a hotel or in a rented house. Sarkar disliked such arrangements and even the people of Silsila considered it disrespectful to Sarkar. This annual Urs gathering of the Fellow Brothers used to be a

یہاں سرکار کا سال میں زیادہ وقت اپنے چھوٹے سے ایک مکان میں گزرتا تھا۔ صاف سُتھرا پگا گھر، ضرورت کی ہر چیز میسر، ۱۰ سے ۲۰ پیر بھائیوں کے لیئے ہمہ وقت آرام گاہ اور قیام گاہ، اور عرس کے موقع پر ایک اضافی کرایہ کے مکان میں ۴۰۰ سے ۵۰۰ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے سرکار کے مُریدین اور معتقدین یہاں قیام کرتے تھے۔ اور اس مکان کی حیثیت کبھی لنگر خانے، کبھی سماع خانے، اور کبھی مسجد، اور کبھی رہن بسیرے کے لیئے ہوتی تھی۔ رات کو سوتے وقت کسی ایک جگہ سے باہر کے دروانے تک جانے کیلئے راستے میں سوئے ہوئے پیر بھائیوں کے سر کے اوپر گود کر اُترنا پڑتا تھا۔ کھانا سب کا گھر میں ہی پکتا تھا۔ روٹیاں، نان البتہ نان بائی کے یہاں سے لگ کر آجاتے تھے۔ اسی سرکار کے چھوٹے سے گھر میں سرکار کے بڑے بڑے متعمول اور ملک التجار قسم کے مُریدین اور نہایت کم مایہ پیر بھائی یکساں سہولت قیام و طعام کے ساتھ خوش و خرم طریقے سے رہتے۔

“ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز”

مکان کے بالائی حصے میں، جو خواتین اہل سلسلہ ہوتی تھیں اُنکا قیام و طعام کا انتظام تھا۔ یہ دستور نہیں تھا کہ کوئی فردِ واحد اپنے آرام و آسائش کی خاطر، کسی اپنے عزیز رشتہ دار، ہوٹل، کرائے کے مکان میں نہیں رہتے تھے۔ اس کو سرکار بھی ناپسند فرماتے تھے اور خود اہل سلسلہ بھی اس کو سرکار کی جناب میں گستاخی سمجھتے تھے۔ تو پیر بھائیوں کا یہ سالانہ اجتماع ایک یادگار اجتماع ہوا کرتا تھا۔ جس کی تیاریاں مہینوں پہلے

memorable event. Preparations would start months beforehand and it was talked about for months afterwards. The Urs celebrations on the one hand and the memories of happenings at that small house on the other hand, provided a profound spiritual experience and enjoyment for all.

In addition, Masters from all over India, who would come to attend the Ajmer Shareef Urs, used to gather in this house, to meet Sarkar during most of the day and night which kept the gatherings lively. The challenges of Tariqat or historical anecdotes and events, all became the topics of wide-ranging discussion among the Masters over tea (time). The audience and disciples like ourselves would benefit greatly. The topmost Qawwals and lady singers of Hindustan used to come to Ajmer Shareef on the occasion of Urs. They (musicians) considered it their privilege to meet Sarkar and perform for him. During such occasions, Sarkar used to be very engaged and euphoric. It created an atmosphere of spiritual ecstasy and exuberance. Sarkar would sleep very little, the 5 daily prayers were held, in congregation, at home.

Sarkar would lead the Salaat himself. He would never bother the distinguished Sufi guests and other elders with a prayer-leading responsibility. Even though eloquent reciters of the Holy Quran, who would come to visit, would also be present.

Like in Nagpur, this humble servant (Sarkar Aala Hazrat RA) got several

شروع ہو جایا کرتی تھیں، اور جسکا ذکر مہینوں آگے تک چلتا تھا۔ تو خود عرس کی تجلیات ایک طرف، اور اس چھوٹے سے گھروندے کی تجلیات و واردات دوسری طرف، سب ہی لوگوں کیلئے کیف آور یادیں فراہم کرتے تھے۔

مزید برآں ہندوستان بھر کے مشائخ جو اجمیر شریف عرس کی شرکت کی غرض سے آتے تھے، وہ خود سرکار سے ملاقات کے سلسلے میں اس چھوٹے سے مکان میں دن و رات کے بیشتر حصے میں صحبت اور محفل کو گرم رکھنے کیلئے جمع رہتے تھے۔ (دورانِ چائے اور طریقت کی مشکل اور نواذرات، رموزان مشائخ کے مابین موضوع گفتگو بنتے۔ اور ہم جیسے سامعین اور مُریدین اُس سے فیض یاب ہوتے۔ ہندوستان سے چوٹی کے نامور قوال، اور وہ گانے والیاں، جو عرس کے موقع پر اجمیر شریف آتے تھے، وہ بھی سرکار کے یہاں حاضری دینے کو اور تبرک سنانے کو اپنی سعادت سمجھتے۔ اس دوران سرکار بے انتہا مصروف بھی رہتے، مسرور بھی رہتے، اور ایک عجیب کیف و مستی کا عالم رہتا۔ بہت کم سوتے، پانچوں وقت کی نماز با جماعت گھر میں ہی ہوتی۔

امامت سرکار ہی فرماتے۔ کبھی کسی آنے والے صوفی یا بزرگ کو زحمتِ امامت نہ دیتے۔ حالانکہ آنے والوں میں بڑے اچھے اچھے قاری حضرات بھی تشریف لاتے تھے۔

ناگپور کی طرف سے اس ناچیز غلام (سرکارِ اعلیٰ حضرتؒ) کو، اجمیر

opportunities to spend time with Sarkar in Ajmer Shareef apart from the Urs time. One time, the duration of my stay there was about three and a half months. Here, Sarkar had a very different life than that in Tajabad. There were learned Masters who came for scholarly discussions and enjoyed the Qawwali. Some of them used to stay with Sarkar for weeks and he was very busy and happy to host them.

Two important aspects of Ajmer Shareef's life are also noteworthy. One was the spiritual sanctuary (Hujra) of the Great Dargah, in which Sarkar spent almost as much time as at home. This Hujra belonged to our Dargah contact person (Wakeel) Syed Rafi Miañ Sahib. Interestingly enough, the name of the room was Mehboob Manzil, which became famous in Ajmer Shareef during Sarkar's stay at the Astana of Ghareeb Nawaz RA.

Syed Rafi Miañ Sahib is noteworthy because he had a sincere love for Sarkar. Due to his close relationship with Sarkar, what should be a business-like deal was more like community service. Rafi Miañ Sahib treated everyone with sincerity and love. He also took care of the (guests) comfort and well-being. No matter, whatever the expenses were and whatever was given as an offering, was never seen as a profit or loss. He accepted the offerings and took the same care of all the people, no matter if the offerings were small or large. Ajmer Shareef endows this special temperament of accepting total

شریف میں سرکار کے معمولاتِ عرس کے علاوہ دیکھنے کے متعدد مواقع ملے۔ جس میں ایک قیام کا دورانیہ ساڑھے ۳ ماہ پر محیط تھا۔ یہاں سرکار اپنی تاج آباد کی زندگی سے بالکل مختلف نظر آتے تھے۔ خود عملی مباحث، سماع میں آنے والے مشائخ کیلئے دعوتیں اور سماع کا انتظام رہتا۔ کچھ مشائخ سرکار کے یہاں ہفتوں قیام فرماتے، اور حضرت بھی اُن کی میزبانی میں بے انتہا مشغول اور مسرور رہتے۔

اجمیر شریف کی زندگی کے ۲ بڑے اہم رُکن بھی قابلِ ذکر ہیں۔ ایک تو درگاہِ معلیٰ کا وہ حُجرہ تھا، جس میں سرکار قریب قریب اُتنا ہی وقت گزارتے تھے جتنا کہ گھر میں۔ یہ حُجرہ ہمارے وکیل سید رفیع میاں صاحب کا حُجرہ تھا۔ اور عجیب و غریب اتفاق کہ اس حُجرے کا نام محبوب منزل تھا۔ جو اجمیر شریف میں سرکار کے قیام کے دوران اُتنا مشہور ہو گیا جیسے غریب نواز کا آستانہ۔

سید رفیع میاں صاحب اس لیئے قابلِ ذکر ہیں کہ وہ سرکار سے بڑا مُخلصانہ پیار رکھتے تھے۔ سرکار سے اُن کے یہ مراسمِ عام، اجمیر شریف کے وکیلوں اور ظاہرین سے تجارتی روش سے ہٹکر، برادری کی سرحد چھونے لگے تھے۔ رفیع میاں ہر ایک کے ساتھ میں خلوص اور محبت کا برتاؤ کرتے اور (مہمانوں کے) آرام و آسائش کا خیال رکھتے۔ اُن کی دیکھ بھال کرتے، اس خاطر مدارت میں جو کچھ صرف ہوتا اور یہ ظاہرین جو بطورِ نذرانہ رقم پیش کرتے، اُسکو کبھی نقصان یا فائدے کی نظر سے نہ دیکھتے۔ جو جس نے دے دیا قبول کر لیا، اور آئندہ کی اُنکی دیکھ بھال اور مدارات میں کبھی پہلے نذرانے کا کم یا زیادہ ہونا اڑے نہ

dependence on Allah's Will.

In this respect, Syed Rafi Sahib and all his progeny have a special standing. This is one family that served Sarkar Ghaus Muhammad Yousuf Shah Taji RA, his deputies (Khulifa) and disciples from generation to generation. (Syed Rafi Sahib) was also the authorized contact person (Wakeel) to (shrine of) Hazrat Khwaja Ghareeb Nawaz RA. That is why I am including them in this account so that it can be used by future generations to acknowledge and value their (Syed Rafi Mian Sahib's family) services for the Silsila. Rafi Mian continued to play a major role in Sarkar's life in Ajmer Shareef, as his second home. Or you can say that between Sarkar's house and the that of Rafi Mian, almost the same relationship was established, as was in the early centuries of the migration of the Lord of the Two Realms (Honorable Prophet Muhammad ﷺ) to Madinah. One of the reasons for this special mention of Rafi Mian is also that, in addition to the time of the Urs, large numbers of disciples from different parts of India used to visit Ajmer Shareef at other times. Rafi Mian was very helpful in providing them with hospitality in Ajmer Shareef.

آتا۔ اجمیر شریف میں یہ متوکلانہ مزاج خاصہ عنقاء ہے۔

اس اعتبار سے، سید رفیع میاں صاحب اور اُنکے سارے زندگان ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی ایک گھرانہ درگاہ شریف کا سرکار غوث محمد یوسف شاہ تاجی، اور اُنکے خلفاء، اور متوسلین نسل بعد نسل غریب نواز (کی درگاہ) میں وکالت کرنے کا مجاز ہے۔ میں اس لیئے بھی یہ بات شامل مضمون کر رہا ہوں تاکہ آئندہ نسلوں کیلئے یہ بطور سند کے یہ کام آئے۔ تو رفیع میاں کو سرکار کی زندگی میں اور اجمیر شریف میں سرکار کے بطور وطنِ ثانی کے بڑا عمل دخل رکھتے رہے۔ یا یوں سمجھ لیجیئے کہ سرکار کے گھر اور رفیع میاں کے گھر میں قریب قریب ویسی ہی مواخات قائم ہو گئی تھی، جو قرونِ اولیٰ میں سرکارِ دو عالم (حضرت محمد ﷺ) کے مدینہ ہجرت کے موقع پر قائم ہوئی تھی۔ ایک اور سبب رفیع میاں کے اس خصوصی ذکر کا یہ بھی ہے کہ سرکار کے ہندوستان کے مختلف علاقوں سے جو کثیر تعداد میں وابستگانِ سلسلہ اجمیر شریف کی حاضری کے سلسلے میں جو آمد و رفت رہتی تھی، وہ بھی خاصی تعداد میں ہوتی تھی۔ اور اُن کو اجمیر شریف میں مہمان داری کی سہولت پہنچانے میں رفیع میاں کافی معاون اور مددگار رہتے تھے۔

After returning from Hajj, Sarkar's health began to deteriorate rapidly. At first, Sarkar did not pay much attention. However, when tiredness and weakness increased considerably, he turned to medical doctors and various types of physicians. It was discovered that Tuberculosis had affected both his lungs. At times he received treatments from doctors, other times from Greek Herbalists (Unani) and sometimes from traditional healers. After several months, Sarkar's condition improved. The disciples rejoiced greatly at his recovery to good health.

A few months later, however, the disease recurred and Diabetes also gained strength. Sarkar started becoming extremely thin and weak, which was of great concern to his disciples. During this time, Sarkar was in Ajmer Shareef. One time, the situation became so alarming that whoever of Sarkar's disciples found out about his health condition, reached Ajmer Shareef at once. The condition kept getting worse. The doctors also expressed feelings of discouragement. There was a state of panic for a couple of days and our desperation increased so much that we started looking for a suitable burial place, in Ajmer Shareef. A place was chosen near the shrine of Haji Muhammad Sher Miañ Peeli Bheeti RA where Grand Sufi Master (Barde Pir Sahib, Ghous Pak RA) performed Spiritual Retreat (Chilla). However, in a state of semi-consciousness and a faint voice, Sarkar said,

حج سے واپسی کے بعد سرکار کی صحت سُرعَت کے ساتھ بگڑنا شروع ہوگئی۔ شروع شروع میں تو سرکار نے کوئی توجہ نہ کی، لیکن جب ناتوانی واضح طور پر محسوس ہونا شروع ہوئی اور طبیعت زیادہ مضمحل رہنے لگی، تو پھر اطباء، ڈاکٹروں کی طرف رجوع کیا گیا۔ تو پتہ چلا کہ دونوں پھیپھڑوں پر T.B. (تپ دق، Tuberculosis) کا اثر ہے۔ کبھی ڈاکٹری، کبھی یونانی اور کبھی عطائی لوگوں کا علاج ہوا۔ کئی مہینوں کے بعد میں طبیعت روبہ اصلاح ہوئی، یہاں تک افاقہ ہوا کہ مُریدین نے اُن کی صحت کے موقع پر بہت خوشیاں منائیں۔

مگر پھر چند مہینوں کے بعد یہ مرض دوبارہ عود کر کے آیا اور اسی زمانے میں ڈایابیٹیز نے بھی زور پکڑا۔ اور آہستہ آہستہ سرکار انتہائی لاغر اور کمزور ہوتے چلے گئے، جو مُریدین کے لیئے انتہائی تشویش کا سبب ہوا۔ اُس زمانے میں سرکار کا اجمیر شریف میں قیام تھا۔ ایک مرتبہ حالت اتنی تشویش ناک ہو گئی کہ سرکار کے جس بچے کو اسکا علم ہوا، وہ اجمیر پہنچ گیا۔ حالت بگڑتی ہی چلی گئی۔ ڈاکٹروں نے بھی مایوسی کا اظہار کر دیا۔ ۲ سے ۳ روز غشی کی حالت رہی، اور ہم لوگوں کی مایوسی اتنی بڑھ گئی کہ ہم نے وہاں اجمیر شریف میں کسی مناسب مَدفن کی تلاش شروع کر دی۔ بالاتفاق بڑے پیر صاحب (غوث پاک) کے چلے، پیر حاجی محمد شیر میاں پیلی بھیتی کے مزار کے پاس ایک جگہ پسند کی گئی۔ لیکن سرکار پر جو غفلت اور نیم غشی کی کیفیت تھی اُسی میں سرکار نے فرمایا کہ،

“Hey, why are you people going around looking here for a hole in the ground to bury me in? My dirt is not of this place. My head is in Pakistan! My feet are in Pakistan! Take me to Pakistan! and write to all my children to get to Pakistan as soon as possible! The longer anyone takes to get there, the more loss (regret) they will bear!”

In short, in 1947, during the last third portion of Shawwal, His Grace, along with some of his followers arrived in Karachi. The health condition continued to deteriorate and on the night between the 29th of Ziqad and the 1st of Zil-Hajj, at 1:30 am he (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) said, “Labbaik” (I’m At Your Will Lord) to Allah SWT and went off to unite with his Creator.

Burial took place in Mewa Shah Cemetery in Karachi and a magnificent shrine, known as Khanqah Tajiyah, was constructed. From the 29th of Ziqad to the 2nd of Zil-Hajj, a large-scale Urs is held annually. Fatiha is held every Thursday which is attended by the disciples and other believers. Besides the disciples, the people of Karachi visit the Holy Shrine to receive both worldly and spiritual blessings.

”ارے تم لوگ میرے لیے یہاں کہاں گڑھے ڈھونڈتے پھر رہے ہو؟ میری مٹی یہاں کی نہیں ہے۔ میرا سر پاکستان میں ہے، اور میرے پیر پاکستان میں ہیں۔ مجھے پاکستان لے چلو! اور میرے سب بچوں کو لکھ دو کہ جلد از جلد پاکستان پہنچ جائیں۔ جو جتنی دیر میں پہنچے گا، اتنے ہی نقصان میں رہے گا۔“

المختصر سن ۱۹۴۷ء میں ماہ شوال کے آخری عشرے میں، حضور اور حضور کے کچھ مُریدین کراچی آگئے۔ حالت بدستور بگڑتی رہی، اور ۲۹ ذیقعدہ اور یکم ذوالحج کی درمیانی شب میں رات کو ڈیڑھ بجے (سرکار یوسف شاہ بابا نے) داعی اجل کو ”لیک“ (یا خدا میں حاضر ہوں) کہا اور وصال فرمایا۔

کراچی میں میوہ شاہ قبرستان میں تدفین ہوئی۔ اور وہاں ایک عالی شان درگاہ جو خانقاہ تاجیہ کے نام سے مشہور ہے، تعمیر ہو گئی۔ ۲۹ ذیقعدہ سے ۲ ذوالحج تک بڑے پیمانے پر عرس منعقد ہوتا ہے۔ ہر جمعرات کو فاتحہ ہوتی ہے۔ وابستگانِ سلسلہ اور معتقدین حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ ویسے بھی ظاہری اور باطنی فیوض حاصل کرنے کیلئے اہل کراچی مزار مبارک پر حاضری دیتے ہیں۔

The sayings and aphorisms that this author (Sarkar Aala Hazrat RA) has heard from Sarkar (Yousuf Shah Baba RA), at various times, are innumerable. You will find some in previous chapters. Here are some of Sarkar's (Yousuf Shah Baba RA) quotes that are of proverbial nature.

1. The one who becomes a slave out of love, possesses the kingdom of Both the Realms (Here and the Hereafter.)
2. Getting rid of all misgivings about God's operations and any criticism of His Creation entails more than simply refraining from expressing negative remarks. That alone is insufficient. Only when the heart is in a cleansed state, where there is no critique whatsoever, can we honestly declare that the critical questioning of God's Creation and its ways of functioning has been eradicated. This is what *"not being critical"* really means.
3. Claiming to belong to the Rebuked Class (Malamatiyyah Firqa) is not merely adopting a certain way of carrying yourself, whereby people look at your ways, with disapproval. That alone is not enough. In reality, it is your own ego that must keep on reproaching you, even at the height of your humility. Only then, do you really enjoin the Rebuked Class. We belong to this very Silsila, Malamatiyyah.

مختلف اوقات میں جو ملفوظات سرکار (یوسف شاہ بابا) سے راقم الحروف (سرکار اعلیٰ حضرت) نے سُنے ہیں، وہ تو بے شمار ہیں۔ اور پچھلے عنوانات میں جگہ جگہ ملیں گے بھی۔ لیکن کچھ ملفوظات سرکار (یوسف شاہ بابا) کے ضرب المِثال کی قسم کے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱. جو محبت کا غلام ہو گیا اُسے دونوں جہاں (دُنیا اور آخرت) کی سُلطانی مل گئی۔

۲. مخلوقِ خدا پر سے اعتراض اُٹھانے کا صرف یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہم انسان اُس کے عمل، اُس کے کردار، یا کائنات میں کسی بھی چیز کو جیسی کے وہ واقع ہے، اُس سے ہٹ کر کوئی تصوّر کریں۔ تو صرف زبان سے کوئی اعتراض نہ کرنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ قلبی کیفیت بھی یہ ہو کہ کوئی قلبی اعتراض بھی نہ ہو۔ تب اسکو "اعتراض ہٹانا" کہتے ہیں۔

۳. مَلامتیہ فرقہ صرف ایسی وضع قطع اختیار کر لینے کا نام نہیں، کہ لوگ باگ آپ کو دیکھ کر آپ کی وضع قطع کو دیکھ کر نا پسند کریں، یا مَلامت کریں۔ صرف یہ ہی کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ حقیقتاً، خود آپ کا نفس آپ کو ملامت کرتا رہے، اور آپ کی بندگی کے کمال کے بعد بھی۔ تب آپ کی صحیح نسبت مَلامتیہ فرقے سے ہوتی ہے۔ ہم اسی سِلْسِلہ مَلامتیہ سے وابستہ ہیں۔

4. Any student or disciple who seeks a purpose other than that of his Master, has gone astray.
5. The One, who goes out of one's own self to seek God, has never ever found God.
6. An egg today, is better than a hen tomorrow.
7. As long as the disciple is self-centered, he cannot find the Master (Sheikh within).
8. Troubles, difficulties, losses, illnesses and sufferings are things to be grateful for. It is because then, the Servant cries out to Allah SWT, in extreme sincerity and fervor. That is why it has been narrated in the Hadith, "*Illness Purges the Sins.*" (Sahih al-Bukhari 5640, Book 75)
9. It is not necessary that whenever one is hungry, that the food must also be available.
10. To keep searching for your beloved's will; to make yourself completely submissive to the beloved's will; to adapt one's desires and wants completely to the beloved's will; to become beloved's servant and slave is the ascension (Meraj) of the disciple.

۴. جس طالب یا مُرید نے اپنے شیخ کے علاوہ کوئی اور مقصد طلب کیا وہ گمراہ ہو گیا۔

۵. جو خدا کو ڈھونڈنے کے لیئے اپنے سے باہر نکلا، اُس نے خدا کو کبھی بھی نہیں پایا۔

۶. کل کی مُرغی سے، آج کا انڈا بہتر ہے۔

۷. جب تک مُرید اپنے آپ کو دیکھتا ہے شیخ کو نہیں پا سکتا۔

۸. مصائب، مشکلات، ہاری، بیماری، تکالیف، واجب شکر ہیں۔ اس لیئے اِس میں بندہ انتہائی خلوص اور اضطراب میں اپنے ربّ کو پُکارتا ہے۔ اس لیئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ، ”بیماری سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔“ (صحیح بُخاری ۵۶۴۰، کتاب ۷۵)

۹. یہ کوئی ضروری بات نہیں کہ آدمی کو جب بھوک لگے، تو کھانا بھی میسر آجائے۔

۱۰. رضاءِ محبوب کو تلاش کرتے رہنا؛ اور اپنی ہستی کو کلیتاً رضاءِ محبوب کے تابع کر دینا؛ اور اپنی طلب اور خواہشات کو کلیتاً محبوب کی مرضی کے مطابق ڈھال لینا؛ اور اُس کا بندہ اور غلام ہو جانا ہی مُرید کی معراج ہے۔

11. In fulfillment of the Sufi Master's decree, such things as intellect, knowledge, doctrine, religious beliefs and religious laws, should not be allowed to intrude. Nor should there be any deliberation, nor any felt hardship in its achievement. On the contrary, by considering Sufi Master's directive itself to be one's religion and faith, a disciple can attain the status of Union with the Master (Fana-fi-Sheikh). Your opinion, your knowledge, or someone else's advice can become a big hindrance and an obstacle to achieving the desired result.

12. Every feeling, every experience, every spiritual exuberance, every inner state, every spiritual station, every divine bounty and every reward, no matter from what apparent source it seems to come from, should in fact be considered blessings of the Master.

13. Aside from one's own Sufi Master, engaging for any desire or purpose, with any other Sufi Master, alive or a Sufi Shrine or a Sufi Astana, for the purpose of gaining anything, is considered totally unforgivable in Tasawwuf. It's akin to breaking the laws of Shariat by joining partners with Allah SWT (Shirk).

14. Just as it's true that Allah SWT deals with His servants according to their presumptions and aspirations, a Sufi Master deals with his disciples in exactly the same way. If a disciple seeks Initiation, only for the sake of worldly gains, well-being, financial freedom, a refuge from

۱۱. پیر کے حُکم کی تعمیل کی بجا آوری میں عقل، علم، مَسَلک، دین، شریعت کے احکامات کو نہ اڑے آنے دینا چاہیئے، نہ غور و خاص کرنا چاہیئے، اور نہ اُس کی بجا آوری میں دل میں تنگی محسوس ہونی چاہیئے۔ بلکہ، پیر کے بتائے ہوئے راستے ہی کو اپنا دین اور ایمان سمجھ لینے سے مُرید فناء فی الشیخ کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ اپنی رائے، اپنا علم، یا کسی دوسرے کا مشورہ بہت بڑا حِجاب ہو جاتا ہے۔

۱۲. ہر کیفیت، ہر حال، ہر مقام، ہر فیض، ہر انعام، چاہے وہ بادی النظر میں کسی بھی فرد کی طرف سے آئے، اس کو فی الحقیقت شیخ کا ہی فیضان سَمجھنا چاہیئے۔

۱۳. اپنے پیر سے ہٹکر، کسی بھی زندہ پیر یا کسی بزرگ کی درگاہ یا آستانے سے، کوئی طلب یا مقصد برآوری کی خواہش، طریقت میں اتنا ہی ناقابلِ معافی گناہ ہے، جتنا کہ شریعتِ مطاہرہ میں شِرک۔

۱۴. جس طرح یہ بات حق ہے کہ اللہ اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہے، اس طرح یہ بات بھی حق ہے کہ پیر اپنے مُرید کے گمان کے ساتھ میں ہے۔ اگر کوئی مُرید صرف دنیا کی عافیت، کشادگی روزگار، مصائب و بیماری سے پناہ کی غرض سے بیعت ہوتا ہے، تو

suffering, sickness, for sake of honor, fame and glory; then the Sufi Master acts accordingly, as per the disciple's capability and capacity. Similarly, if a disciple seeks goodness and salvation, they're taught accordingly.

But he reserves all his spiritual wealth and power, only for the select few disciples, who become initiated only out of love of their Sufi Master and without any other desire or purpose. These few disciples are the wealth of the Silsila. Through them, the blessings of the Silsila continue to flow without end. Aside from these disciples, the Sufi Master simply acts as an initiator into the Silsila and is there to bless them (as a service).

15. Those that take the hand of the Sufi Master to become something or to be someone are pardoned (in the Hereafter) but nothing more. Those who are attracted to the Sufi Master for not becoming anything, become the Sufi Master's center of attention. These are the people who become the beloved of Allah SWT and go on to become Saints.

16. Disrespectful disciples, no matter how kindly they are treated by the Master in public, remain blind in this world and in the Hereafter. Sarkar used to say that, the proper way of showing the best manners to the Sufi Master is for the disciple to present himself in the same way that the Grand Sufi Master (Barde Pir Sahib, Ghous Pak RA) has

پیر اُس کے گمان کے مطابق مُعاملہ کرتا ہے۔ کوئی عزت، شہرت، اور نام کیلئے جویاں رہتا ہے، تو پیر مُرید کے ضبط کے مطابق اُس سے معاملہ کرتا ہے۔ اگر نیکی، بھلائی، اور نجات کا طالب ہوتا ہے، تو اُس کو اُسکی تعلیم دیتا ہے۔

مگر اپنا پورا تصرف ایسے گنے چنے مُریدوں کے لیئے محفوظ رکھتا ہے، جو پیر سے صرف پیر کی محبت میں بغیر کسی اور طلب اور مقصد کے وابستہ ہوتا ہے۔ یہی چند مُرید سلسلے کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ اور سلسلے کے فیوض و برکات، انہی نفوض سے جاری و ساری رہتے ہیں۔ ورنہ ان سے ہٹ کر جو طالبین ہوتے ہیں، انکے ساتھ پیر بیعت برکت کرتا ہے۔

۱۵. جو کوئی بھی کچھ ہونے (یا) پانے کیلئے پیر کا دامن تھامتا ہے، تو (آخرت میں) نجات یافتہ تو ہو جاتا ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور جو کچھ نہ ہونے کیلئے پیر کی طرف رجوع کرتا ہے، وہ پیر کی توجہ خاص کا مرکز ہو جاتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے محبوب اور اولیاء اللہ بن پاتے ہیں۔

۱۶. بے ادب مُرید، چاہے پیر ظاہر میں اُسکے ساتھ کیسا بھی مُشفقانہ سلوک رکھتا ہو، دنیا میں بھی اندھے رہتے ہیں اور عاقبت میں بھی اندھے رہتے ہیں۔ سرکار فرماتے تھے کہ، پیر کا صحیح ادب یہ ہے کہ مُرید، مُرید ہونے کے بعد میں اپنے آپ کو ایسا کر لے، جیسے بڑے پیر صاحب (غوث پاکؒ) نے فرمایا ہے کہ، ”ایسا مُرید وہ ہوتا

advised, *“that an obedient disciple is the one who presents himself to the Master, like a corpse is in the hands of the mortician (Ghussaal).”*

17. Love for Fellow Brothers and Fellow Sisters is actually the love of the Sufi Master.

18. He once told me, *“If you want to love us, you will have to love every particle of the universe.”*

19. Once Sarkar said to the late Fellow Brother Zia-ul-Haq (Sarkar Aala Hazrat's Pir Bhai), *“After becoming a disciple, one (disciple) should consider that the goal has been achieved. Making knowledge of the unseen, miracles, stages of Sainthood (Wilayat) or high spiritual stations your goal, is the same as losing one's real purpose.”*

20. If you want Allah SWT to remain kind to you, don't be apathetic even to your enemy's feelings; unless they're being cruel and unjust to you. Even after that, sincerely forgiving them makes you a Friend of Allah SWT.

21. To think of one's own self to be better than others, one enters into the company of Satan.

22. When Allah Almighty bestows a special capability, to show it off

ہے، جو اپنے آپ کو شیخ کے سامنے ایسا ہوجائے جیسا مُردہ غُسال کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔“

۱۷. پیر بھائی اور پیر بہنوں سے محبت بھی دراصل پیر کی محبت ہے۔

۱۸. ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ، ”اگر ہم سے مُحبت کرنی ہے، تو کائنات کے ذرّہ ذرّہ سے محبت کرنا ہوگی۔“

۱۹. ایک مرتبہ بھائی ضیاءالحق (سرکار اعلیٰ حضرت کے بھائی) مرحوم سے فرمایا کہ، ”مُريد ہونے کے بعد میں سمجھنا چاہیئے کہ مقصد حاصل ہو گیا۔ کشف و کرامات، ولایت کے درجے یا مقامات کو مقصد بنا لینا اپنے صحیح مقصد کو کھو دینے کے برابر ہے۔“

۲۰. اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم پر مہربان رہے، تو دشمن کی بھی دل آزاری نہیں کرو جب تک کہ وہ تم پر ظلم نہ کرے۔ اور اس کے بعد بھی، خلوص کے ساتھ میں اسے معاف کر دینے سے اللہ اُس کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔

۲۱. اپنے آپ کو دوسرے سے اچھا سمجھنا انسان کو شیطان کے زمرے میں داخل کر دیتا ہے۔

۲۲. جب اللہ تعالیٰ کوئی وصف عطاء کر دیں، تو اس کا بے جا اظہار

needlessly, is a sign of ungratefulness.

ناشکری ہے۔

23. Talking to people just to show off your superiority of knowledge is a sign of grave pride.

۲۳. صرف اپنے علم کی برتری ظاہر کرنے کیلئے لوگوں سے مخاطب توضیح اوقات ہیں، اور کبر اور نخوت کی دلیل ہے۔

24. A disciple should consider his inner reality as the inner reality of the Master.

۲۴. مُرید کو چاہیئے کہ وہ اپنے باطن کو ہی شیخ کا باطن سمجھے۔

25. When Allah Almighty bestows the power of seeing the unseen (Kashf) to one of His servants by His Grace, then the person should hide it as the women hide their monthlies.

۲۵. جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنے فضل سے کشف کی دولت عطاء فرمائے، تو صاحب کشف کو اپنے کشف کو ایسے چھپانا چاہیئے، جیسے مستورات اپنے ایام کو چھپاتی ہیں۔

26. The Union with the Master, which is called Fana-fi-Sheikh, “is” the highest level. Only a Perfect Master (Sheikh-e-Kamil), after attaining the rank of Union with the Prophet ﷺ (Fana-fi-Rasul) and Union with Allah SWT (Fana-fi-Allah), becomes Immortal with Allah SWT (Baq-a-bi-Allah).

۲۶. دراصل شیخ کی ذات میں فنا ہونا، جسے فناء فی الشیخ کہتے ہیں، ”وہی“ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔ کیونکہ شیخ کامل ہی، فناء فی الرسول ﷺ اور فناء فی اللہ کے درجے کے حصول کے بعد میں بقاء باللہ ہو جاتا ہے۔

27. Sarkar repeated time and again, that the greatest sins may be forgiven, but if there is even a hint, metaphorically, in thought, verbally or in writing, showing even the slightest disrespect towards the Lord of the Two Realms (Honorable Prophet Muhammad ﷺ); the repentance of such a person is not accepted, nor does his relationship with the Master

۲۷. ایک اس بات پر بار بار زور دیتے تھے کہ بڑے سے بڑے گناہوں کی تلافی ہو جاتی ہے، لیکن سرکارِ دو عالم (حضرت محمد ﷺ) کی جناب میں اشارتاً، کنایتاً، خیالی، زبانی یا تحریری، ذرا سی بھی گستاخی ہو جائے؛ تو ایسے شخص کی نہ توبہ قبول ہوتی ہے، اور نہ اُس کی شیخ سے نسبت باقی رہتی ہے، اور بیعت بھی فاسق ہو

remain and the initiation is breached. Then he (Sarkar Yousuf Shah Baba RA) used to recite these verses,

“Ba Khuda, Deewana Baash
Ba Muhammad ﷺ, Hoshiyaar”

(Towards God, Act Crazy)
(Towards Muhammad ﷺ, Be Alert)

(Explanation: One can communicate casually with Allah SWT as if talking to a respected best friend. In Urdu, we often call Allah SWT, ‘Tu’. However, this level of etiquette and respect only heightens if we ever refer to Prophet Muhammad ﷺ. The level of respect we show will never be less than that of the Supreme Emperor.)

*

جاتی ہے۔ پھر (سرکار یوسف شاہ بابا) یہ مصرع پڑھتے تھے،

”با خُدا، دیوانہ باش
با محمد ﷺ، ہوشیار“

(خُدا کی طرف، دیوانگی رہے)
(مگر مُحمد ﷺ کی طرف، رہنا ہوشیار)

(وضاحت: کوئی شخص بھی اللہ کے ساتھ عمومی طریقے سے بات کر سکتا ہے، جیسے کہ کسی مُعزّز اور قریبی دوست سے بات کر رہا ہو۔ اردو میں، اللہ کو ہم اکثر، ’تو‘ کہہ کر پکارتے ہیں۔ تاہم، آداب اور احترام کا یہ درجہ صرف اس صورت میں بڑھ جاتا ہے جب ہم کبھی بھی حضرت محمد ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم جس آداب اور احترام کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ کبھی بھی اعلیٰ شہنشاہ سے کم نہیں ہوگا۔)

